بزمِ یکسیہ نشیناں دامن کش

آوارہ گرد اشعار

از

قاضی عبد الودود

(م ۱۹۸۴ء)

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن

آوارہ گرد اشعار

از

قاضی عبدالودود

(م: ۱۹۸۴ء)

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تقسیم کار:

صدر دفتر:

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ـــــ ۱۱۰۰۲۵

شاخیں:

- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، دہلی ـــــ ۱۱۰۰۰۶
- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی ـــــ ۴۰۰۰۰۳
- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ ـــــ ۲۰۲۰۰۲

۱۹۹۵ء

قیمت : چالیس ۴۰ روپے

پاکیزہ آفسیٹ، شاہ گنج، محمد پور روڈ، پٹنہ ـ ۶ میں طبع ہوئی ـ

پہلی بار یہ مضامین مندرجہ ذیل رسائل میں شائع ہوئے

ضمیمہ-۱

ضمیمہ-۲

آوارہ گرد اشعار

قاضی عبدالودود

پیشگفتار

اردو فارسی میں ایسا کلام جو ایک سے زیادہ شاعروں کے نام ملتا ہے بہت ہے، فردیات، رباعیات اور مختصر قطعات کا کیا ذکر، طویل نظمیں جو کئی کئی ہزار اشعار پر مشتمل ہیں ایک سے زیادہ شاعروں کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ رودکی کا دیوان جو ایران میں چھپا ہے محض نام کو رودکی کا دیوان ہے، ورنہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ اس میں رودکی کے مقابلہ میں قطران کے اشعار بہت زیادہ ہیں گرشاسپ نامہ اسدی کے تقریباً کل اشعار یہ سمجھ کر کہ دراصل فردوسی کے ہیں لوگوں نے شاہ نامہ میں شامل کر دیئے ہیں۔ اسی طرح برزو نامہ کے کئی ہزار شعر شاہ نامہ میں داخل ہو گئے ہیں ـــــ فخر گرگانی کی ویس و رامین نظامی گنجوی کی طرف بھی منسوب کی گئی ہے۔ کلیات انوری (طبع ہند) میں ایک ہندستانی شاعر کے متعدد قصیدے مندرج ہیں۔ حال آنکہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن سے صراحتہً شاعر کے وطن کا پتا چلتا ہے کلیات ظہیر فاریابی (طبع نولکشور) میں جو دیوان غزلیات شامل ہے، وہ بہت بعد کے ایک ایرانی شاعر کی ملک ہے، خدا جانے کتنی مثنویاں جن کا عطار سے کچھ سروکار نہیں عطار کے نام سے لکھی گئی ہیں۔ ایران کے ایک غیر معروف شاعر مخفی کا دیوان زیب النسا بیگم کا دیوان سمجھا جاتا ہے۔ ولی ویلوری کی مثنوی ولی گجراتی کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ فخر الدین ماہر کے دیوان کا ایک نسخہ مجھے یہ کہہ کر دکھایا گیا کہ ہوس شاگرد مصحفی کا دیوان ہے۔ اور واقعی کسی شخص نے خاص زحمت اٹھا کر جہاں جہاں ماہر تھا اسے بدل کر ہوس کر دیا ہے ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ اور ترمیم بھی کرنا پڑی ہوگی۔ سودا کے کلیات مطبوعہ میں قائم اور اسکے دوسرے تلامذہ کا کلام بہ کثرت شامل کیا گیا ہے۔ اشعار کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو سودا، سوز، مہربان خاں رند کے کلیات میں ملتی ہے۔

مقالہ ہذا میں ایسے کلام سے بحث کی جائیگی جو ایک سے زیادہ شاعروں کی طرف منسوب ہے۔ اور بشرط امکان یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ دراصل کس کا ہے مگر قبل اس کے کہ یہ بحث چھیڑی جائے، مختصراً یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔ اس کا ایک سبب سرقہ ہے، سرقے کی زیادہ عام صورت تو یہ ہے کہ مضمون لے لیا جائے اور الفاظ اپنے ہوں لیکن اسکی مثالیں بھی بہت ملتی ہیں کہ لفظ و معنی دونوں کا سرقہ کیا گیا ہو۔ اختلاف الفاظ اگر ہو تو ناقابل اعتنا۔ یہ واضح رہے کہ سرقہ بالارادہ ہی ہو سکتا ہے۔ دوسرا سبب توارد ہے۔ ایسے توارد کی بھی کہ لفظ و معنی ایک ہوں مثالیں ملتی ہیں لیکن توارد زیادہ سے زیادہ چار مصرعوں میں ہو سکتا ہے۔ کوئی ایسی نظم جو چار مصرعوں سے زیادہ پر مشتمل ہے اگر ایک سے زیادہ شاعروں کے یہاں ملتی ہے تو اس کا سبب توارد نہیں ہو سکتا بعض اوقات یہ فیصلہ کہ توارد ہے یا سرقہ بالکل ممکن نہیں تیسرا سبب تضمین ہے۔ آجکل تو یہ قاعدہ ہے کہ تضمین کی صورت میں شعر یا مصرع واوین کے اندر ہوتا ہے لیکن پہلے یہ دستور نہ تھا، اور نہ لازماً یہ بتایا جاتا تھا کہ شعر یا مصرع دوسرے کا ہے۔ ہاں غیر معروف شعر یا مصرع کی تضمین اگر ہوتی بھی تو اس کے ساتھ مصنف کا نام ضرور ہوتا تھا۔ زمانے کی روش ہے کہ معروف مجہول ہو جاتا ہے اسلیئے تضمین بھی اس کا سبب ہوئی کہ اشعار ایک سے زیادہ شاعروں کی طرف منسوب ہو جائیں۔ چوتھا سبب یہ ہے کہ شاعر اپنے کلام کو خود کسی کے نام سے نسبت دے، اسکی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے ایک جعل بھی ہے۔ چوتھے سبب سے خود کہنے والے کا کچھ سروکار نہیں۔ یہ بالارادہ یا بلا ارادہ غلط انتساب ہے۔ جو دوسرے کرتے ہیں۔ اس کی بھی بہت سی شکلیں ہیں۔

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اشعار کی عموماً ایک ہی شکل پیش کی ہے، اور اسکی تصحیح کی بھی چنداں کوشش نہیں کی۔

مخففات ہم: کتبخانہ مشرقیہ پٹنہ۔ نکات = نکات الشعرا میر۔ مخزن = مخزن نکات قائم۔ گردیزی = تذکرہ فتح علی گردیزی۔ حسن = تذکرہ میر حسن۔ گلزار = گلزار ابراہیم مصنفہ علی ابراہیم خاں۔ گلشن = گلشن گفتار حمید۔

۱

(۱) ترا ز تکمۂ لعلست بر لباس حریر
شدست قطرۂ اشک منت گریباں گیر

ایران کا حال معلوم نہیں لیکن ہندستان میں یہ مطلع بہتوں کی زبان پر ہے اور مصحفی نے (دیوان ام) اسے اردو کا لباس بھی پہنایا ہے:

خوں گشتہ دل کو میرے مت چشم کم سے دیکھو
یہ لعل بھی کسی کا تھا تکمۂ گریباں

ایک سوال کے جواب میں جناب نیاز فتحپوری نے جنوری ۱۹۳۲ء کے نگار میں لکھا تھا کہ یہ شعر نور جہاں بیگم کا نہیں بنائی ہروی کا ہے۔ اس کی تردید میں سید محفوظ الحق مرحوم کا ایک مقالہ فروری ۱۹۳۲ء کے نگار ہی میں شائع ہوا تھا جس کا ایک اقتباس جس میں کل ضروری باتیں آ گئی ہیں درج ذیل ہے۔

"تحفۂ سامی، حبیب السیر، ہفت اقلیم، عرفات العاشقین، مجمع النفائس، ریاض الشعرا[۱] وغیرہ تذکروں میں جو مقابلتاً قدیم ہیں، بنائی کے حالات موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی میں وہ شعر بنائی کے نام سے درج نہیں۔ جدید تذکروں میں ہمیں جہاں تک علم ہے صرف خزانۂ عامرہ[۲] اور شمع انجمن میں یہ شعر بنائی کے نام درج ہے لیکن آخرالذکر کے تینوں شعر خزانۂ عامرہ سے منقول ہیں، اس لیے وہ کوئی خاص وقعت نہیں رکھتا۔ آزاد واقعی، بہت بڑے مورخ اور محقق ہیں لیکن خزانۂ عامرہ میں جو بے سروپا باتیں انہوں نے لکھی ہیں ان سے اس تذکرے پر بہت زیادہ اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ خزانۂ عامرہ بنائی کے تقریباً تین سو سال بعد لکھا گیا ہے۔ اس لیے اصولاً

---

[۱] ریاض الشعرا کا مصنف والہ داغستانی آزاد بلگرامی کے بعد پیدا ہوا لیکن پہلے مرا۔ اس کا تذکرہ خزانۂ عامرہ سے کچھ ہی قبل تمام ہوا ہے آرزو کا مجمع النفائس بھی خزانۂ عامرہ سے بہت پہلے کا نہیں [۲] بیاض باسطی مولفہ باسطی معاصر والہ میں بھی بنام بنائی۔

بھی وہ اس باب میں زیادہ قابل اعتبار نہیں۔ خود بنائیؔ کا دیوان جس کا ایک قلمی نسخہ خدا بخش کے کتب خانے میں ہے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ شعر دیوان مذکور میں موجود نہیں، اور نہ اس ردیف (کذا) و قافیہ کی کوئی غزل پورے دیوان میں ہے۔ جب خود دیوان بنائیؔ کی یہ شہادت ہے تو اس کے مقابلے میں ایک آدھ جدید تذکرہ نویسوں (کذا) کے بیان پر شعر مذکور بنائیؔ کے نام کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے؟ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کن تذکروں میں یہ شعر نور جہاں بیگم کی طرف منسوب ہے۔ سب سے پہلے ہماری نظر کلمات الشعرا مصنفہ سرخوش پر پڑتی ہے۔ وہ نور جہاں بیگم کی حاضر جوابی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے: "روزے پادشاہ پیراہنے پوشیدہ بود کہ لعل بیگم گفت تا نہ الخ۔ مستحسن افتاد۔" مؤلف ریاض الشعرا بھی جو سرخوش کے کچھ ہی بعد ہوا ہے لکھتا ہے: "ایں شعر نور جہاں بیگم بدیہہ گفتہ۔ کلمات الشعرا اور ریاض الشعرا کی تائید مؤلف مفتاح التواریخ[1] کی ہے۔"

یہ صحیح ہے کہ تراز الخ تحفۂ سامی وغیرہ میں بنائیؔ کے نام نہیں اور دیوان بنائیؔ کے دونوں نسخے جو م میں ہیں اس سے خالی ہیں لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ دیوان کے یہ دونوں نسخے بنائیؔ کے کل کلام پر حاوی نہیں اور کسی شعر کا ان میں نہ ملنا اس کا قطعی ثبوت نہیں کہ وہ بنائیؔ کی تصنیف نہیں۔ فخری کی بیاض میں جس کے کئی نسخے م میں موجود ہیں اور اس کی تالیف کا زمانہ نور جہاں بیگم کی پیدائش سے بھی پہلے ہے، بنائیؔ کی ایک غزل ملتی ہے جس کا افتتاح اسی مطلع سے ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ کلمات الشعرا میں "خون منت" ہے اور بیاض میں "اشک منت" ہے۔ غزل کا مقطع یہ ہے:

بنائیؔ آں شہ خوباں مگر ز راہ رسید	کہ اہل درد ز ہر گوشہ می کنند نفیر

بنائیؔ نے یہ غزل حافظ کی غزل پر لکھی ہے۔ تحفۂ سامی میں بنائیؔ کی نسبت مرقوم ہے کہ "غزلے چند در تتبع خواجہ حافظ نوشتہ"۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ مطلع بنائیؔ کا ہے۔ ارمغان (طہران) کے ایک پرانے شمارے میں مہری اور معاصر (پٹنہ) کے ایک تازہ شمارے میں ... کے نام بھی ملا مگر یہ انتساب بالکل بے بنیاد ہے۔

(۲)	دیں جگر زخمِ جفا کو دلِ صد چاک ہیں ہم	دیکھیں گر کچھ بھی وفا اس بت بے باک میں ہم
	نقش پا کی نمط اے راحتِ جانِ عاشق	تیرے قدموں سے جدا ہو کے ملے خاک میں ہم

صفیرؔ نے جلوہ میں یہ دونوں شعر ایک "پرانی بیاض" کے حوالے سے نور جہاں بیگم کے نام لکھے ہیں اور "مغل اور اردو" کے مصنف نے اس کی تقلید کی ہے لیکن اس زمین کے چار شعر جن میں یہ دو بھی شامل ہیں تذکرہ حسن میں معین بدایونی کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، مقطع یہ ہے:

---

[1] مفتاح التواریخ ایک غیر معتبر کتاب بیلؔ کی لکھی ہوئی ہے۔ زمانہ تصنیف تیرھویں صدی کا نصف آخر۔

نہ بچھڑے نالوں سے راتوں کے بیس دن اپنے — آہ کب تک رہیں گے گردش افلاک میں ہم

حسن معین کے ہم عصر ہیں۔ ایک مجہول الاسم مؤلف کے بیان پر ان کی شہادت مرجح ہے۔

(۳) بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا — بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہاں شدم مانند بو در برگ گل — ہر کہ دارد میل دیدن در سخن بیند مرا

اردو کی ایک کتاب میں مدت ہوئی دیکھا تھا کہ زیب النسا بیگم نے یہ اشعار ایک ایرانی شاہزادے کو لکھ کر بھیجے تھے جو اسکے اشتیاق دید میں دہلی آیا تھا۔ یہ اشعار زیر عنوان "آغاز قطعات و رباعیات" دیوان مخفی میں بھی ہیں (ص ۱۱۹) جو ناشر دیع الزماں کانپوری کی نظر میں زیب النسا کی ملک ہے۔ یہ باور کرنے کے وجوہ موجود ہیں کہ بیگم شعر کہتی تھی اور اس کا تخلص مخفی تھا مگر دیوان مخفی اس کا نہیں، ایک غیر معروف ایرانی شاعر کا ہے۔ اس دیوان کے قلمی نسخے (م) میں یہ اشعار نہیں اور مطبوعہ نسخے میں بعض اور اشعار کی طرح کسی وجہ سے داخل ہو گئے ہیں۔ بیگم ان کی مصنف نہیں۔ اس کی طرف منسوب اس لیے کئے گئے کہ ایک پردہ نشیں کی زبان سے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اشعار دراصل حاذق کے نتائج افکار سے ہیں اور سرخوش نے ان کے ترجمے میں اس مطلع سے متعلق ایک لطیفہ بھی دیا ہے۔

"روزے پیش شیدا ایں مطلع خود را خواند۔ شیدا گفت صاحب ایں شعر را در مردی گفتہ باشند حکیم برآشفت و او را در حوض غوطہ با داد":

سرخوش نے دوسرا شعر بھی دیا ہے۔ دیوان حاذق (م ۴۵۵) میں مکمل غزل موجود ہے جس کا مقطع یہ ہے:

من کم از خورشید حاذق رازی ہیم چشم — ہر کہ او خلق حسن دارد حسن بیند مرا

(۴) الہی داغ سے دل کو جلا دے — برہ کی آگ مجھ تن میں لگا دے ۱

جلا جوں پھلجھڑی مجھ ناتواں کو — شرر لب ریز کر ہر استخواں کو ۲

فنا کر عشق میں یہ جان بے تاب — کہ جوں آتش میں کھپ جاتا ہے سیماب ۳

رہے منظور اک معشوق کی ذات — یہ طوف کعبہ و سیر خرابات ۴

یہ آب بے نہایا آرزو ہے — نماز بے خودی کا یہ وضو ہے ۵

پڑے ہیں زخم بے تابی کے ناسور — یہ آب تاک دھو مجھ دل کے انگور ۶

کہ ہوش آپ سے یک بار جاؤں — پیمبر کی صفت کرنے کو دھاؤں ۷

محمد صاحب ایجاد ایماں — کہ جس کی شان میں آیا ہے قرآں ۸

سرو سردار جگ کے سروروں کا ___ جماعہ دار سب پیغمبروں کا ۹

رکھیں ہیں جس کے دروازے پہ موسیٰ ___ سعادت جان دربانی کا عاصا ۱۰

مسیحا ناک گھس تجھ آستاں پر ___ دماغ اپنا چڑھایا آسماں پر ۱۱

گئے سب انبیا اس آرزو میں ___ ردا اس رنگ کی کملی کسو میں ۱۲

اتر سدرہ ستی ہر پر جبریل ___ کیا علم حقیقت خوب تحصیل ۱۳

سریر سرور بابا سلیماں ___ چلا جن و پری پر اس کا فرماں ۱۴

وہی تھا نور تیسرا ساتھ اس کے ___ انگوٹھی نام کو تھی ہاتھ اس کے ۱۵

سلایا خاک میں اعدائے دیں کو ___ جگایا دین ختم المرسلین کو ۱۶

نہ اس کے ہاتھ سیفِ دو زباں ہے ___ شجاعت اور تہور تو عیاں ہے ۱۷

نبی بوجھ اس کا دوش اوپر سنبھالا ___ ہوا رتبہ امامت کا دوبالا ۱۸

قلعہ خیبر اٹھا ہے گا ترا شور ___ یداللہ نے دکھایا معجزہ زور ۱۹

قلعہ گھر توڑ کر ڈالی لڑائی ___ ہزیمت کافراں خندق پہ کھائی ۲۰

قضا کے راج کی صنعت گری دیکھ ___ نبی کے گھر کی یہ بارہ دری دیکھ ۲۱

خدا کے نور کا متھ کر سمندر ___ بہا چودہ رتن کاڑھے ہیں باہر ۲۲

اگر فہید حکمت آشنا ہے ___ اسی نسخے میں چودہ بدیا ہے ۲۳

نبی کی آل پر سے وار جانا ___ اسی بارہ پلے سے پار جانا ۲۴

یہ ۲۴ شعر گلشن میں حاتم کے نام درج ہیں اور سرگزشت حاتم کے مصنف جناب ڈاکٹر سید محی الدین قادری متخلص بہ زور بھی اس اقرار کے باوجود کہ دیوان زادۂ حاتم میں یہ نہیں محض حمید کی شہادت پر انہیں حاتم کی ملک سمجھتے اور ان میں ہو بہو ولی کا رنگ دیکھتے ہیں، مگر جس مثنوی کے یہ اشعار ہیں وہ جعفر علی خاں زکی کی ہے اور حمید کے منقولہ اشعار میں سے اشعار ذیل قدیم تذکروں میں بصراحت ذیل ملتے ہیں: نکات، گردیزی و چمن: ۱و۲۱و۲۴۔ حسن و گلزار: ۱و۲و۲۱و۲۴۔ حسن: ۳و۸و۲۳۔ گلزار: ۶و۱۱و۱۲و۸و۱۰و۵۔ تذکروں میں ایسے اشعار بھی بہت ہیں، جو گلشن میں نہیں، اور اگر میرا حافظہ دھوکہ نہیں دیتا تو مکمل مثنوی ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی ایک بیاض میں ہے جس میں غالباً وہ اشعار بھی ہوں گے جو حمید کے سوا کسی تذکرہ نگار نے نہیں لکھے۔

مثنوی کے بارے میں صاحب گلزار کا قول ہے کہ اس میں "اکثر رعایت ایہام کی ہے اور شہرت تام رکھتی ہے۔" اسکے مشہور ہونے کی

شہادت حسن بھی دیتے ہیں، زکی کی طرح میر گردیزی اور حسن بھی دہلوی ہیں، ان کی گواہی حمید اورنگ آبادی کی گواہی پر ترجیح رکھتی ہے۔

(۵) بہ ہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا — یہی توحید میں مصرع سرِ دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا — یوسفِ مصر مگر تو ہی ہے اے یارِ عزیز

نہ چاٹے خون کو جس روز میرے اس کو فاقہ ہے — رگِ گردن کو میری تیغ سے اس کی علاقہ ہے

یہ تینوں شعر تذکرۂ شورش (آکسفرڈ) میں مرزا داؤد بیگ داؤد دہلوی شاگرد مضمون کے نام ہیں اور شورش نے اس شاعر کے ایک اور شعر کے بارے میں لکھا ہے کہ "وقتیکہ در عظیم آباد گر جا بنا کردہ بودند، بر زبان او گزشتہ" مگر داؤد کا دہلی اور عظیم آباد سے کچھ سروکار نہ تھا اور نہ وہ مضمون کا شاگرد تھا۔ یہ تینوں شعر دراصل فضل علی دانا دہلوی شاگرد مضمون کے ہیں اور نکات میں ان کے نام درج ہیں۔ یہ غلطی شورش کی نہیں، کاتب تذکرۂ شورش کی معلوم ہوتی ہے۔

(۶) اے چرخ بیکسی پہ ہماری نظر نہ کر — جو کچھ کہ تجھ سے ہو سکے تو درگذر نہ کر

پہنچا دے اس گلی میں اگر تجھ سے ہو سکے — اس خاک کو نسیمِ سحر در بہ در نہ کر

غیرت یہ مقتضی ہے کہ اے غنچے باغ میں — مرجھا ہی جا پہ منتِ بادِ سحر نہ کر

اس حسن صندلیں کی ثنا اور تیرا منہ — دیوانہ کیوں ہوا ہے تو یہ دردِ سر نہ کر

جوشش یہ بستی رہنے کے قابل نہیں رہی — چپکا ہی چل یہاں سے کسی کو خبر نہ کر

مرزا حاتم علی بیگ مہر نے اپنے "دوست ولی" میر شجاعت علی جوشش کی اس غزل کو مخمس کیا ہے جو ان کے دیوان "الماس درخشاں" میں موجود ہے لیکن یہ غزل جوشش عظیم آبادی کی ہے اور ان کے قلمی اور مطبوعہ دیوان میں مندرج ہے عجب نہیں کہ میر شجاعت علی کو دیوان جوشش عظیم آبادی کا کوئی نسخہ مل گیا ہو اور وہ اس دیوان کے اشعار اپنے نام سے پڑھا کرتے ہوں توارد غزل کا غزل میں نہیں ہو سکتا یہ بے شبہ سرقہ ہے۔

(۷) اک میس سا جگر میں اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے — ہم راتوں کو رویا کرتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے

یہ شعر ضیا عظیم آبادی شاگرد شوق نیموی کا ہے اور ضیا کے دیوان مطبوعہ "ریاض شاداب" میں موجود ہے لیکن انتخاب میر شائع کردہ جامعہ ملیہ میں بھی ہے اور حسرت لکھنوی مرحوم نے اپنے ایک مقالے میں جو نیرنگ خیال لاہور میں چھپا تھا میر کی طرف منسوب کیا ہے اس کی کوئی قدیم سند نہیں کہ میر کا ہے اس کا مصنف بے شبہ ضیا ہے۔

(۸) بگولے سے جسے آسیب اور صرصر سے زحمت ہے — ہماری خاک یوں برباد ہوا ہے ابر رحمت ہے

آزاد نے آبحیات میں (ص۱۶۱) سودا کے نام لکھا ہے مگر اس کی کوئی سند نہیں، مطلع دراصل اصالت خاں ثابت شاگرد فدوی

کا ہے جیسا کہ تذکرہ عشقی (نسخۂ راقم) سے ثابت ہوتا ہے۔

(۹) عینکے و پارۂ سیماب با ما ماندہ است　　　چشمِ بے خواب و دلِ بے تاب با ما ماندہ است

شاد عظیم آبادی نے نوائے وطن میں بیدل کو اس مطلع کا مصنف بتایا ہے لیکن دراصل نور العین واقف کا ہے آزاد خزانۂ عامرہ میں لکھتے ہیں:

"ہمیں سال (یعنی ۱۱۷۰ھ) واقف و حاکم ہر دو بہ ارادہ ہند اورنگ آباد را وداع کردند۔ اتفاقاً مابین اورنگ آباد و بالاپور قطاع الطریق ریختہ ساز و سامان و کتابہا ہمہ بہ غارت بردند ہیچ چیز نماند الا عینک و قدرے سیماب وجہ ہمراہ بودن، سیماب اینکہ واقف شوقِ کیمیا دارد۔۔ ایں اعزہ سبک بار شدہ بہ بالاپور رسیدند و از آں جا کتابتے مشتمل بریں ماجرا نامزد فقیر نمودند۔ واقف ایں مطلع و رباعی حسبِ حال موزوں کردہ بہ قلم آورد: عینکے الخ رباعی بردند غریب خانۂ راہزناں سرمایہ و ماند ہیچ چیز از ساماں بردند ہر آنچہ بود الا عینک وا ماندہ باہمیں دو چشمِ حیراں۔ فقیر قدرے زر سرانجام کردہ بہ طریقِ ہندوی بہ ہر دو عزیز ارسال داشت:

(۱۰) گرما بگذشت وایں دل زار ہماں　　　سرما بگذشت وایں دل زار ہماں

القصہ تمام گرم و سرد عالم　　　بر ما بگذشت وایں دل زار ہماں

جناب ابوالکلام آزاد نے غبارِ خاطر میں اس رباعی کا مصنف سرمد کو بتایا ہے لیکن اس کی کوئی سند موجود نہیں۔ رباعی درہ شاگرد میر شمس الدین فقیر کی ہے جیسا کہ سفینہ ہندی (ص ۱) سے ثابت ہے۔

(۱۱) حالی یادگارِ غالب میں مصرعِ ذیل کے بارے میں لکھتے ہیں غالباً سعدی کا ہے:

"نکرد ہجر مدارا بہ من سرِ تو سلامت"

غالب نے پورا شعر لکھوایا، مگر حالی کو صرف ایک مصرع یاد رہا۔ شعر سعدی کا نہیں ظہوری کا ہے۔ ظہوری کی غزل دیوانِ مطبوعہ میں موجود ہے پیش مصرع یہ ہے: "مپرس حال چو پرسیدۂ ملال ندارد"

(۱۲) وہاں شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش　　　ہم بستی فراموش ہم زنار فراموش (الف)

وہاں شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش　　　یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش (ب)

اردوئے قدیم میں جناب شمس اللہ قادری نے لکھا ہے کہ یہ شعر (شکل الف) اس نظری کا ہے جس نے نویں صدی ہجری میں آذری کے بہمن نامہ کا تکملہ منظوم کیا تھا (ص ۲۳) مصنف نے اپنا ماخذ معدن الذہب مصنفہ ملا محمود بن ابراہیم بیدری بتایا ہے جو محمود شاہ بہمنی (۸۸۷ھ – ۹۲۴ھ) کے عہد میں وجود میں آئی ہے۔ میں یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ یہ شعر اس کتاب میں ہے یا نہیں لیکن یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے اس لیے کہ یہ شعر (شکل ب) کلیات سودا جلد ا مرتبہ آسی مرحوم میں بھی ہے اردوئے قدیم میں بے بنیاد

حوالے بھی ہیں مثلاً صفحہ ۱۰ میں یہ بیان کہ یوسف علی مرشد آبادی کے تذکرے میں ولی شاعر ریختہ کا نام شمس ولی اللہ درج ہے، اور صفحہ ۱۰۹ میں یہ دعویٰ کہ فہرست اسپرنگر کے صفحہ ۶۰۴ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تذکرہ یوسف علی مرشد آبادی میں ولی کا ذکر ہے۔ جب تک معدن الذہب کے کسی معتبر نسخے میں شعر زیر بحث نہ ملے میں اسے سودا کی تصنیف سمجھوں گا، اگر واقعی اس میں ہے تو توارد ہے ۔

(۱۳) مے خانے میں کیا بھرے ہے منگی شکی — زاہد واعظ سے دور جھنگی جھنگی
قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے ہرگز — یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی

یہ رباعی علی نقی کافر، احسن، ایبت قلی خاں حسرت (گلزار و گلشن ہند)، انشا (قاسم) اور تاباں (دیوان تاباں انجمن ترقی اردو) کی طرف منسوب ہے۔ کافر کے دیوان کا پتہ نہیں، حسرت کا دیوان غالباً جناب حسرت موہانی کے پاس ہے مگر اس کے متعلق کچھ معلوم کرنا ممکن نہیں۔ کلیات انشا کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں یہ رباعی نہیں۔ مطبوعہ دیوان تاباں کئی قلمی نسخوں پر مبنی ہے لیکن نہ تو مقدمے میں ان نسخوں سے متعلق تفاصیل ہیں اور نہ اس نسخے سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ رباعی کن نسخوں میں ہے اور کس میں نہیں۔ انشا اس کے مصنف نہیں، لیکن کافر، حسرت، تاباں میں سے واقعی کس کی ہے میں اس کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔

(۱۴) تو فخر خراسانی و فاسق طرازو — گوہر بہ دہاں داری و دارا سقط ازو
روزان و شبان ز حق تعالیٰ خواہم — مرگ دبدبت ہدا و باسقط ازو

آزاد نے آب حیات میں لکھا ہے کہ یہ رباعی سودا نے فی البدیہہ مکین کی ہجو میں کہی تھی۔ شیرانی مرحوم ایک قدیم بیاض کی سند پر اس سے منکر تھے کہ سودا کی ہے۔ وہ انکار میں حق بجانب ہیں۔ تقی کاشی کے تذکرے میں، جو گیارہویں صدی ہجری کے نصف اول میں مکمل ہوا ہے اور جس کے بعض حصے م میں موجود ہیں، یہ رباعی ملتی ہے۔ گو تقی کاشی کو اس کے مصنف کا نام معلوم نہیں۔ آزاد کے قول کے سوا اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ سودا کی ہے ۔

(۱۵) شب کو گیا میں بول کی محفل میں اے ضمیر — دلچسپ کیا ہی خوب تھا ہر اک مکان زرد
اس انجمن کی تجھ سے میں تعریف کیا کروں — پہنے لباس بیٹھے تھے سب میہمان زرد
اک رنگ میں تھے شیخ و برہمن رنگے ہوئے — یک رنگی کا جہاں تھا وہ یکتا مکان زرد
روشن کئے تھے جھاڑ نشیمن کے گرد گل — تھیں زعفرانی سب چھتیں اور سائبان زرد
حوریں نژاد بیٹھے تھے صف بہ صف (کذا) — جوگی کے کنٹھے پہنے ہوئے نوجوان زرد
پشواز جب ان کی مرے دل میں کھب گئی — تھا حاشیہ کناری کا اور درمیان زرد
ڈالے بھی تھے ہار گلوں کے گلے کے بیچ — سرخوش تھے اپنے حسن میں سب گلرخان زرد

پچکاریوں کی ہر دوں کی تھی مار ایک سمت ‏— کیسر کے رنگ سے تھا زمیں آسمان زرد

رنگوں سے قمقموں کے تھی آپس میں مار دھاڑ ‏— تھا سرخ گھر کبھی تو کبھی تھا مکان زرد

ان سب کے درمیان میں مسند پہ دل ربا ‏— سونے کا آگے رکھے ہوئے پان دان زرد

القصہ اپنے حسن میں ہر ایک شاہ وقت ‏— پر دیکھ اس کو ہو گئے سب بدگمان زرد

اس شب سے میری آنکھوں میں یرقان ہو گیا ‏— یاں تک کہ میرے ہو گئے سب استخوان زرد

یہ اشعار بہارستان کشمیر جلد ۲ (ص۱۹۲) میں کسی حوالے کے بغیر پنڈت درگا داس ضمیر دہلوی شاگرد شاہ نصیر کے نام مندرج ہیں، لیکن گارساں دتاسی نے ادبیات ہندی و ہندوستانی جلد سوم (ص۳۳ و ص۳۲) میں کچھ اشعار کا فرانسیسی ترجمہ کیا ہے۔ دتاسی نے انہیں کسی حوالے کے بغیر ہدایت علی خاں ضمیر کی طرف منسوب کیا ہے جن کا زمانۂ وفات بارہویں صدی کا عشرۂ ختم ہے، اور ان اشعار کو ہولی لکھا ہے جو اس کے نزدیک ہندی کی ایک خاص صنفِ سخن ہے حال آں کہ یہ غزل یا قطعے کے اشعار ہیں۔ (مقدمہ جلد ۱ ص۱۳) گلستان کشمیر میں جو اشعار ہیں ان میں سے ایک کو چھوڑ کر سب کا ترجمہ دتاسی کے یہاں ہے۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے اشعار کا ترجمہ بھی ہے جو گلستان کشمیر میں نہیں ہیں۔ سرگذشت حاتم کے مصنف نے (ص۹۶) لکھا ہے کہ گارساں دتاسی نے ضمیر کی ایک نظم ہولی کی بڑی تعریف کی ہے اور فرانسیسی میں اس کا ترجمہ بھی کیا ہے: "ترجمہ ضرور کیا ہے لیکن جس صفحے کا انہوں نے حوالہ دیا ہے اس میں تعریف کا ایک نقطہ بھی نہ آیا۔ دتاسی بہت بے پروا مصنف ہے محض اس کی سند پر میں ان اشعار کی قدامت کا قائل نہیں ہو سکتا میرے نزدیک یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ ان کا مصنف گنگا داس ضمیر یا تیرہویں صدی کا کوئی دوسرا شاعر ہے۔

(۱۶) چمن میں جام ہے مینا ہے مے ہے ‏— پر اک تو ہی نہیں افسوس ہے ہے

گلستان سخن ۱۸۵۷ء کی شورش سے کچھ ہی قبل قادر بخش صابرؔ تلمیذ صہبائیؔ کے نام سے شائع ہوا تھا مگر یہ یقینی ہے کہ ان کے استاد بھی اس کی تصنیف میں شریک ہیں۔ اس تذکرے میں یہ شعر میر انیسؔ کے نام ہے اور نساخ نے سخن شعرا میں ظاہرا اسی کی تقلید کی ہے، مگر یہ شعر ہرگز میر انیس کا نہیں۔ تذکرۂ شوق میں جو میر انیس کی پیدائش سے پہلے لکھا گیا ہے، ایک غیر معروف شاعر مرزا چھلن (یا چھولن) بیگ ملازم آصف الدولہ اس کا مصنف بتایا گیا ہے۔

(۱۷) نکہتِ گل نے جگایا کسے زنداں کے بیچ ‏— پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ

یہ مطلع محتشم علی خاں حشمت کا ہے جیسا کہ نکات مخزن اور گردیزی وغیرہ سے ثابت ہے لیکن قاسم نے محمد علی حشمت کے نام لکھا ہے اور آسی مرحوم "دو نایاب زمانہ بیاضیں اور ان کا انتخاب" میں مصحفی کو اس قول کا مؤید بتاتے ہیں۔ یہ مطلع نہ محمد علی حشمت کا ہے اور نہ مصحفی نے ایسا لکھا ہے بلکہ تذکرۂ ہندی میں محتشم علی حشمت ہی کے نام ہے۔ آسی مرحوم ظاہرا اس تخلص کے دو شاعروں میں

فرق نہیں کرتے اور انہیں ایک ہی سمجھتے ہیں مگر تمام قدیم تذکروں میں دونوں کا الگ الگ ذکر ہے خود مصحفی نے بھی ریاض الفصحا میں محتشم علی خاں حشمت اور محمد علی حشمت کے اشعار جدا جدا لکھے ہیں۔

(۱۸) دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے — کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا — ٹوپی والوں نے قتل عام کیا

اس قطعے کو میر نے اپنی ایک غزل میں تضمین کیا ہے اور شعر ذیل میں جو اس سے پہلے ہے یہ پتا بھی دیا ہے کہ کس کا ہے :۔

ہو گیا دل مرا تبرک جب — درد یہ قطعۂ پیام کیا

پیام اکبر آبادی کا ترجمہ اور ان کا یہ قطعہ نکات، مخزن، حسن وغیرہ میں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آنند رام مخلص جو پیام کے خاص دوستوں میں ہیں بدائع وقائع میں پیام اور اس قطعے کے بارے میں لکھتے ہیں: "دریں ایام شورش شاہ جہاں آباد ہنگامۂ نادری، رفیق شفیق فقیر بودہ اند منفعل ایں ہنگامہ دو بیت ریختہ موزوں نمودہ اند" مگر ان امور کے باوجود نکہت نے مخزن الفوائد (م ۵۰) میں کریم الدین نے گلدستۂ نازنیناں میں باطن نے اپنے تذکرے میں اور صفیر بلگرامی نے رشحات صفیر میں یہ قطعہ یا اس کا کوئی ایک شعر خود میر کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

(۱۹) ہوئے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں — حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

قائم نے یہ مطلع جرأت کے نام لکھا ہے لیکن دراصل ان کے استاد حسرت کا ہے۔ جرأت نے حسرت کی پوری غزل کو مخمس کیا ہے جو جرأت کی کلیات (م ۱) میں موجود ہے۔ مقطع کی تضمین یوں ہے :

: پہنچے بوالہوس تو عاشقوں کی گرد کو ہرگز — سمجھتے ہنس وہ جرأت ان کی آہ سرد کو ہرگز
بھلاؤں گا نہ میں استاد کی اس فرد کو ہرگز — سخن آورد کا ہرگز نہ پہنچے درد کو ہرگز
کہ اس پر آہ نکلے ہے اور اس پہ واہ کرتے ہیں

(۲۰) دل ولی کا لے لیا دلی نے چھین — جا کہو کوئی محمد شاہ سیں

آب حیات میں ہے کہ ولی دلی کی تصنیفات میں سے ایک غزل میں کہتے ہیں دل ولی الخ آزاد کا بیان ہے کہ ولی سنہ محمد شاہی میں دلی پہنچے تھے۔ سرگذشت حاتم کے مصنف نے اس شعر سے استدلال نہیں کیا لیکن وہ بھی اسے مانتے ہیں کہ ولی عہد محمد شاہ میں دلی گئے تھے۔ ولی کا اس زمانے میں دلی جانا قطعاً ناممکن ہے۔ آغاز عہد محمد شاہی سے بارہ تیرہ برس پہلے ہی وفات پا چکے تھے جیسا کہ اس قطعۂ تاریخ وفات سے ثابت ہے جو پہلے بمبئی کے کسی رسالے میں اور بقول جناب سید نجیب اشرف ندوی، اور بعد ازاں رسالہ اردو میں شائع ہوا تھا۔ شعر زیر بحث ولی کا نہیں مضمون کا ہے جو جمعوں کے رہنے والے تھے اور دہلی جا کر اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ مضمون کا پیش مصرع یوں ہے: "اس گدا کا دل لیا دلی نے چھین" پوری غزل گلشن ہند میں اور شعر زیر بحث ایک اور شعر کے ساتھ چمنستان میں ہے مقطع یہ ہے :۔ "اے صنم مضمون تو بندہ ہے ترا :: کیوں بھلایا اس کو عشق اللہ میں"

۲

(۲۱) پوچھی جو گھڑی مجھ سے بہ راہِ عادت — تو وصل کو ساعت کی نہیں کچھ حاجت
ہو جاتی ہے ملنے سے مبارک ساعت — ساعت کا بہانہ نہیں خوش ہر ساعت

صفیر بلگرامی "جلوۂ خضر" جلد ا میں اس رباعی کی نسبت لکھتے ہیں " ایک رباعی اکبر کے خط میں جو بہ نام جہاں گیر اکبر نے لکھا تھا ترجمہ تزک جہاں گیری میں نظر آتی ہے، اگر یہ اکبر کی کہی ہوئی ہے تو بے شک اردو یہی ہے . . جہاں گیر نے . . ابوالفضل کو مروا ڈالا . . اکبر کو بہت صدمہ ہوا، بعد چندے جب باپ بیٹوں میں لوگوں نے صلح کرا دی اور اکبر نے بلوایا تو جہاں گیر نے لکھ بھیجا کہ نجومیوں سے کوئی ساعت سعید دکھلوا کر بھیجیے کہ میں اس وقت قدم بوسی کو حاضر ہوں. اس پر اکبر نے خط لکھا اور یہ رباعی لکھی." ص ۴۰. صفیر کو یقین کامل نہیں کہ رباعی اکبر کی ہے، لیکن خیال عظیم آبادی جن کا ماخذ جلوۂ خضر کے سوا اور کچھ نہیں، قطعیت کے ساتھ اس رباعی کو اکبر کی طرف منسوب کرتے ہیں جہاں گیر . . شاہی طلبی پر حاضری کیلئے نیک ساعت کی تلاش کرتا ہے اور اپنا عندیہ عرض کر بھیجتا ہے، بادشاہ اس کی عرضی پر یہ رباعی دستخط کرتا ہے" مغل اور اردو ص ۸. تزک جہاں گیری فارسی میں ہے اور اس کے آغاز میں دیباچہ اور کچھ حالات محمد ہادی کے لکھے ہوئے ہیں. اس کا اردو ترجمہ سید احمد علی رامپوری[1] نے کیا تھا. فارسی اشعار کے بارے میں مترجم کی روش یہ ہے کہ یا تو انھیں حذف کر دیتے ہیں، (مثلاً یہ شعر جو تزک مرتبۂ سید احمد خاں کی ص ۵ میں ہے: "محتاج بود ملک بہ پیرایہ چنیں الخ) یا بجنسہٖ نقل کر دیتے ہیں (مثلاً اشعار قصیدۂ ثانی ص ۴ ترجمہ اور یہ شعر جو خسرو کی عرضی میں ہے: "گر بر تن من زباں شود ہر موئے الخ" ص ۹ ترجمہ و ص ۱۲ تزک) یا اردو میں ترجمہ کر دیتے ہیں (مثلاً "از ادب دور است رفتن بے طلب در بزم شاہ، ورنہ پائے شوق را مانع در و دیوار نیست" تزک ص ۹ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: " ادب سے دور ہے بے حکم جانا بزم شاہی میں. ورنہ پائے شوق کو مانع نہیں دیوار و در (کذا)" ص ۲۱).

رباعی زیر بحث فارسی سے اردو میں منتقل ہوئی ہے، اور فارسی رباعی بھی اکبر کی نہیں، جعفر بیگ آصف خاں کی ہے، جیسا کہ محمد ہادی نے صراحتاً لکھا ہے " ایں رباعی کہ از واردات طبع جعفر بیگ آصف خاں است دراں منشور سعادت قلمی نمودن " اے جستہ زما برسم عادت ساعت ادراک وصال راچہ حاجت ساعت از وصل کند کسب سعادت ساعت ساعت چہ کنی بہانہ ساعت ساعت " تزک ص ۱۰ و ۱۱. مترجم نے آصف خاں کے بارے میں جو عبارت تھی اس کا

[1] مطبع نظامی کانپور سے ۱۲۸۸ھ میں شائع ہوا.

توجہ نہیں کیا تھا اور اس کی یہ بے اصولی صفیر کی غلط فہمی کا باعث ہوئی۔ صفیر کو چاہیے تھا کہ مترجم کی روش کو پیش نظر رکھتے، رباعی کی زبان پر غور کرتے اور فارسی تزک کی طرف رجوع کرتے جو جلوۂ خضر کی اشاعت سے پہلے معرض انطباع میں آ چکی تھی۔ یہ خیالؔ تو ان کی شکایت بے کار ہے۔

(۲۲) خیالؔ اپنی داستان میں سپاہی جی اور اردو کے تحت یوں رقم طراز ہیں۔ "جب وہ (اکبر) نچنت ہو کر بیٹھا تو ادھر بھی (اردو کی طرف) متوجہ ہوا ۔۔ چار ایوان کھڑا کیا گیا اور زبان و ادب کا وہاں درس دیا گیا۔ یہ اسی مدرسے کا فیض تھا کہ حکیم ابوالفتح کی موت اور حکیم ہمام کی حاضری پر طالبؔ آملی نے یہ رباعی:

هر دو برادرم که دمساز آمد | او شد به سفر دین ز سفر باز آمد
او رفت به دنبالہ او عمر برفت | دیں آمد و عمر رفته ام باز آمد

عرض کی تو سخن فہم بادشاہ نے فرمایا کہ یہ دنبالہ کھٹکتا ہے، اور پھر اصلاح دی کہ "او رفت و ز رفتنش مرا عمر برفت" اس پر آملی نے سر تسلیم خم کر کے آداب عرض کیا" مغل اور اردو ص ۸۰ (رباعی خیالؔ نے بہت غلط لکھی تھی، اس کی تصحیح آئین اکبری" سے کر دی گئی ہے)۔ خیالؔ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ طالبؔ آملی ملک الشعرائے جہانگیری عہد جہانگیر میں ہندستان آیا ہے۔ یہ رباعی ابوالفضل نے آئین اکبری (جلد ۲ مرتبۂ سید احمد خاں ص ۲۲۵) میں لکھی ہے، اس کا مصنف طالبؔ سپاہانی کو بتایا ہے اور اکبری اصلاح بھی دی ہے۔ طالب اصفہانی کا ذکر جلد ۱ میں شعرا کی فصل میں بھی ہے۔ ص ۲۰۰

(۲۳) حسرت پر اس مسافر بے کس کی روئیے | جو رہ گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

یہ شعر سرورؔ نے فسانۂ عجائب میں (مطبع علوی لکھنؤ ۱۲۷۲ھ ص ۴۴) مرزا حسین بیگ (تخلص ندارد) کے نام لکھا ہے۔ ان کے متعلق سرور کے بعض خطوط سے جو مطبوعہ مجموعۂ "مکاتیب" میں ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرور کے دوست تھے۔ شعر مصحفیؔ کا ہے اور ان کے دیوان ۲ کے متعدد نسخوں میں موجود ہے۔ مصحفیؔ کا مطلع یہ ہے:

ہے طرفہ ماجرا مرے قاتل کے سامنے | بسمل پڑا تڑپتا ہے بسمل کے سامنے

(۲۴) چکبستؔ اپنی مرتبہ "گلزار نسیم" کے دیباچے میں لکھتے ہیں "ایک دن مشاعرے میں ۔۔ ناسخؔ نے ۔۔ کہا کہ پنڈت صاحب (یعنی نسیمؔ) نے ایک مصرع کہا ہے، دوسرا مصرع نہیں سوجھتا ۔۔ انھوں نے جواب دیا "فرمائیے" ناسخؔ نے یہ مصرع پڑھا۔ ؎ "شیخ نے مسجد بنا مسمار بت خانہ کیا" ان کی زبان سے مصرع نکلنے کی دیر تھی کہ یہاں دوسرا مصرع تیار تھا ؎ "تب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا" حاضرین جلسہ پھڑک اٹھے ۔۔ ناسخؔ نے شاعری کی آڑ میں مذہبی چوٹ کی تھی، لیکن نسیمؔ نے ٹھنڈا کر دیا۔" (ص ۲۵) مگر وہ شعر جس کا ایک

مصرع، بہ قول چکبست ناسخ کا اور دوسرا نسیم کا ہے، دراصل میر اعلیٰ علی کا ہے اور "تذکرہ میر حسن" میں ہے جو اس وقت وجود میں آیا ہے جس وقت ناسخ بہت کم عمر تھے اور نسیم کو اس دنیا میں آنے میں بہت دیر تھی۔ الفاظ کے خفیف فرق کے ساتھ میر اعلیٰ علی کا مطلع یہ ہے:

توڑ بت زاہد نے کیوں مسجد بہ بت خانہ کیا　　　تب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا

لطف یہ ہے کہ نسیم کے استاد بھائی رند کے یہاں بھی یہ مطلع لفظوں کے ناقابلِ اعتنا اختلاف کے ساتھ ملتا ہے:

ٹوٹے بت، مسجد بنی مسمار بت خانہ ہوا　　　جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا (دیوان ۱، ص ۲۸)

اس میں کچھ شک نہیں کہ مطلع میر اعلیٰ علی کا ہے، رند نے یا تو سرقہ کیا ہے یا انھیں توارد ہوا ہے۔ ناسخ کی " شاعری کی آڑ میں مذہبی چوٹ" اور ان کے مصرع کے لیے نسیم کا مصرع بہم پہنچانا افسانۂ محض ہے۔ میرا یہ مدّعا نہیں کہ چکبست اس داستان کے واضع ہیں مگر غلو بری چیز ہے، کئی روایتیں جو کسی طرح قابلِ قبول نہیں، اس کی بدولت دیباچے میں مندرج ہو گئی ہیں۔

(۲۵)　بگولے کا کہیں صدمہ کہیں صرصر کی زحمت ہے　　　ہماری خاک یوں اڑتی پھرے اے ابر رحمت ہے

اصالت خاں ثابت عظیم آبادی شاگرد فدوی دہلوی کا مطلع ہے، جو علی ابراہیم خاں اور عشقی دونوں کے تذکروں میں موجود ہے، لیکن آبِ حیات (طبع ۱۹۱۰ء) میں ایک جگہ سودا ص ۱۶۷ اور دوسری جگہ میر کے نام ہے ص ۴۹۴۔

(۲۶)　نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھ سے محبت ہے　　　نہیں ہے اعتبار اس کا یہ منہ دیکھے کی الفت ہے

مطلع سودا کا ہے اور اس زمین میں ان کے اور اشعار بھی کلیات کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں ہیں، مگر آزاد نے ایک جگہ میر ص ۱۷۶ اور دوسری جگہ ص ۴۹۳ سودا کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۲۷)　ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو　　　کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

وزیر شاگرد ناسخ کا مطلع ہے اور ان کے دیوان میں ہے، مگر "آبِ حیات" میں ایک جگہ ص ۲۸۰ اور دوسری جگہ ص ۳۶۱ ناسخ کے نام ہے۔

(۲۸)
از پنجۂ من چاک گریباں گلہ دارد　۱　وز گریۂ من گوشۂ داماں گلہ دارد
داماں نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار　۲　گل چین بہارِ تو ز داماں گلہ دارد
در بزم وصالِ تو بہ ہنگامِ تماشا　۳　نظارہ ز جنبیدنِ مژگاں گلہ دارد
سنبل بچمن نافہ بچین مشک بتاتار　۴　از نکہت آں زلفِ پریشاں گلہ دارد
گر بت شکنم گاہ بہ مسجد زنم آتش　۵　از مذہب من گبر و مسلماں گلہ دارد

پروین بفلک در صدف لعل بمعدن ۔ از نازکی آں لب و دنداں گلہ دارد
گر گریہ و گر خندہ و گر آہ جگر سوز ۔ اے نصرتی از وضع تو جاناں گلہ دارد

قدرت اللہ قدرت گوپاموی نے نتائج الافکار (اوسط مائۂ سیزدہم) میں اس غزل کے اشعار ۱ تا ۶ کی نسبت لکھا ہے: "در بیاض یکی از ثقات این چند اشعار بہ نام بیگم موصوف (یعنی نور جہاں) دیدہ" ص ۱۰۶۔ "مجمع الاشعار" میں جو شورش، ۱۲۰۵ سے چند سال قبل چھپا تھا، یہ غزل باستثنائے شعر ۳ و ۶، عشرتی کی طرف منسوب ہے، لیکن مؤلف نے یہ نہیں بتایا کہ عشرتی کون ہے، کس ملک کا باشندہ ہے اور کس زمانے کا ہے (ص ۱۵-۱۶)، اور مقطع میں نصرتی کی جگہ عشرتی ہے۔ "نور اللغات" جلد ۴ (ص ۱۹ ۸) میں شعر ۲ نسبتی کے نام درج ہے۔ نسبتی سے بظاہر نسبتی تھانیسری مراد ہے جس کی وفات گیارہویں صدی کے نصف آخر میں ہوئی ہے۔ علائی نے اپنے والد کی طرف سے یہ فرمایش کی تھی کہ غالب "مغربی کی غزل "داماں گلہ دارد" "مژگاں گلہ دارد" کی زمین میں غزل کہیں۔ غالب اس کے جواب میں لکھتے ہیں: "مغربی . . کی غزل اس زمین میں نہیں دیکھی۔ قدسی کی غزل . . ہے" در بزم الخ" یہ ایک شعر اس کا مجھے یاد ہے" خطوط غالب ص ۲۴۰۔ علائی کو ایک دوسرے خط میں غالب نے لکھا ہے کہ "یہ زمین قدسی . . کے حصے میں آگئی ہے، میں کیوں کر اس میں تخم ریزی کروں؟ اور اگر بے حیائی سے کچھ ہاتھ پاؤں ہلاؤں تو اس شعر کا (در بزم الخ) جواب کہاں سے لاؤں؟ ہرگز نتواں گفت دریں قافیہ اشعار بیجاست برادر اگر از ما گلہ دارد" ص ۲۴۲۔ ایک اور خط میں جس کے مکتوب الیہ علائی ہی ہیں، غالب یہ بتانے کے بعد کہ ان کی ایک غزل کے دو شعر کسی اور شاعر کے اشعار کے ساتھ مخلوط کر دیے گئے ہیں اور لوگ انھیں گاتے پھرتے ہیں، تحریر کرتے ہیں: "جب شاعر کی زندگی میں گانے والے شاعر کے کلام کو مسخ کر دیں تو کیا بعید ہے کہ شاعر متوفی کے کلام میں مطربوں نے خلط کر دیا ہو؟ مقطع بے شک . . مغربی کا ہے اور وہ شعر جو میں نے تم کو لکھا ہے اور یہ شعر جو اب لکھتا ہوں "داماں نگہ الخ" یہ دونوں . . قدسی کے ہیں۔ . ان بزرگوں کی طرز روش میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔" ص ۲۴۳

جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے اس کے متعلق یہ حاشیہ لکھا ہے: "حیرت ہے کہ غالب کو اس پر اصرار ہے۔ یہ مشہور غزل تو حیرتی[1] کی ہے" میں نے ان سے دریافت کیا ہے کہ یہ حیرتی کون ہے اور آپ کی اطلاع کا ماخذ کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ حیرتی توفی ۹۶۱ مراد ہے اور اطلاع اسحٰق کے تذکرے پر مبنی ہے۔ قدرت نے یہ نہیں لکھا کہ بیاض کس کی ہے اور کس زمانے کی ہے، محض صاحب بیاض کی شہادت پر زیر بحث اشعار نور جہاں بیگم کے نہیں سمجھے جا سکتے۔ ایک مجہول الاسم عشرتی کا دیوان جو مرجحاً تیرہویں صدی کا آدمی ہے اور ہندستان کا باشندہ، لکھنؤ میں زمانہ ہوا چھپا تھا۔

---

[1] حیرتی معاصر طہماسپ صفوی۔ مشاہیر شعرائے ایران میں فغانی، نظیری، صائب اور حزیں کی غزلیں زمین زیر بحث میں ہیں۔

اس میں "گلہ دارد" کی زمین میں ایک شعر نہیں۔ نسبتی کا مکمل دیوان میری نظر سے نہیں گزرا، لیکن دیوان کے کئی انتخاب کتب خانۂ مشرقیہ میں موجود ہیں، اور ان کا بھی وہی حال ہے جو دیوان عشرتی کا ہے۔ دیوان معزّی کے دو قلمی نسخے کتب خانۂ مشرقیہ میں ہیں اور ان میں بھی کوئی شعر زمین زیر بحث میں نہیں، مطبوعہ دیوان کی بھی بہ قول جناب عبدالستار صدیقی یہی کیفیت ہے۔ حیرتی کا دیوان میری دست رس سے باہر ہے، لیکن آصفی کے تذکرے سے قطع نظر جو زمانۂ حال میں لکھا گیا ہے اور جس میں یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ کس بنا پر حیرتی کی طرف منسوب کی گئی ہے (میں اس وقت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں کتنے اشعار دیے ہیں) کہیں اور اس زمین کا کوئی شعر حیرتی کے نام نظر نہیں آیا۔ قدسی کا مطبوعہ دیوان اور دیوان کے متعدد قلمی نسخے جو مشرقیہ میں ہیں اس زمین کے اشعار سے خالی ہیں اور کہیں اور بھی غالب کے خط کے علاوہ اس زمین کا کوئی شعر قدسی کی طرف منسوب نہ پایا۔ سب سے قدیم کتاب جس میں غزل زیر بحث (بہ استثنائے شعر ۵، ۶) ملتی ہے ایک بیاض ہے جو رائے متھرا پرشاد، پٹنہ کی ملک ہے اور جس کا ایک اندراج محرم ۱۲۰۳ھ (ہجری نہیں لکھا مگر قیاس اس کا موید ہے)۔ اس پر ایک مہر ہے جس میں رادھا کشن کا نام ہے اور ۱۲۱۱ھ مرقوم ہے۔ اس کے بعد ایک نقطہ ہے مگر وہ پیش کا نقطہ ہے۔ اس کے بغیر "س" کے صرف دو نقطے رہ جاتے ہیں۔ اس بیاض میں یہ نہیں بتایا کہ غزل کس کی ہے، لیکن مقطع میں تخلص نصرت ہے جسے جب تک نصرتی نہ پڑھیے مصرع موزوں نہیں ہوتا۔ اشعار ۱، ۲، ۳ تذکرۂ خلاصۃ الافکار مصنفہ ابوطالب میں نصرتی کے نام ہیں، مگر یہ نہیں لکھا کہ یہ کون ہے۔ اس تذکرے کا سالِ اختتام ۱۲۰۶ھ ہے اور اس کے مصنف کا تعلق پٹنہ سے رہ چکا ہے۔ حدائق الشعرا فارسی گویوں کا ایک تذکرہ ہے جو تیرھویں صدی ہجری کے نصف اول میں لکھا گیا ہے اور جس کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانے میں ہے۔ ایک یادداشت میں جو مدت ہوئی قلم بند ہوئی تھی، نصرت کا ترجمہ اس طرح مرقوم ہے: "نصرت، نصرت اللہ شاہ از صوفیہ دہلوی عظیم آبادی از شاہ جہاں آباد در سلطنت شاہ عالم در عظیم آباد سکونت ورزیدہ، ودر پنجشنبہ محفل حال وقال می کرد، وایں غزل از تصنیفش مشہور و قوالان می سرایند۔ یکے از مریدانش۔ تاریخ وفاتش گفتہ 'زدار فنا شاہ نصرت، بہ دارالبقا کرد رحلت'۔ (یادداشت میں یہ عبارت بھی ہے" بعد فوت بھی مرید محفل حال وقال کرتے ہیں" اشعار صرف ۲ ہیں: ۱، ۳ لیکن ممکن ہے کہ میں نے سب نقل نہ کیے ہوں) غالب نے لکھا ہے کہ "غزل مطربوں کی زبان پر تھی۔ اس کا ایک پرانا گراموفون ریکورڈ بھی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ غزل نصرت کی ہے جو کبھی کبھی نصرتی تخلص بھی کرتا ہوگا

(۲۹) کب رہا ہے اب ہمیں حور و بشر کا امتیاز | دیکھ کر جاتا رہا تجھ کو بشر کا امتیاز

آگے اپنے یار کے غالب ہمیں معیوب ہیں | ورنہ ہے کس کے لیے عیب و ہنر کا امتیاز

یہ مطلع اور مقطع اور اس زمین کے پانچ اور شعر غالب نمبر علی گڑھ میگزین میں غالب کی طرف منسوب کیے گئے ہیں اور حوالہ مجمع الاشعار و چمن بے نظیر کا دیا گیا ہے جو ۱۸۵۰ء سے چند سال قبل چھپی تھی مگر ان دونوں میں یہ صراحت نہیں کہ غالب تخلص کے کس شاعر کی غزل ہے۔ دیوان جہاں میں جو بہت پہلے کا ہے یہ غزل بہادر بیگ خان غالب دہلوی کے نام مندرج ہے اور یہی صحیح ہے۔

(۳۰) زلف کو کہنا پریشاں عقل کی دوری ہے یہ ہر گرہ میں اس کی دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ

قائم و حسن کے تذکروں میں ایک مجہول الاسم شاعر ناور کی طرف منسوب ہے، لیکن قدرت اللہ شوق کے تذکرے میں آبرو اور مخزن الفوائد نکہت میں مظہر کے نام ہے۔ قاسم کو اصرار ہے کہ یہ شعر شاہ بنجھا کا ہے، اور انھوں نے اس کی تردید کی ہے کہ یہ گنا بیگم یا کسی اور شاعر کا ہے "نسبت کردن این شعر بہ گنا بیگم یا شاعر دیگر از دوری عقل و قلت تفحص است۔ این ہیچمدان۔ ۔ در بیاضے قدیم محررہ سنون سابقہ از تولد گنا بیگم۔ ۔ برای العین مشاہدہ نمودہ" مجموعۂ نغز جلد ۱ ص ۱۱۰۔ شاہ بنجھا کا ترجمہ تذکرۂ حسن سے پہلے کسی تذکرے میں نہیں ملتا، رہی گنا بیگم تو اس کی شادی عماد الملک سے اس کے باپ علی قلی خاں کی وفات (۱۱۶۹ھ یا ۱۱۰۰ھ بہ اختلافات روایات) کے کچھ ہی بعد ہوئی ہے، اس سے اس کے زمانے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے (عالم گیر ثانی کے عہد کی تاریخ، نام مصنف نامعلوم، کتب خانۂ مشرقیہ) تذکرہ قائم کی قدامت کا لحاظ کرتے ہوئے میں اس شعر کو نادر کی ملک سمجھتا ہوں۔

(۳۱) مرغان قفس کو پھولوں نے اے شاد یہ کہلا بھیجا ہے آ جاؤ جو تم کو آنا ہے ایسے میں ابھی شاداب ہیں ہم

جناب سید مسعود حسن رضوی نے "ہماری شاعری" کی اشاعت اول میں یہ شعر شاد لکھنوی کے نام لکھا ہے لیکن ہے شاد عظیم آبادی کا، اور ان کے اشعار کے مطبوعہ مجموعہ میں موجود ہے۔ خبر نہیں "ہماری شاعری" کے بعد کی اشاعت میں اس غلطی کی تصحیح ہوئی ہے یا نہیں۔

(۳۲) لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں

جناب ثاقب لکھنوی نے "چھان بین" (ص ۱۲۹) میں یہ مطلع انشا کے نام لکھا ہے، لیکن کلیات انشا کے قلمی اور مطبوعہ نسخے اس سے خالی ہیں، اور کلیات جرأت کے متعدد قلمی نسخوں میں موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جرأت کا ہی یہ شعر ہے۔

(۳۳) اے کشتگان روح ہماری تو کبھی شاد کرو شیشۂ مے کہیں بھولے تو ہمیں یاد کرو

گلشن گفتار میں یک رو شاگرد آبرو کے نام، لیکن کلیات سودا کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے۔ یک رو کا دیوان

لندن میں ہے اور دست برد سے باہر۔ "گلشن گفتار" کی قدامت میں شک نہیں، لیکن رنگ سودا کا ہے، یک رو ایہام گو ہیں، یہ بہت مستبعد ہے کہ یہ مطلع ان کا ہو

(۴۴) چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے — رکھے سی پارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے

"تحفۃ الشعرا" کے جو اقتباسات چمنستان شعرا کے ساتھ طبع ہوئے ہیں، ان میں یہ مطلع مظہر کے نام ہے، لیکن دہلوی تذکروں میں اگر یہ شعر ہے تو آرزو کے نام ہے اور انھیں کو اس کا مصنف سمجھنا چاہیے۔

(۴۵) بر و ایں دام بر جائے دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ

غالب کے نزدیک یہ شعر مصرّع ہے اور اس کے مصنف جامی ہیں۔ غالب نے لطائف غیبی میں یہ شعر اس امر کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ جامی کے سے شاعر سے بھی غلطی ہوتی ہے۔ شعر نہ مصرّع ہے نہ جامی کی ملک۔ حافظ کی جس غزل کا یہ شعر ہے اس کا مطلع و مقطع یہ ہے:

سحر گاہاں ز مخمور شبانہ — گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

وجود ما معمائیست حافظ — کہ تحقیقش فسونست و فسانہ

(۴۶) محبت اب تلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنوں کی — کہ جن لیلیٰ نہیں کھینچی کہیں تصویر مجنوں کی

قائم نے سہو کہ رائے بے تاب کے نام لکھا ہے لیکن باطن کے تذکرے میں تصویر تخلص کی ایک عورت کی طرف منسوب ہے جس کا نام اور زمانہ باطن نے نہیں بتایا۔ مطلع بے شبہ بیتاب کا ہے۔

(۴۷) نشو و نمائے باغ جہاں سے رمیدہ ہوں — شادابیِ ریاض سے دور آفریدہ ہوں

فکر غم خزاں سے بہت آرمیدہ ہوں — نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں

میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں

پوچھے ہے تو کبھو کہ ترا رنگ کیوں ہے زرد — کہتا ہے گاہ یوں تو مجھے بھر کے آہ سرد

تو کون ہے جو ملتا ہے چہرے سے اپنے گرد — میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقول درد

جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

ایک مخمس کے ۷ بند جن میں سے پہلا اور آخری بند اوپر درج ہے، قائم نے اپنے استاد بھائی، بندرابن، راقم کے نام لکھا ہے۔ مخمس کا عنوان یہ ہے "مخمس من تصنیف راقم کہ غزل مرزا صاحب (یعنی سودا) را تضمین کردہ"

قائم نے یہ بھی بتایا ہے کہ راقم مخمس خوب لکھتے تھے۔ مگر یہ کل بند اور دو بند اور مطبوعہ کلیات سودا میں

لہ یہ شعر یکرد کے نسخۂ لندن میں موجود نہیں ہے۔

بھی ہیں۔ تین قلمی نسخے جو اس وقت پیش نظر ہیں، اس سے خالی ہیں۔ مخمس بے شبہ راقم کا ہے۔ کلیاتِ مطبوعہ میں الحاقی کلام بہت ہے۔

(۳۸) شمشیر کھینچ قاتل سر پہ جو مرے آیا / مرنے کی آرزو میں گردن میں اپنی خم کی
فرمایا تب یہ اس نے اے کشتۂ محبت / فرصت ہے تک غنیمت کر شرح اپنے غم کی
میں نے کہا کہ یہ غم وہ غم ہے جس کے لکھے / کاغذ کی چھاتی پھٹ گئی کٹ گئی زباں قلم کی
پھر میں تمام کیوں کر اس درد کو سناؤں / دل میں ہزار باتیں فرصت ہے ایک دم کی

"جلوۂ خضر" ص ۱۱۲ میں بہ نام درد، لیکن دیوانِ درد کے کسی مطبوعہ یا قلمی نسخے میں میری نظر سے نہیں گذرا۔ حسین نے فرصت الہ آبادی کے نام لکھا ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

(۳۹) کیا دھواں دھار مسی سے اس کی ہے تحریرِ لب / دل جلوں کا ہے یہ دودِ آہ دامن گیرِ لب
جس کی ٹھوکر سے مسیحائی ہو اس کے لب کو میں / گر لبِ عیسیٰ سے دوں تشبیہ ہے تقصیرِ لب
دانۂ خالِ لب سے دام میں باتوں کے آہ / گل دکھا کر مرغِ دل میرا کیا تسخیرِ لب
تیری تحریرِ مسی نے قتل اک عالم کیا / ہے بجا اس کو میاں کہیے اگر شمشیرِ لب
باد کی تحریک سے ہلتے جو دیکھا برگِ گل / پھر گئی اس بت بنے کی آنکھوں میں تصویرِ لب
کیا مسی پر رنگِ پاں ہے زلفِ مشکیں کی قسم / یہ کسی سودائی کا ہے خون گریباں گیرِ لب
اس بتِ پُرفن کی میٹھی باتوں کے افسوں سے ہے / وحش و طیر انس و جن مور و ملخ تسخیرِ لب
خضر و عیسیٰ نے سنی تاثیرِ لب جب سے تری / مرگ کے مشتاق ہیں تا دیکھیں وہ تاثیرِ لب
اس کی باتوں سے طبیعت جن کے چھلنی ہو گیا / آہ یہ باتیں نہیں ہیں بلکہ ہیں یہ تیرِ لب
لب ہلانا گو بہ رو قاسم کے ہے ترکِ ادب / عذر کر آزاد تا ہو عفو یہ تقصیرِ لب

گل دستۂ نشاط مطبوعۂ کلکتہ (تالیف ۱۲۵۲ھ) میں یہ غزل غلام علی خاں آزاد کے نام سے ہے۔ قاسم سے مراد ابوالقاسم خاں، قاسم دہلوی، مقیم کلکتہ ہیں جن کی ایک غزل اس غزل کے بعد ہے۔ لب والی غزل سے پہلے شہرت مقیم کلکتہ اور قاسم کی غزل کے بعد طپاں مقیم کلکتہ کی غزل ہے؛ یہ امور اس پر دلالت کرتے ہیں کہ غزل زیرِ بحث کے مصنف کا بھی کلکتہ سے سروکار رہا ہوگا۔ سراپا سخن (ص ۱۰۴) میں بھی اس غزل کا مطلع غلام علی خاں آزاد کے نام سے ہے، لیکن صاحب خم خانۂ جاوید (جلد ۱ ص ۲۰) نے مقطع میں تصرف کرکے قاسم کو قائم بنا دیا ہے اور پوری غزل میر غلام علی، آزاد بلگرامی

کی طرف منسوب کی ہے۔ انھوں نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ آزاد بلگرامی اردو میں قائمؔ چاند پوری کے شاگرد تھے۔ اس سے قطع نظر کہ وہ اردو میں شعر کہتے تھے یا نہیں، ان کے تلمیذ قائمؔ ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ گل دستۂ نشاط صاحب خم خانہ کے ماٰخذوں میں ہے۔ (دیباچہ جلد ۱) اور بظاہر یہ غزل انھوں نے اسی کتاب سے لی ہے۔ بلگرامی آزاد کے نام کے پہلے میر یا سید لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد خاں نہیں ہوتا؛ چنانچہ "گل دستہ" میں جوان کے فارسی اشعار میں ان کے ساتھ ان کا نام اسی طرح مرقوم ہے (ص ۵، و ۱۸۳، و ۲۷۰ وغیرہ)۔ دتاسی اور نساخ بھی سری رام کی طرح اس غزل کو آزاد بلگرامی کی ملک قرار دیتے ہیں، لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کا مصنف کوئی اور شاعر ہے جس کا ذکر تذکروں میں نہیں ملتا۔ واضح رہے کہ گل دستۂ نشاط بہ طور بیاض ہے۔ اس میں شعرا کے تراجم مندرج نہیں۔

(۴۰) دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں اس کا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں

"جلوۂ خضر" (ص ۱۴۰) میں بیدار کے نام اور غلط نامے میں اس کی تصحیح بھی نہیں؛ کہیں اور بیدار کی طرف منسوب نہیں اور مصرع ثانی خود کہہ رہا ہے کہ شعر بقاؔ کا ہے۔

(۳)

ص۱ رباعی "ای جستہ زماں بر سم عادت ساعت الخ" تزک جہاں گیری کے دیباچے نوشتۂ محمد ہادی (عہد محمد شاہ) کے حوالے سے نقل کی گئی ہے، لیکن رباعی اور اس سے متعلق کل باتیں کامگار حسینی کی ماٰثر جہانگیری (کتب خانۂ مشرقیہ پٹنہ) میں بھی ہیں جو عہد شاہ جہاں کی تصنیف ہے۔

ص۱۵ غزل "کب رہا ہے اب ہمیں حور و بشر کا امتیاز الخ" (۷ ابیات) کا فرانسیسی ترجمہ دتاسی کی تاریخ ادبیات جلد ۱ ص۲۴۵ میں ہے، اور دتاسی نے اسے بہ حوالۂ دیوان جہاں مؤلفۂ بینی نراین "نواب سید الملک اسد اللہ مرزا خان بہادر امام جنگ" دہلوی کے نام منسوب کیا ہے، ان کا ترجمہ اور صحیح نام راقم کے مقالے تذکرۂ یوسف علی خاں شائع کردۂ اردو ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۰ء میں دیکھا جائے، حال آنکہ حاشیے میں خود لکھا ہے کہ بینی نراین نے زیر بحث شاعر کا نام طالب جنگ اور ان کے والد کا نام نیاز بیگ خاں لکھا ہے۔ طرّہ یہ کہ نیاز بیگ خاں کے بیٹے مکرم الدولہ بہادر بیگ خاں دہلوی کا ترجمہ بھی اس کتاب کے ص۲۸۳ میں موجود ہے۔ دیوان جہاں یہی ہے جو میں نے لکھا تھا، دتاسی کا بیان خلاف حقیقت ہے۔

(۴)

(۴۱) پسرے با پدر بہ زاری گفت — کہ مرا یار شو دہم رہ جفت
گفت بابا زنا کن و زن نہ — پند از خلق گیر و از من نہ
در زنا گر بگیرد ت عسسی — بہسلد کو گرفت چوں تو بسی
زن کنی ہرگزت رہا نہ کند — ور تو بگذاریش چہانہ کند

غالب تفتہ کو ایک خط میں لکھتے ہیں کہ یہ اشعار حدیقۂ سنائی میں ہیں (اردوئے معلیٰ ص۴۳) لیکن یہ اوحدی کے ہیں اور ان کی مثنوی جام جم کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں موجود ہیں۔

(۴۲) آخر گل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی — پہنچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر ہو

گلشن بےخار میں یہ نام جہاں دار شاہ جہاں دار، لیکن آزاد نے اپنے مرتبہ دیوانِ ذوق میں اسے شامل کیا ہے۔ گلشن بے خار پہلی اور دوسری بار آزاد کے والد کے مطبع میں چھپا تھا اور طبع ثانی میں اہل مطبع نے ذوق کے بہت سے اشعار اپنی جانب سے بڑھا دیئے تھے۔ اگر یہ شعر ذوق کا ہوتا تو آزاد کے والد مصنف کی توجہ اس معاملے کی طرف ضرور مبذول کراتے اور شیفتہ اپنی غلطی کی اصلاح کر دیتے۔ دیوان ذوق کی اشاعت اول میں بھی یہ شعر نہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ویران، ظہیر اور انور کے نزدیک ذوق کا نہ تھا۔ گلشن بے خار میں اس شعر کا جہاں دار کے نام ہونا، ان لوگوں کو ضرور معلوم ہوگا۔ ذوق کو اس کا مصنف قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

(۴۳) آزاد کا بیان ہے کہ سعادت علی خاں کی رائے میں ہجر زبر کے ساتھ بھی صحیح ہے، بیلی کہتے تھے کہ "خلاف محاورہ" ہے۔ دونوں میں بحث ہو رہی تھی کہ انشا آگئے۔ ان سے سوال کیا گیا تو یہ "بے ساختہ" بولے کہ ہجر بہ کسر ہے مگر ساتھ ہی بھانپ گئے کہ سعادت علی خاں کا کیا خیال ہے، فوراً کہنے لگے جبھی تو جامی فرماتے ہیں:۔

"شب وصل است و طے شد نامۂ ہجر — سلام ھِیَ حَتّیٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ"

آزاد نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حکایت انھیں کہاں ملی ہے، اس لیے اس کا تسلیم کرنا ضروری نہیں؛ قیاس بھی چاہتا ہے کہ یہ صحیح نہ ہو۔ آسی مرحوم نے اردو میں ایک قطعہ شائع کیا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کے بارے میں قتیل اور انشا میں بحث ہوئی تھی اور انشا نے فتحہ کی ثبوت میں شعر زیر بحث پیش کیا تھا۔ اس قطعے کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں جن سے یہ بھی پتا چلے گا کہ انشا اسے جامی نہیں حافظ کی ملک سمجھتے ہیں اور یہ درست بھی ہے۔ دیوان حافظ کا شاید ہی کوئی نسخہ اس سے خالی ہو۔ رہے جامی تو آب حیات کے سوا کہیں اور ان کے نام نظر نہیں آیا۔

پھر او شاخ نبات انجیل سے دیکھ — اٹھا دیوان حافظ تو ابھی لا

شبِ وصل است وطے شد نامۂ ہجر — پڑھے گا یاں ہر اک گل سے رنگیلا

سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ — یہی مصرع ہے اس کا سجیلا

(۴۴) شب وصال میں جب روز غم کی بات چلی — خروش مرغ سحر نے کہا کہ رات چلی

تاریخ شعرائے بہار مصنفہ راز عظیم آبادی مرحوم میں ایک فصل ان شاعروں کی ہے جن کا ذکر دتاسی کی کتاب اور عشقی کے تذکرے میں ہے انھوں نے شعر زیر بحث ظاہرا بحوالۂ تذکرۂ عشقی شاہ کمال علی کمال دیوروی کے نام لکھا ہے لیکن اس تذکرے میں یہ شعر موجود نہیں۔ شعر شاہ کمال شاگرد قائم وجرأت کا ہے اور تذکرۂ ہندی (مصحفی) میں صراحتاً ان کے نام مندرج ہے۔

(۴۵) سامعاں کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے — سرگذشت اپنی جو لکھیے تو قلم رکتا ہے

یہ مطلع مرزا ابراہیم بیگ شرر کے نام مصحفی، قاسم اور شیفتہ کے تذکروں میں ہے۔ راز مرحوم نے مرزا ابراہیم شرر شاگرد تحقیق عظیم آبادی کو اس کا مصنف لکھا ہے۔ یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ شرر عظیم آبادی شاگرد تحقیق کا نہایت مجمل ذکر شاد کی نوائے وطن میں ہے۔ لیکن قدیم تر کتابیں اس سے خالی ہیں۔ خدا جانے راز مرحوم کو اس شرر کا نام کہاں ملا شاد نے تو صرف تخلص دیا ہے۔

(۴۶) چاہ کی چتون مری آنکھ اسکی شرمائی ہوئی — تاڑلی محفل میں سب نے سخت رسوائی ہوئی

یکتا صاحب دستور الفصاحت جو جرأت و افسوس دونوں کے دوست تھے، لکھتے ہیں کہ یہ دونوں اس کے مدعی تھے کہ شعر میرا ہے، طرز دونوں کی ملتی جلتی ہے اور دونوں اس کے مصنف ہو سکتے ہیں۔ میں "شہرت" کا اتباع کرکے جرأت کے اشعار میں اسے درج کرتا ہوں۔ کلیات جرأت (مشرقیہ) میں اس زمین میں گیارہ گیارہ ابیات کی دو غزلیں ہیں پہلی میں جو دو مطلعے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے۔ دیوان افسوس (مشرقیہ) میں پانچ ابیات کی ایک غزل ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا مطلع اس زمین میں نہیں ہے۔

(۴۷) میں کہا دل میں درد ہے میرے — ہنس کے کہنے لگا خدا نہ کرے

پھر جو کچھ جی میں آگیا تو کہا — ہمیں مٹے اگر دوا نہ کرے

یہ قطعہ ناصر نے میر حسن کے نام لکھا ہے اور ان کے کلیات میں (مشرقیہ) ایک غزل کا جزو ہے، مگر مجالس رنگین کی مجلس ۵۲ میں رنگین لکھتے ہیں کہ میر سوز کے شاگرد آشفتہ نے یہ قطعہ میرے سامنے پڑھ کر مجھ کو کہا تھا کہ اگر اس میں کوئی عیب

ہو تو لکالیے، رنگ سوز کا ہے، لیکن میر حسن کا کلام بھی اس رنگ میں موجود ہے۔ میں اس وقت یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ میر سوز کے دیوان میں ہے یا نہیں۔

(۴۸) وہ اگر آئے پشت بام کہیں — میں بھی کر لوں اسے سلام کہیں
کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی — ایک باری تو بھر کے جام کہیں
اس شب وصل کی سحر لے چرخ — لیو مت مجھ سے انتقام کہیں
یہ غزل عیش ہے تصدق سوز — مجھ سے ہوتی تھی انصرام کہیں

لطف نے میرزا عسکری عیش کے نام لکھا ہے اور ان کے حالات کے لیے گلزار ابراہیم کا حوالہ دیا ہے لیکن یہ اشعار اس تذکرے میں میرزا عسکری عیش کے نام نہیں۔ مصحفی کے یہاں ان میں سے تین شعر ۱، ۲، ۴ مرزا حسین رضا عیش شاگرد سوز کے نام ہیں [(لطف کے سوا) میرزا عسکری کو کسی نے سوز کا شاگرد نہیں لکھا۔ تیسرا شعر بھی یقین ہے کہ انھیں کا ہو۔]

(۴۹) عرض غصے میں کسی اہل وفا کی نہ سنے — ہٹ پر آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے

شیفتہ اور نساخ نے ناجی کی طرف منسوب کیا ہے؛ لیکن ہے منعم برادر بزرگ قائم کا۔ اس غلطی کا ارتکاب شیفتہ سے پہلے بھی کسی تذکرہ نگار سے ہوا ہو تو عجب نہیں۔ وجہ یہ کہ قائم نے اپنے تذکرے میں (نسخہ انڈیا آفس) منعم کا ذکر ناجی کے ساتھ کیا ہے۔ قائم کے صراحۃً لکھنے کے باوجود کہ یہ شعر منعم کا ہے سرسری نظر سے تذکرے کو دیکھنے والا اسے ناجی کا سمجھ سکتا ہے۔ دیوان ناجی (نسخۂ کلکتہ) میں یہ شعر نہیں۔

(۵۰) گلزار محبت میں نہ پھولے نہ پھلے ہم — مانند چنار آگ میں اپنی ہی جلے ہم (۱)
اس باغ جہاں میں کبھی پھولے نہ پھلے ہم — چوں نخل چنار اپنی ہی آتش میں جلے ہم (۲)

پہلا شعر دیوان جوشش میں ہے اور دوسرا جو اس سے بہت ملتا جلتا ہے شیفتہ نے میر خلف نصیر کے نام لکھا ہے۔ یہ قرین قیاس نہیں کہ میر نے جوشش کا دیوان دیکھا ہو۔ میرا خیال ہے کہ دونوں کا شعر میر ضیا کے اس مطلع سے ماخوذ ہے:

چوں چنار اس جا نہ پھولیں ہیں نہ پھل لاتے ہیں ہم — جب مراد اپنی کو پہنچیں ہیں تو جل جاتے ہیں ہم

(۵۱) ہمارے عیش کی مجلس برہ کی آگ جالا ہے — نہ گلشن ہے نہ موہن ہے نہ مطرب ہے نہ پیالا ہے
ہمن ہیں عشق کے جوگی ہمارے شوق مستی ہیں — نہ پستک ہے نہ پوتھی ہے نہ سمرن ہے نہ مالا ہے
گھپانے کو رقیبوں کے خدنگ آہ بن میرا — نہ نیزہ ہے نہ بلم ہے نہ برچھی ہے نہ بھالا ہے

ترے رخ زلف خط انکھیاں کی خوبی کا چمن اندر   نہ سنبل ہے نہ ریحاں ہے نہ نرگس ہے نہ لالہ ہے
یقیں کی بے قراری اور فغاں سے آج آسودہ   نہ دریا ہے نہ باراں ہے نہ ندی ہے نہ نالہ ہے

مرزا فرحت اللہ بیگ مرحوم نے یہ غزل دیوان یقینؔ کے صرف ایک نسخے میں جو انھیں بسمل صاحب سے ملا تھا، دیکھی تھی، لیکن اس سے پہلے کسی بیاض میں جو مقدمۂ دیوان یقینؔ کی تحریر کے وقت ان کے سامنے نہ تھی انھوں نے کسی اور شاعر کے نام دیکھی تھی۔ انھیں یقین ہے کہ یہ غزل یقینؔ کی نہیں، اس لیے کہ یہ ان کا روزمرہ نہیں۔ ان کا خیال ہے کہ مصرع دراصل یوں ہے۔ "یقیں ہے بے قراری سے فغاں کی آج آسودہ" ان دونوں میں کسی کی طرف اسے منسوب کرنا صحیح نہیں۔ خدا جانے اسکا مصنف کون ہے۔

(۵۲) نہ سن واعظ کی بات ملے دل تو اپنی دھن میں پکا ہے   خدا حافظ ترا دوزخ بھی اک شرعی ڈر کا ہے

قائمؔ کے تذکرے میں ناجیؔ کے نام جو منعم برادر بزرگ قائم کے دوست تھے۔ کلکتہ میں جو دیوان ناجی کا نسخہ ہے اس شعر سے خالی ہے، مگر یہ نسخہ ناجیؔ کے کل کلام پر حاوی نہیں۔ گردیزی نے اسے انجام کے نام لکھا ہے مگر یہ قول قابل ترجیح نہیں۔

(۵۳) کل جو بیٹھا پاس میں اک جا ترے ہم نام کے   رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

دیوان جرأت (مشرقیہ) میں ... شعروں کی ایک غزل ہے جس کا مطلع یہی شعر ہے اور مقطع یہ ہے۔

پختہ مغزان جنوں میں آپ کو گنتا ہے تو   ہم تو دیوانے ہیں جرأت اس خیال خام کے

لیکن قاسمؔ (مجموعۂ نغز جلد ا ص ۳۱۷) سودا کے اشعار میں شامل کر کے حاشیے میں لکھا ہے۔ "ایں شعر را بعضے بہ جرأت نسبت کنند، اما احقر در کلیات ... سودا بچشم خود دیدہ" کلیات سودا کے مطبوعہ نسخے میں اس زمین کی کوئی غزل نہیں صرف یہی ایک شعر ہے۔ ایک قلمی نسخہ جو خود سودا کے حین حیات میں لکھا گیا تھا، اس سے خالی ہے۔ رنگ جرأت کا ہے اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ انھیں کا ہے۔

(۵۴) ہوئے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں   حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں

قاسم نے جرأتؔ کے نام لکھا ہے، لیکن ہے اُن کے استاد حسرتؔ کا۔ میں نے حسرتؔ کا دیوان دیکھا ہے، اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس میں ایک غزل اس زمین میں اس مطلع کے ساتھ موجود ہے۔ حقیقت شاگرد جرأت نے بھی صنم کدۂ چیں میں حسرتؔ کے نام لکھا ہے اور جرأت نے نہ صرف اس مطلع میں بلکہ پوری غزل کی تضمین کی ہے۔ جو دیوان (مشرقیہ) میں ہے حسرتؔ کے مقطع کی تضمین اس طرح ہے:

نہ پہنچے بوالہوس تو عاشقوں کی گرد کو ہرگز   سمجھتے نہیں وہ جرأت انکی آہ سرد کو ہرگز
بھلاؤں گا نہ میں استاد کی اس فرد کو ہرگز   سخن آورد کا حسرتؔ نہ پہنچے درد کو ہرگز
کہ اس پر آہ نکلے ہے اور اس پر واہ کرتے ہیں

۵

(۵۵) شیرانی تنقید شعر العجم میں لکھتے ہیں: "جو بہلی روایت ان کے (شبلی کے) سامنے آجاتی ہے اسی کو نہایت فیاضی دل کے ساتھ تسلیم کر لینے کو مستعد ہیں۔ مثلاً عنصری کے ذکر میں فرماتے ہیں: " ایک دفعہ سلطان نے فصد لی، رودکی نے برجستہ کہا۔

آمد آں رگ زن[1] مسیح پرست	نیشِ الماس گوں گرفتہ بدست
طشت زریں و آبدستاں خواست	بازوے شہر[2] یار ابر بست
نیش بگرفت و گفت عز علیک[3]	ایں چنیں دست راکہ یار دخست
سر فرو برد و بوسہ بر داد[4]	وز سمن شاخ[5] ارغواں برجست

یہ اشعار اصل میں حکیم شہاب الدین علی ابی الرجا الغزنوی کے ہیں شبلی نے انھیں عنصری کے نام پر لکھا۔ لیکن حضرت کاتب نے عنصری کے بجائے رودکی کا نام پسند کیا۔ چنانچہ اس غلطی بالائے غلطی نے ایک ایسی مضحکہ خیز صورت اختیار کر لی جس کا جواب یہ شعر ہو سکتا ہے۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا	الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

ابو رجا رسلطان بہرام (۵۱۱-۵۴۷ھ) کے عہد کا شاعر ہے اور اس قطعے میں اس نے بہرام شاہ کے فصد لینے کا ایک واقعہ نظم کیا ہے... مولانا نے اس قطعے کو ادھورا لکھ کر سارا لطف غارت کر دیا۔ ابو رجا کا قطعہ یہ ہے: (پہلے مندرج بالا چار شعر۔ اس کے بعد مندرج ذیل اشعار۔)

ایں عجب بیں کہ دیدہ[6] بود بچشم	کز سمن شاخ ارغواں برجست
بود فصاد ہم چو ماہ تمام	ذقن سادہ اش گرفت بدست

---

[1] کودک. لباب و تنقید شعر العجم [2] شہر یار مالم بست. ایضاً [3] علیہ. ایضاً [4] بر بود. ایضاً [5] وز سر نوک نیشش خوں بجست. ایضاً
[6] لباب میں "دیدہ بود بچشم" کی جگہ...

گفت فصاد ایں روانہ بود — دست ہر بو زدن چو مردم مست
شاہ گفتا غلط نہ کردستم — در غلط کردہ ام جوابم ہست
شرط باشد بوقتِ کردن فصد — گوئے سیمیں گرفتن اندر دست — ص ۱/۹۳

احوال واشعار رودکی، جلد ۳ مصنفہ آقائے سعید نفیسی میں ہے "دربارۂ ابوشریف احمد علی مجلدی گرگانی.... در کتاب ہا ذکر کاملے نیست تنہا محمد عوفی در لباب الالباب جائے کہ می گوید ذکر پادشاہانِ گزشتہ سخن شاعراں زندہ می ماند گوید۔

ازاں چنداں نعیم ایں جہانی — کہ ماند از آل ساساں آل ساماں
ثنائے رودکی ماندست برجا — نوائے بار بد ماندست و دستاں

جائے دیگر کہ ذکرے از و رفتہ در نسخۂ خطی فرہنگِ اسدی است کہ در سال ۷۶۸ تمام شدہ و در آنجا در لغتِ شست گوید، شست دیگر بمعنی نیش رگ زناں باشد.. چنانکہ مجلدی گوید،

(ا) آمد آں راہب[1] مسیح پرست — شست الماس گوں گرفتہ بدست
(ب) کرکش[2] افگند و بر نشست بروے — بازوئے خواجہ عمید بہ بست
(ج) شست چوں دید گفت عز علا — ایں چنیں دست را نشاید خست

ایں ابیات کہ بیت چہارم ہم دارد، بہ اندک اختلافے بہ عنصری نیز منسوب است و در نسخہائے دیوانِ عنصری بدیں گونہ آمدہ است (اس کے بعد اشعار نمبر ۱ تا ۴۔ اس اختلاف[3] کے ساتھ کہ شعر نمبر ۴ میں "برداد" کی جگہ "بربود" ہے) چوں قطعاً فرہنگ اسدی معتبر تر از نسخہائے دیوان عنصری است، شکے نیست کہ ایں قطعہ ہم از اشعار ہماں... مجلدی گرگانی است کہ در بارۂ رگ زدن وزیرے با خواجہ محتشمے گفتہ است و چوں اسدی در نیمۂ قرن پنجم می زیستہ و گویا در ۴۶۵[4] در گذشتہ و آں دو بیت کہ مجلدی در بارۂ آل ساماں و رودکی گفتہ است، پیداست کہ از برچیدہ شدن سلطنتِ سامانیاں سرودہ است، مسلم می شود.... کہ در اوائل و اواسط قرن پنجم می زیستہ... ہماں دو بیت لباب الالباب را نظامی عروضی... آوردہ و آنجا نام اور اشریف مجلدی گرگانی ضبط کردہ و شاید تخلص یا نسب وے در اصل مخلدی بودہ است" ص ۴۳۲

اس سلسلے میں امور ذیل توجہ طلب ہیں۔ (۱) لباب الالباب عوفی کا نام شعر العجم کی فہرستِ ماخذ میں ہے اور عنصری

---

[1] وما بعد۔ [2] آقائے نفیسی کا خیال ہے کہ راہب کاتب کا تصرف ہے [3] بقول مصنف احوال واشعار رودکی کرکس خطائے کاتب ہے۔ کری چاہیے۔ فرہنگ اسدی طبع یورپ میں راہب کی جگہ رگ زن اور کرکس کی جگہ کری ہے [4] یہاں شعر العجم میں جو اشعار ہیں وہ مراد ہیں [5] اسدی کا صحیح سال وفات معلوم نہیں۔

کی طرف جو اشعار شبلی نے بے تأمل منسوب کر دیئے ہیں۔ لباب جلد ۲ صفحہ ۳۹ میں ابورجا کے نام درج ہیں۔ (ب) شیرانی نے ظاہراً اشعار ۱ تا ۹ لباب سے لیے ہیں مگر اس کا حوالہ نہیں دیا۔ لباب میں پہلے ۳ ابیات کا ایک "قطعہ"[1] ہے جس کا مصرع اول یہ ہے "ملک بخوردن بادہ چو مطربان بنشاند" عوفی نے اس کے متعلق بتایا ہے کہ "و این قطعہ وقتے گفت کہ بہرام شاہ قصد فصد کردہ" اس کے بعد زیر عنوان "قطعہ" اشعار ۱ تا ۴ اور ان کے بعد ان کے الگ اشعار ۵ تا ۹ اس عبارت کے ساتھ مندرج ہیں:۔
"و ہم دریں معنی گوید"

(ج) احوال و اشعار رودکی ممکن ہے شیرانی نے اشاعت تنقید شعر العجم سے قبل دیکھی ہو لیکن فرہنگ اسدی طبع یورپ انکی نظر سے ضرور گذری ہوگی۔ اس میں اشعار الف و ب موجود ہیں اور ابورجا کی طرف نہیں بلکہ ایک دوسرے شاعر کی طرف منسوب ہیں (صفحہ ۱) اور چونکہ شعر ب میں خواجہ عمید کا نام ہے یہ خیال غلط ٹھہرتا ہے کہ ان اشعار کا بہرام شاہ سے تعلق ہے۔

(د) یہ دوسرا شاعر عسجدی ہے جو شاہیر عہد محمودی میں ہے (ہ) فرہنگ اسدی کا جو نسخہ انڈیا آفس میں ہے اس کے اور یورپین نسخے کے اختلافات کا کامل بیان فہرست مخطوطات فارسی انڈیا آفس جلد ۱ میں ہے اور اس بنا پر کہ اس میں عسجدی کی جگہ کوئی اور نام نہیں۔ یہ سمجھنا غلط نہ ہوگا کہ نسخہ انڈیا آفس میں عسجدی ہی ہے۔ یورپین ایڈیشن کے بہت بعد فرہنگ اسدی کا جو نسخہ ایران میں چھپا ہے وہ ابتک میری نظر سے نہیں گذرا اس لیے میں یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ اس میں عسجدی ہے یا کچھ اور۔

(ز) فرہنگ کا وہ مخطوطہ جس پر یورپین اڈیشن مبنی ہے ۷۳۳ھ کا مکتوب ہے اور اسے اس نسخے پر جس کا ذکر احوال و اشعار رودکی میں ہے تقدم زمانی حاصل ہے۔ مؤخر الذکر کا منقول عنہ مقدم الذکر سے قدیم تر ہو جب بھی اس صورت میں کہ نسخۂ ایران کا کاتب رگ زن کو راہب اور کرسی کو کرس لکھتا ہے یہ کسی طرح متیقن نہیں کہ اس نے عسجدی کو مجلدی نہ بنا دیا ہو۔ ان امور کا لحاظ کرتے ہوئے آقائے نفیسی کا عسجدی کا مطلقاً ذکر نہ کرنا تعجب کی جگہ ہے۔

یہ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی۔ دیوان غزلیات سنائی طبع بمبئی صفحہ ۱۳۲ میں پہلے اشعار ۱ تا ۴ کچھ اختلاف کیساتھ (جن میں اہم یہ دو ہیں کہ مصرع چار[2] میں عمید کا نام آیا ہے اور مصرع ۸ کی جگہ یہ مصرع ہے، اخوں بیاید و بر دوید بطشت) مندرج ہیں اور ان کے بعد ہی ایک جداگانہ نظم کی حیثیت سے اشعار ذیل ملتے ہیں:۔

آمد آں حور[2] دست من بربست ۔۔۔ رہ استادہ وار نیش بدست

---

[1] عوفی کے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ قطعہ کی بیت اول غیر مصرع ہو اور میرا بھی یہی خیال ہے۔ [2] تذکرہ اوحدی میں ابورجا کے ترجمے میں ہے "ایں قطعہ را بجہت بہرام شاہ گفتہ و قطعۂ دوم کہ نیز باسم عنصری وغیرہ مشہور است ہم درمعنی فصد ممدوح بہ وے منسوب است" کے بعد "ملک بخوردن بادہ" اور اس قطعے کے بعد اشعار ۱، ۲ اشعرہ میں عمید نہیں) ۳، ۴ کا مصرع ثانی مثل شعر العجم شعرہ ندارد۔ شعر ۶ کی جگہ یہ شعر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

زنخ او بدست بگرفتم — چوں رگ دست من زنیش بخست
گفت ہشیار باش و آہستہ — دست ہر جا مزن چو مردم مست
گفتمش گر بدست بگرفتم — زنخ سادۂ تو عذرم ہست
زانکہ ہنگام رگ زدن شرطاست — گوئے سیمیں گرفتن اندر دست

کلیات سلمان ساوجی (کتب خانہ مشرقیہ۔ پٹنہ م ۲۳، ۲۲) میں اشعار ا تا ۴ (۲ میں عمید نہیں) چوتھے شعر کی جگہ شعر ذیل ہے۔

نیش بر دست شاہ بوسے داد — خوں ز مژگاں نیش بیروں جست

شعر ۵ اس کتاب میں نہیں۔ شعر ۱ ہے مگر اس کا مصرع ۲ اس طرح ہے "شاہ او را بدید رفت از دست" اور اس کے بعد یہ شعر اور بعد ازاں اشعار ۸ و ۹۔

زنخ سادہ اش بدست گرفت — وز دو گلشن یکے شکر بشکست ملہ

میری قطعی رائے ہے کہ یک نہیں دو مختلف قطعے ہیں اور شیرانی کا یہ خیال صحیح نہیں کہ شبلی نے ادھورا قطعہ نقل کیا ملہ۔ میں اشعار ا تا ۴ اشعار ۵ تا ۹ سے الگ بھی ہیں۔ دیوان سنائی میں بھی اشعار زیر بحث دو مختلف قطعوں میں منقسم ہیں اور آخری قطعہ کی بیت اول مصرع ہے قطعہ اول (اشعار ا تا ۴) کا بہرام شاہ سے نہیں خواجہ عمید سے تعلق ہے۔ قطعہ اول اس بنا پر کہ اس کے اشعار فرہنگ اسدی کے متعدد نسخوں میں ہیں سنائی یا ابو رجا یا سلمان ساوجی کا نہیں ہوسکتا۔ رودکی خارج از بحث ہے دیوان عنصری طبع ایران (عہد ناصر الدین قاچار) اور طبع ہند (نول کشوری) میں یہ قطعہ موجود ہے۔ لیکن مجھے آقائے نفیسی سے اتفاق ہے کہ فرہنگ کی شہادت مرجح ہے۔ رہا یہ سوال کہ فرہنگ میں عسجدی ہے یا مجلدی، تو فی الحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ مقدم الذکر ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ فرہنگ مطبوعہ ایران میں کوئی بات ایسی ہو جسے دیکھ کر رائے بدلنی پڑے۔

دوسرا قطعہ اس بنا پر کہ یہ لباب میں ہے، سلمان کا نہیں ہوسکتا اور دیوان سنائی کے کسی معتبر نسخے میں نہ ہو تو اسے ابو رجا کی ملک سمجھنا چاہیے۔

(۵۶) قسمت نگر کہ در خور ہر جوہرے عطاست — آئینہ با سکندر و با اکبر آفتاب
او کرد گر معائنۂ خود در آئینہ — ایں می کند مشاہدۂ حق در آفتاب

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) زنخ سادہ رو چو شاہ گرفت — از دو لعلش یکے شکر بشکست
شعر ۲ کا مصرع ا یوں ہے۔ گفت شاہا چنیں خطا باشد۔ اس شعر کے بعد یہ عبارت ہے۔ "و ایں را بہ دیگرے ہم منسوب دارند" اس کے بعد اشعار ۸ و ۹ بعض خفیف اختلافات درج نہیں ہیں۔ ا ورق۔ کلیات ظاہراً ناقص الآخر ہے مگر قدیم۔

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ احدی کے قول کے مطابق اکبر نے فطرتی کشمیری کو جو احدی کا معاصر تھا، ان اشعار پر بارہ ہزار رُپے انعام دیئے تھے اور یہ تذکرۂ احدی نسخۂ م ۱۷۵ میں موجود ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ صاحب صبح صادق جو مظہری کشمیری کی وفات (۱۰۱۷ھ) کے ایک سال بعد پیدا ہوا ہے لکھتا ہے کہ مظہری نے قصیدہ نظر شاہی سے گذرانا تھا اور ان شعروں پر اس کا منہ "زر" سے بھر دیا گیا تھا۔ صبح صادق کی اور جلدیں تو پٹنہ میں ہیں لیکن وہ جلد جس کا تعلق تراجم شعرا سے ہے یہاں نہیں۔ اس لیے میں آزاد کے قول کی تصدیق ذاتی طور پر نہیں کر سکتا لیکن یقین ہے کہ انھوں نے اس کتاب کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ اس میں ضرور ہوگا۔ آزاد نے احدی و صاحب صبح صادق میں مقدم الذکر کو ترجیح دی ہے۔ (خزانۂ عامرہ مطبوعہ ص۳۶۷) مگر یہ اشعار نہ فطرتی کے ہیں نہ مظہری کے۔ ان کا مصنف فیضی ہے جیسا کہ آئین اکبری مرتبہ سید احمد خاں جلد ا ص۱۹۳ میں مرقوم ہے۔ صاحب مرآۃ الخیال (عہد عالمگیری مطبوعہ ۱۸۳۱ء) یہ بتلانے کے بعد کہ یہ اشعار فیضی کے ایک قصیدے کے ہیں لکھتا ہے "ایں ابیات را کہ از ہنود دست آویزِ آفتاب پرستی ساختہ بمدح فیضی رطب اللسان اند ص۱۲۵" آئین اکبری کی شہادت بالکل کافی ہے۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اشعار یا اس زمین کا کوئی اور شعر دیوانِ فیضی مطبوعہ ۱۲۶۸ھ اور دیوان کے دو قلمی نسخوں جو حم میں ہیں نہیں ہے۔

(۵۷)

اولادِ علی خلاصۂ ابرار اند　　　چوں والدِ خویش محرمِ اسرار اند

تحلیلِ موادِ فاسدِ کفر کنند　　　در منفعتِ مزاجِ دیں جدوار اند

سبطین کز انبیا فزوں مقدار اند　　　چوں والدِ خویش محرمِ اسرار اند

باشند زِ شاں مزاجِ اسلام قوی　　　در تقویتِ دینِ نبی جدوار اند

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے نانا میر عبدالجلیل بلگرامی نے رباعی "اولادِ علی الخ" گیارہویں صدی کے دسویں عشرے میں کہی تھی اور انکی وفات بارہویں صدی کے چوتھے عشرے میں ہوئی۔ حزیں اور واؔلہ نے اس کی دوسری شکل "سبطین الخ" میر عسکری قمی کے نام لکھی ہے جو بقول واؔلہ بارہویں صدی کے چھٹے عشرے میں مرے ہیں۔ اس کے بعد آزاد نے یہ اضافہ کیا ہے "از ایں جا بہ وضوح پیوست کہ زبان میر عسکری از زبان میر عبدالجلیل خصوصی بہ اعتبار نظم رباعی بسیار متاخر است مع ہذا ترجیح عبارت میر عبدالجلیل بر نقاد سخن ظاہر" خزانہ ص۳۹ آزاد نے حزیں (کلیات مطبوعہ ص۱۰۳) اور واؔلہ (ریاض الشعرا م ۲۸۱) کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے۔ میرے خیال میں توارد ہوا ہے۔

(۵۸)

خدا کسی کو گرفتارِ زلف کا نہ کرے　　　نصیب میرِ کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

مجموعۂ نغز جلد ۱ میں بنام محمد اسمٰعیل بیتاب شاگرد یک رنگ کے نام۔ مگر یہ مطلع اسی تخلص کے ایک ہندو شاعر

سنتوکھ رائے شاگرد قائم کا ہے جیسا کہ قائم کے مخزنِ نکات ص۹۶ اور تذکرۂ میر حسن طبع اول ص۹۵ میں ہے۔

(۵۹) عمرے بہ رہِ وفا نشستیم عبث ۔۔۔ دل جز تو بہ دیگرے نہ بستیم عبث
در پیش تو قدرِ ہر سگے بیش از ماست ۔۔۔ ما ایں ہمہ استخوان شکستیم عبث

آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ آرزو نے مجمع النفائس میں یہ رباعی میر عبدالغنی تفرشی (م۔ ورق ۳۴۹) اور زاہد علی خاں سخا (م۔ ورق ۲۱۶) دونوں کے نام لکھی ہے لیکن حزیں (کلیات مطبوعہ ص۹۹۵) اور واکہ نے (ریاض الشعرا ص۲۸۸) اپنے تذکرہ میں حرف میر موصوف کے نام درج کی ہے (خزانۂ عامرہ ۳۰۳) آزاد نے آرزو، حزیں اور واکہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے۔ آرزو کے یہاں غلط انتساب کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔ یہ رباعی میر عبدالغنی ہی کی ملک معلوم ہوتی ہے۔

(۶۰) فطرت بہ تو روزگار نیرنگی کرد ۔۔۔ نو اخت بہ مہر و خارج آہنگی کرد
آں سینہ کہ عالمے دروی گنجید ۔۔۔ اکنوں ز تردد نفس تنگی کرد

آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ میر ابو تراب فطرت (پدر میر رضی دانش) متوفی ۱۰۶۰ھ کا مزار دائرۂ میر محمد مومن استرآبادی حیدر آباد دکن میں ہے اور لوحِ مزار پر یہ رباعی کندہ ہے۔ جس کے بارے میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ فطرت نے دم آخر نظم کی تھی (خزانۂ عامرہ ص۲۱۹) آزاد نے سروِ آزاد میں بھی یہی لکھا ہے (ص۵۸) لیکن اس کے محشی جو ظاہر اعبداللہ خاں ناشر کتاب ہیں، حاشیے میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ رباعی بہ ادنیٰ تغیر فیضی کے ترجمے میں جو مآثر الامرا جلد ۲ ص۵۵۹ میں ہے، موجود ہے اور اس امر سے کہ فیضی نے ۱۰۰۴ھ میں اور فطرت نے ۱۰۶۰ھ میں وفات پائی ہے اس کی حقیقت حال سمجھی جا سکتی ہے۔ مآثر الامرا مطبوعہ تو اس وقت پیش نظر نہیں نسخہ م جلد ۲ ص۱۳۰ میں یہ رباعی اس طرح درج ہے اور اس کے ساتھ فیضی سے متعلق یہ عبارت بھی ہے " در سر آغاز رنجوری کہ ضیق النفس داشت بر سحر (کذا) بود۔

دیدی کہ فلک چہ ہرزہ نیرنگی کرد ۔۔۔ مرغ دلم از قفس شباہنگی کرد
آں سینہ کہ عالمی دروی گنجید ۔۔۔ تا نیم نفس بر آدرم تنگی کرد

محمد حسین آزاد نے نگارستان فارس ص۱۲۲ میں اپنی طرف سے اتنا اضافہ کر دیا ہے کہ بادشاہ مع شاہزادوں کے خود عیادت کو آیا اس وقت یہ رباعی پڑھی۔ شبلی نے شعر العجم جلد ۳ (ترجمہ فیضی) میں بھی یہ رباعی مآثر الامرا کے حوالے سے نقل کی ہے۔ ص۷۴ فطرت نے، جو رباعی اسکی طرف منسوب ہے، ضرور کہی ہو گی۔ لیکن مآثر میں جو رباعی ہے، فیضی کی طرف اس کے انتساب کو صحیح ماننے کے لیے قدیم ترین سند درکار ہے۔

(۶۱) دیگرے را در گرفتاری شریک ما مکن ۔۔۔ مدعا گر شہرتِ حسن است یک رسوا بس است

تذکرۂ میر حسن (طبع ۱) کے صفحہ ۱۰۴ میں یہ شعر اس عبارت کے ساتھ درج ہے " دراں وقت رسوا چہ مناسب حال ایں شعر برخواندہ" اس سے لازماً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ میر حسن نے یہ شعر آفتاب رائے رسوا کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن مقدمہ نگار تذکرہ نواب صدر یار جنگ مرحوم نے اپنے مقدمے کے صفحہ ۲۶ میں اس کو اسی کے نام لکھا ہے۔ یہ شعر اصل میں ثانی تکلو (ایرانی شاعر) کا ہے اور اس کے دیوان کے نسخہ م ۲۰۸ کے ورق ۴۸ میں موجود ہے۔

(۶۲) رشتۂ طول امل تا رو جہاں طنبوراست | چہ قدر بر سر ایں کاسۂ خالی شوراست

مصحفی کے عقد ثریا صفحہ ۱۹ میں یہ مطلع ایک غیر معروف شاعر شاہ پنچھا پسر سوبھا رام کے نام درج ہے۔ لیکن یہ مطلع قدیم تر ایرانی شاعر شفیعائے اثر کے دیوان (م صفحہ) میں شامل ہے اور سرو آزاد میں بھی موخرالذکر کے نام ہے صفحہ ۱۲۳۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اثر کا ہے۔

(۶۳)

با عقیق لب او لعل بدخشاں کم گیر | با گل عارض او لالۂ نعماں کم گیر
سخن کشی سرو سہی بیش مگو | قد یارم نگر و سرو خراماں کم گیر
با وجود لب لعل و خط مشک افشانش | یاد ظلمت مکن و چشمۂ حیواں کم گیر
غمزہ اش بیں دو دگر شوخی خنجر کم گوے | خط سبزش نگر و سبزۂ بستاں کم گیر
شب تاریک گرت وصل میسر آمد | بارخش چشمۂ خورشید درخشاں کم گیر
وصل آں حور پری چہر گرت دست دہد | نام حشمت مبر و ملک سلیماں کم گیر
اگرت میل تماشائے گلستاں باشد | در جمالش نگر و طرف گلستاں کم گیر
بدرا ایں منزل ویرانِ بدلخواہ تو ہست | از اقالیم جہاں شہر صفاہاں کم گیر

آزاد خزانۂ عامرہ میں اس غزل کے متعلق لکھتے ہیں کہ دولت شاہ نے اسے بدر جاجری کے نام لکھا ہے مگر دیوان خواجو میں موجود ہے اور مقطع اس طرح ہے :-

خواجو ایں منزل ویرانِ باندازہ تست | از اقالیم جہاں خطۂ کرماں کم گیر

آزاد کا یہ بیان صحیح ہے کہ دولت شاہ کے تذکرے میں بنام بدر جاجری اور دیوان خواجو میں ہے (صفحہ ۱۹۱ تذکرہ مطبوعہ دیوان خواجو م ۶۳) موخرالذکر میں صرف وہی اشعار نہیں جو تذکرے میں ہے بلکہ ایک شعر اور بھی ہے۔

گوش بر قول مغنی کن و از طرف چمن | صبح دم نالۂ مرغان خوش الحاں کم گیر

آزاد یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ اصل میں یہ غزل کس کی ہے۔ میں اس وقت کوئی بات قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا۔

(۶۴) دل بہ صورت نہ دہم تاشدہ سیرت معلوم — بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
واعظا ہول قیامت بدل ما مفگن — ہول ہجراں گذرانیدیم و قیامت معلوم

دیوان مخفی شائع کردۂ مسیح الزماں خاں (کانپور ۱۲۶۸ھ) میں یہ اشعار زیر عنوان قطعات و رباعیات (ص۱۹۱) درج ہیں۔ اہل مطبع نے یہ دیوان زیب النسا بیگم (بنت اورنگ زیب عالمگیر) کی طرف منسوب کردیا ہے لیکن یہ دیوان باستثنائے بعض اشعار مخفی ایرانی کا ہے جو ہند بھی آیا تھا۔ مخفی ایرانی کے دیوان کا ایک عمدہ نسخہ مرے پاس ہے اور یہ اشعار زیر بحث سے خالی ہے کچھ تعجب نہیں اگر دیوان مطبوعہ میں ان کا شمول اس بنا پر ہو کہ یہ دیوان کے کسی قلمی نسخے میں ملتے ہیں۔ بلکہ اہل مطبع نے کسی اور جگہ سے لے کر یہ سمجھے ہوئے کہ ان کی مصنفہ زیب النسا بیگم ہیں انھیں داخل دیوان کردیا۔ یہ اشعار مخفی ایرانی یا زیب النسا کے نہیں ہوسکتے اس لیے کہ عہد عالمگیری کے تذکرہ مرآۃ الخیال میں انکی مصنفہ نور جہاں بیگم (متخلص بہ مخفی) بتائی گئی ہے (ص۲۱۳) نور جہاں بیگم بھی ان کی مالک ہے یا نہیں، اس کے بارے میں اس وقت قطعی طور پر کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

(۶۵) مغاں مجھ مست بن یہ خندۂ قلقل نہ ہووے گا — مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے روئے گا

محمد حسین آزاد نے یہ مطلع آرزو کے نام لکھا ہے (آب حیات ص۱۳۲) لیکن وہ اس معاملے میں منفرد ہیں۔ نکات الشعرا میر (طبع ثانی ص۱۵۶) میں میر کے دوسرے اشعار کے ساتھ موجود ہے اور کلیات میر مرتبہ آسی (دیوان اص۵) میں بھی ہے۔ مخزن نکات (قائم)، چمنستان شعرا (شفیق) اور تذکرہ میر حسن وغیرہ میں بھی میر کے نام مندرج ہے۔

(۶۶) شہرۂ حسن سے از بسکہ وہ محبوب ہوا — اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

صفیر بلگرامی نے جلوۂ خضر جلد ا صفحہ ۹۸ میں یہ مطلع بیدل کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے: "از بیاض سید موسیٰ کاظم بلگرامی، کاظم تخلص جو سو برس سے اوپر لکھی ہوئی ہے۔" لیکن یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں طبع ہوئی ہے اور بیاض نکات الشعرا سے قدیم نہیں ہو سکتی جس کا سال اختتام ۱۱۶۵ھ ہے۔ میر نے یہ مطلع اپنے ہم تخلص محمد میر کے نام لکھا ہے۔ ص۱۵۰، اور مخزن نکات ص۴۸، تذکرۂ گردیزی ص۱۴۹ اور چمنستان شعرا ص۲۱۸ میں بھی انھیں کے نام درج ہے۔ یہ محمد میر وہی ہیں جنھوں نے بعد کو سوز تخلص اختیار کیا تھا (مخزن نکات)۔ دیوان سوز کے نسخۂ کلکتہ میں یہ مطلع جہاں تک مجھے یاد ہے، موجود نہیں۔ لیکن میر و قائم وغیرہ کی گواہی کافی ہے۔ یہ مطلع ہرگز بیدل کا نہیں۔

(۶۷) مرزا مکین ما نشود چوں بہ کین ما — کین است جزو اعظم مرزا مکین ما

آزاد نے آب حیات میں یہ شعر مولوی غلام ضامن کے نام لکھا ہے ص۱۶۹ لیکن ان کا تخلص نہیں بتایا۔ صرف یہ کہنے پر قناعت کی ہے کہ بڑے رتبے کے فاضل تھے اور مکین کے پاس شاگرد ہونے کے لیے گئے تھے۔ انھوں نے کج خلقی سے کام لیا تو انھوں نے یہ شعر کہا۔ تخلص نہ معلوم ہونے کی وجہ سے شعرا کے تذکروں میں انھیں تلاش نہ کرسکا۔ تذکرۂ علمائے ہند (مصنفہ رحمٰن علی۔ طبع ۲) میں ڈھونڈا

تو اس نام کا کوئی عالم نہ نکلا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس نام کا کوئی بلند مرتبہ عالم جو فارسی گو بھی ہو وجود خارجی رکھتا ہے یا نہیں ہس سے قطع نظر خود آزاد نے نگارستان فارس صفحہ ۲۶۶ میں تحریر کیا ہے کہ یہ شعر نور العین واقف کا ہے جو اس نے لکھنو میں مکین کے جابجا اعتراضوں اور اصلاحوں سے جل کر کہا تھا۔ یہ شعر دیوان واقف کے مطبوعہ نسخوں (نول کشوری ولاہوری) میں نہیں اور یہی کیفیت اس کے چار مخطوطات کی ہے جو میں ہیں لیکن انشا کا قطعۂ ذیل جو مخطوطۂ دیوان انشا (م جلد ا صفحہ ۲۲) میں ہے اس امر پر شاہد ہے کہ نور العین نامی کسی شخص نے کوئی بات یا کوئی شعر ایسا ضرور کہا تھا جس میں مکین وکین کا تعلق دکھایا گیا تھا۔

فا خر مکیں کا نام سن جو کین لاوے دھیان میں
ملعون کر چھوڑے نہ سے تب دل کو میرے چین ہو

گر فتح جوئی کیجیے تجنیس کی تقدیر پر
پور العیں پڑھیے اسے جو شخص نور العین ہو

قیاس چاہتا ہے کہ مصرع ۲ میں جس نور العین کا ذکر ہے وہ نور العین واقف ہی ہو اور مصرع ا میں شعر زیر بحث کی طرف اشارہ ہو۔

(۶۸) چوں کرد رو بر پالکی گرویدہ خاور پالکی
بنشست تا در پالکی ز چرخ کہار آمدہ

اس شعر کا مصرع آخر آب حیات میں اس عبارت کے ساتھ درج ہے: "اخیر و ۶ سو برس پہلے کہتے ہیں۔ صفحہ ۱۵ لیکن خود آزاد کے سخندان فارس صفحہ ۲۴۲ میں یہ شعر طغرا کے نام لکھا ہے۔ مرتب ہشت بہشت خسرو (اطبع علی گڑھ) نے اپنے مقدمے میں مصرع ۲ (صفحہ ۱۳۹) خسرو کی طرف منسوب کیا ہے لیکن کلیات خسرو کے جو نسخے میری نظر سے گذرے ہیں ان میں یہ شعر موجود نہیں اور طغرا کے ایک طویل قصیدے میں جو اس کے کلیات (م صفحہ ۲۴۲) میں شامل ہے، یہ شعر موجود ہے۔ بے شبہ طغرا کا ہے۔

(۶۹) رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیباں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیداں کے

یہ مطلع نکات الشعرا، مخزن نکات، تذکرۂ گردیزی، چمنستان شعرا، تذکرۂ میر حسن اور بہت سے دوسرے تذکروں میں آرزو کے نام درج ہے مگر بقول مرتب چمنستان شعرا، تحفۃ الشعرا میں جسے انھوں نے ۱۱۶۵ھ کی تصنیف بتلایا ہے، میرزا مظہر جان جاں کی طرف منسوب ہے۔ تحفۃ الشعرا کے دکنی مصنف کو تحقیق کے وہ مواقع حاصل نہ تھے جو میر وغیرہ کو تھے۔ مطلع بے شبہ آرزو کا ہے۔

(۷۰) آتا ہے ہر سحر اٹھ تیری برابری کو
کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

مجموعۂ نغز قاسم جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ میں یہ مطلع بنام آنندرام مخلص، لیکن اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۲۵ میں بنام آرزو مندرج ہے۔ مخلص کے دیوان (نسخۂ رام پور) میں جس کے کئی اشعار اردو جناب عرشی کے ایک مقالے میں نقل ہوئے ہیں یہ مطلع شامل نہیں۔ (معاصر، پٹنہ حصہ ۱۰) اور یہی حال انتخاب دیوان مخلص (از مخلص) کا ہے جس کا تعارف میں نے ایک مقالے میں کرایا ہے۔

(نوائے ادب بمبئی، اکتوبر ۱۹۵۰ء) نکات الشعرا، مخزنِ نکات، تذکرۂ گردیزی، چمنستان شعرا، تذکرۂ میر حسن وغیرہ میں آرزو اس کے مصنف بتائے گئے ہیں اور یہ انھیں کی ملک ہے۔

(۱۷) ہنری اڈورڈ پامر گذشتہ صدی کے مشہور انگریز مستشرقین میں ہے اور کبھی ہندوستان نہ آنے کے باوجود اُردو نظم و نثر لکھنے پر قادر تھا۔ ۳۔ اپریل ۱۸۷۴ء میں اس کا ایک طویل مضمون ڈیوک آف اڈنبرا اور دخترِ زار روس کی شادی سے متعلق شائع ہوا تھا۔ جس میں اردو اشعار کے علاوہ ایک مثنوی بھی شامل تھی۔ اس مثنوی کی ابتدا اور انتہا جن اشعار سے ہوتی ہے وہ یہ ہیں :-

۱۔	شام کو میں فکر میں بیٹھا تھا کل	یعنی تھی میرے تئیں فکرِ غزل
۲۔	شعر کا بھی ہے غرض طرفہ یہ فن	تا ابد روشن رہے جس کا سخن

شادی کی دھوم دھام کے بیان کے بعد لکھتا ہے :-

۳۔	دیکھ کر یہ دھوم دھام اور عز و شاں	میں نے پوچھا ایک سے کیا ہے یہاں
۴۔	کس کی یہ شادی ہے اور کس کی فوج	جوش مارے ہے یہ کس دریا کی موج
۵۔	تب کہا اس شخص نے تو اس قدر	حال سے ہے کیا یہاں کے بےخبر
۶۔	ڈیوک آف اڈنبرا ہے جس کا نام	دھاک سے لرزے ہے جس کی روم و شام
۷۔	اس کی شادی ہے یہ اور اس کی برات	نیک طینت اور پاکیزہ صفات
۸۔	عیش و عشرت کا ہر اک جا ذکر ہے	آج فکر و غم کو اپنی فکر ہے
۹۔	سن کے بولا یہ دعا کر پالمر	نت رہے اس شمع سے پرنور گھر

پامر نے صراحتہً یہ نہیں لکھا کہ یہ مثنوی کس کی ہے لیکن شعر ۹ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اسے اپنی تصنیف کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے۔ یہ شعر تو واقعی اس کا ہے لیکن اور تمام اشعار میر حسن کی ایک مثنوی کے ہیں جو اس نے آصف الدولہ کی شادی کے موقع پر لکھی تھی جن اشعار سے آصف الدولہ یا شجاع الدّولہ (پدر آصف الدولہ) کا تعلق ثابت ہوگا انھیں پامر نے یا تو خارج کر دیا ہے یا ان میں تصرف کر لیا ہے۔ مثلاً یہ شعر پامر کی مثنوی سے غائب ہے۔

اس کے ہے فرزند اک عالیجناب	آصف الدولہ بہادر ہے خطاب

اور شعر ۶ میر حسن کے یہاں اس طرح ہے :-

ہے وہ تو آپ اک شجاع الدولہ نام ۔ الخ

میرحسن کی مثنوی میں نے پہلے پہل ۱۹۳۶ء میں معیار، پٹنہ کے پہلے شمارے میں شائع کی تھی اور معاصر حصہ ۲ میں میں نے یہ دکھایا ہے کہ میرحسن کی مثنوی پامر کے یہاں کس شکل میں ہے۔ کلیات میرحسن کا ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے اور پامر نے میرحسن کی مثنوی اسی میں دیکھی ہوگی۔ یہ مثنوی اس وقت تک کہیں چھپی نہ تھی اور یہ بات پامر کو معلوم ہوگی۔ اسے اہل ہند کو یہ دکھانا تھا کہ اُسے اُردو پر استادانہ قدرت حاصل ہے اور اس شوق میں وہ اپنے کو سرقے کے ارتکاب سے باز نہ رکھ سکا۔

(۲۷) از زلف سیاہ تو بہ دل دھوم پڑی ہے
در گلشن آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

آزاد نے آبِ حیات کے ص ۱۲۲ میں یہ شعر آرزو کے نام لکھا ہے اور حاشیے میں یہ تحریر کیا ہے کہ سودا نے اپنے تذکرے میں ... آرزو کے نام ... لکھا ہے اور ... انشا نے دریائے لطافت میں ... قزلباش خاں امید کے نام پر ... اور بعض تذکروں میں ... میر معز فطرت کے نام سے لکھا ہے۔ مگر ص ۶۷ میں انھوں نے دوسروں کا نام لیے بغیر یہ شعر معز فطرت کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ حاشیہ ص ۱۲۲ کی عبارت سے یہ گمان ہوتا ہے کہ تذکرۂ سودا آزاد کی نظر سے گزرا ہوگا لیکن یہ بات کہ اس تذکرے میں شعر زیر بحث آرزو کے نام ہے انھوں نے مجموعۂ نغز جلد ۱ ص ۲۵ سے لی ہے اور قاسم سے پہلے کسی نے تذکرۂ سودا کا ذکر نہیں کیا۔ قریب بہ یقین ہے کہ یہ تذکرہ وجود خارجی نہیں رکھتا اور اس لیے اس معاملے میں سودا کی شہادت پیش نہیں کی جا سکتی۔ آزاد نے دریائے لطافت کا حوالہ غلط دیا ہے۔ انشا نے از زلف الخ امید کی طرف نہیں بلکہ معز فطرت کی طرف منسوب کیا ہے اور ایک دوسرا شعر امید کے نام لکھا ہے (ص ۳۵)۔ آزاد کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ بعض تذکروں میں معز فطرت کے نام ہے۔ اس کے برخلاف یہ کہنا چاہیے کہ مجموعۂ نغز اور آب حیات کے سوا شاید ہی کوئی کتاب ہو جس میں یہ شعر موجود ہو اور معز فطرت کی طرف منسوب نہ کیا گیا ہو۔

(۶)

- "آوارہ گرد اشعار" کی ابتدا سالنامہ شاعر ۱۹۵۱ء سے ہوئی اور اس وقت تک اس کی کئی اور قسطیں مختلف رسائل میں طبع ہو چکی ہیں۔
- کچھ امور کی تحقیق حسب دلخواہ نہ ہو سکی۔ مقالہ کتابی شکل میں چھپے گا تو ضروری اضافے کیے جائیں گے۔
- مواد کافی نہ ہو تو اور امور درکنار یہ فیصلہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی شاعر جس کی طرف کوئی خاص شعر منسوب ہوا ہے فی الواقع اس کا مدعی تھا یا نہیں کہ یہ شعر میرا ہے۔
- ایسے اشعار پر بھی جن میں خفیف اختلافات ہیں "آوارہ گرد" کا اطلاق ہوا ہے لیکن یہ التزام نہیں کہ اختلافات کا ذکر کیا جائے۔
- اس قسط میں حسب ذیل مخففات مستعمل ہوئے ہیں:

آب = آب حیات ط ۱۹۱۷ء، آصفیہ = فرہنگ آصفیہ، انجمن = انجمن ترقی اردو، بیاض کواتھ = یہ بیاض جو ممالک ہسٹوریکل ریکارڈس کمیشن پٹنہ فروری ۱۹۵۶ء میں کواتھ سے آئی تھی ناقص الطرفین ہے اسلیے اس سے اس کے مؤلف کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن قرائن اس پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ وہی ہے جس کا ذکر صفیر ص ۹۸ میں ہے۔ حسن = تذکرہ شعرائے اردو از میر حسن ط انجمن = خمخانہ جاوید۔ سوسائٹی = کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال۔ شفیق = چمنستان شعرا از شفیق۔ شورش = عکس مخطوطہ آکسفورڈ، یہ شورش عظیم آبادی متوفی ۱۱۹۵ھ کا تذکرہ شعرائے ریختہ ہے مگر اس میں کسی شخص نے تصرفات کیے ہیں۔ شوق = تذکرۂ قدرت اللہ شوق۔ شیفتہ = گلشن بے خار از شیفتہ ط ۱۹۱۰ء۔ صفیر = جلوۂ خضر جلد ا از صفیر بلگرامی۔ ط = طبع۔ طبقات = طبقات شعرائے ہند از کریم الدین۔ طوفان = تذکرۂ شعرا از ابن طوفان مرتبۂ راقم۔ عشقی = تذکرۂ عشقی عظیم آبادی نسخۂ راقم قاسم = مجموعۂ نغز از قاسم۔ قائم = مخزن نکات از قائم۔ گردیزی = تذکرۂ ریختہ گویاں از فتح علی خاں حسینی گردیزی۔ گلزار = گلزار ابراہیم نسخۂ م۔ م = کتب خانہ مشرقیہ پٹنہ۔ مسرت = تذکرۂ مسرت افزا، یہ معاصر پٹنہ میں بالاقساط طبع ہو رہا ہے۔ میر = میر تقی میر حیات اور

شاعری" از جناب ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی۔ نساخ: سخن شعرا از نساخ۔ نکات: نکات الشعرا از میر ط۲۔ نکہت: مخزن فوائد از نکہت دہلوی۔ یہ طبع ہو چکی ہے لیکن اس وقت پیش نظر نہیں۔ اس کے حوالے سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مخطوطہ اردو ۵۰۰ م سے ماخوذ ہے۔ ۵: ورق: ہندی: تذکرہ ہندی از مصحفی۔

• لفظ آوارہ گرد ممکن ہے کہ ایرانیوں کی زبان پر نہ ہو، لیکن محض اسی بنا پر قلمرو اردو سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سبزہ گرد کی طرح ہے جو ایرانیوں میں مستعمل ہے۔ "آوارہ گرد" ہندوستان میں صدیوں سے رائج ہے۔ ۱۔ تاریخ ارادت خاں واضح متوفی ۱۱۲۸ھ: "آوارہ گرد نزد معظم شاہ آمد" ص۶۶۔ ۲۔ سفرنامہ آنند رام مخلص متوفی ۱۱۶۴ھ: آوارہ گرد لن کوہ ص۔ ۳۔ بہارِ بے خزاں، مصنفہ اواسط ماۃ سیزدہم، منقول از "میر" "از آوارہ گردیہا آرمید" ص۵۱۹۔ ۴۔ کلیاتِ میر، اشاعت آسی "پھرتا رہا ہوں گلیوں میں آوارہ گرد سا" ص۵۲۔ آوارہ گردی اپنی کبھی میر دلوں پر ص۲۹۰۔ آوارہ گرد بادیۂ ابتلا ہوں میں" ص۔ ۵۔ آب بقا از خواجہ عشرت لکھنوی: "آوارہ گردی" ص۱۰۹۔ ۶۔ اندر سبھا امانت، از حسرت موہانی منقول از نگار دسمبر ۱۹۵۳ء: "سبز پری آوارہ گرد ہو جاتی ہے" ص۴۲۔ ۷۔ حاشیۂ کلام انشا از میرزا محمد عسکری لکھنوی: "آوارہ گرد صورت" ص۔ ۸۔ خیام مصنفہ سید سلیمان ندوی: "آوارہ گرد رباعیوں" ص۲۰۰۔

• ان اصحاب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے جن سے اس مقالے کی تحریر میں مدد ملی ہے۔ انکے نام اپنی اپنی جگہ پر ملیں گے۔

---

(۳) کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے — خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے

صبا، شاگردِ آتش کا شعر ہے (دیوان ط ۱۲۹۴ھ ص۱۹۹) لیکن آصفیہ ص۲۳ میں بنامِ میر۔

(۴) میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں — گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

غالب کا طبعزاد ہے (دیوان مطبع نظامی کانپور ص۱۳) مگر آصفیہ ص۱۲۴ میں میر کے نام سے ہے۔

(۵) گرم مجھ سوختہ کے پاس سے جانا کیا تھا — آگ لینے مگر آئے تھے یہ آنا کیا تھا

میر کا مطلع ہے (کلیات ص۲۲۵ عشق) لیکن آصفیہ ص۱۲۱ میں درد سے منسوب ہے۔

(۶) یہ جو چشم پُر آب ہیں دونوں — ایک خانہ خراب ہیں دونوں

انتخابِ دیوانِ میر مولفہ جناب ڈاکٹر عبدالحق ص۲۳ میں مطلع شامل ہے اور باوجود اس کے کہ کلیات سے غیر حاضر ہے۔ مقدمۂ کلیات نوشتۂ آسی مرحوم میں میر کے نام سے ہے ص۱۳۔ "میر" میں ان اصحاب کی تقلید کی گئی ہے ص۳۶۷۔ اور جناب عطا کا بیان

۱؎ جناب شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی نے بھی ایک مقالہ "آوارہ گرد اشعار" کے عنوان سے لکھا ہے اس کی چند قسطیں نگار ۱۹۵۲ء میں اپریل تا دسمبر شائع ہوئی ہیں۔ ق ع) (۱ اور اب خلاصہ موجودہ کتابچہ میں ضمیمہ کے طور سے شامل کر دی گئی ہیں۔ (ع۔ ب)۔

ہے کہ اکثر لوگ اسے میر کی ملک سمجھتے ہیں (نگار جولائی ۵۲ ص۴۷) یہ درست ہو یا نہ ہو لیکن یہ قول ضرور صحیح ہے کہ یہ مطلع طبقات[1] میں بالکنند حضور شاگرد درد کے نام سے ہے اس پر یہ اضافہ کیا جاسکتا ہے کہ اشاعت طبقات سے کم و بیش بارہ سال قبل شیفتہ (ص۱۶) اور ان سے بھی بہت پہلے قاسم (۱ ص۲۱۳) اسے حضور[2] کی طرف منسوب کر چکے ہیں کوئی قدیم شہادت اس امر کی کہ میر کی تصنیف ہے میرے علم میں نہیں۔

(۷) "فغان دہلی" ایک مجموعۂ اشعار ہے جو تفضل حسین کوکب نے ۱۲۷۹ھ میں شائع کیا تھا۔ اس میں باستثنائے بعض وہ نظمیں ہیں جو شورش ۵۷ء سے متاثر ہو کر لکھی گئی تھیں۔ اردو کی مشہور غزل جو بحذف ۵ اشعار درج ذیل ہے، جہاں تک میرا علم ہے پہلے پہل اسی مجموعے کی وساطت سے منظرِ عام پر آئی تھی "فغان دہلی" میں یہ "صابر" کی طرف منسوب ہے ؎

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو میرے قرار ہے
کروں غم ستم کا میں کیا بیاں میرا غم سے سینہ فگار ہے

ساری رعایا ہے ہند تباہ ہوئی کہوں کیا کہ ان پہ جفا ہوئی
جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ تو قابل دار ہے

دلی شہر دہلی یہ تھا چمن کہ سب طرح کا یہاں تھا امن
وہ خطاب اس تو کو مٹ گیا فقط اب تو اجڑا دیار ہے

شب و روز جو ہوں میں چج تلیں کہ ہیں خادم سے وہ چپ کھلیں
ملے طوق قید میں جب انھیں کہا گل کے ملے یہ ہار ہے

جو سلوک کرتے تھے اور اب ہمیں دیکھو وہ کس طرح رہے
وہ ہیں تنگ چرخ کے جور سے اترا تن پہ انکے نہ تار ہے

یہ بال تن پہ ہے سر سرا نہیں جان جانے کا ڈر ذرا
بچے غم سے نکلے ہے دم اجرا مجھے اپنی زندگی بار ہے

یہاں تنگ حال جو سب کا ہے یہ کرشمہ قدرت رب کا ہے
یہاں بہار میں تو خزاں ہوئی وانے ان کو بہار ہے

یہ ستم کسی نے بھی ہے سنا کہ دی پھانسی لاکھوں کو بے گناہ
وے کلمہ گویوں کی طرف سے ابھی انکے دل پہ غبار ہے

نہ تو دشمنانہ ہے غیر میں نہ بچا پنا یاں کوئی دہر میں
چلا تیر اجل کا بھی شہر میں کیا لاکھوں کا جو شکار ہے

کیا صابر ڈر تجھے حشر کا جو خدا کہے تجھے برملا
تجھے ہے وسیلہ رسول کا کہ تو زادہ عالی تبار ہے

یہ اشعار جو مختلف الانواع اقسام سے ملو ہیں بجنسہٖ "فغان دہلی" ط ۱۳۱۳ھ سے نقل کیے گئے ہیں۔ ۱۲۷۹ھ کے بہت بعد "بہار گلشن" نامی ایک مجموعۂ اشعار غالباً لکھنؤ کے کسی مطبع نے چھاپ کر شائع کیا تھا۔ یہ اس وقت پیش نظر نہیں لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس میں اس غزل کے کچھ اشعار ظفر کے نام سے درج ہوئے تھے اور مقطع میں "صابر" کی جگہ "ظفر" تھا۔ میرا خیال ہے کہ متن اشعار میں اور بھی اختلافات تھے لیکن یہ یاد نہیں کہ اس میں کوئی ایسا شعر بھی تھا یا نہیں جو "فغان دہلی" میں موجود

---

۱ طبقات ص۲۹۵۔ ۲ حضور مجموعۂ نغز کے اختتام ۱۲۲۱ھ سے قبل ہی مرچکے تھے مگر مرزا فرحت اللہ بیگ مرحوم کے مشاعرہ کریم الدین میں شریک ہیں۔

نہیں۔ خمخانہ ۲ اشاعت پذیر ہوا تو اس میں بہ تقلید فغان دہلی اس غزل کے شعر حالی کے نام سے مرقوم ہوئے ص۲۴ لیکن "بہادر شاہ ظفر" مصنفہ امیر احمد علوی مرحوم میں اس زمین کے ۱۰ اشعار شامل ہیں جن میں سے ایک ؎

سبھی جا دو ماتم سخت ہے کہوں کیسی گردش بخت ہے　　　　نہ وہ تاج ہے نہ وہ تخت ہے نہ وہ شاہ ہے نہ دیار ہے

"فغان دہلی" سے غیر حاضر ہے اور نہ معلوم کہاں سے لیا گیا ہے۔ باقی ۹ اشعار فغان دہلی میں ہیں لیکن دونوں کا متن بہت مختلف ہے۔ کتاب مذکور میں اشعار زیر بحث کے متعلق لکھا ہے: "اس درد و مصیبت (۱۸۵۷ء) کی یادگار ایک نظم ہے جس کو اداشناس ظفر کی تصنیف بتاتے ہیں مگر استقام کلام پر نظر کر کے بعض نکتہ رس اس کو حالی تخلص ایک غیر معروف شاعر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس دار و گیر میں الفاظ کی نشست پر غور کرنے کا کس کو موقع تھا؟ دل کے جذبات زبان پر بے ساختہ آئے اور اب تک دردمندوں کی زبان پر ہیں" ص۱۱۱۔ "حالی" غالباً "حالی" کا مصحف ہے اور میں نے کہیں اور یہ اشعار "حالی" کے نام سے نہیں دیکھے۔ خیال عظیم آبادی نے "مغل اور اردو" ص۱۶ میں اس غزل کے ۲ شعر جو "فغان دہلی" میں ہیں پیش کیے ہیں اور وہ انھیں ظفر کی ملک قرار دیتے ہیں، اس کتاب میں مقطع کا مصرع اس طرح ہے:

تجھے خوف حشر ہے کیا ظفر تو خدا کے فضل پہ رکھ نظر

خمخانہ ۵ سری رام کی وفات کے بعد پنڈت کیفی مرحوم نے شائع کیا تھا۔ اس کے ص۲۴ میں "فغان دہلی" کے تین شعر بحوالہ "دیوان ظفر" مندرج ہیں، مگر یہ اشعار دیوان میں نہیں اور خمخانہ ۵ میں ان کا شمول غالباً پنڈت صاحب کا فعل ہے۔ میری رائے میں کوئی قابل قبول شہادت اس کی موجود نہیں کہ یہ اشعار ظفر کے ہیں۔ "سبھی جا... الخ"، تو نہ معلوم کس کا ہے باقی حالی کے ہیں۔

(۸) مضامین فرحت حصہ ۲ "غدر کے کئی برس بعد دلی میں ایک مشاعرہ ہوا تھا اس میں کوئی طرح نہیں دی گئی تھی بس یہی تھا کہ دلی کا مرثیہ کہو۔ یہ کل کلام ایک کتاب کی شکل میں چھپا ہے اس مشاعرے میں آزردہ بھی شریک تھے۔ انھوں نے دلی کی تباہی پر خدا کا شکر ادا کیا ہے ؎

ہوا اچھا جو مٹا نام و نشانِ دھلی　　　　کس کی پاپوش بنے مرثیہ خوانِ دھلی" ص۱۸۲

خمخانہ ۳ ترجمہ حسین علی خاں شاداں۔ "فغان دہلی کی تحریر کے وقت جب انکی عمر تیرہ چودہ برس کی ہوگی کہ متعدد شعرا کے شدید تقاضے سے عاجز آکر انھوں نے دھلی کا مرثیہ کہا جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

مٹ گیا خوب ہوا نام و نشان دھلی　　　　میری پاپوش بنے مرثیہ خوان دھلی، ص۲۸۰

مرزا فرحت اللہ بیگ مرحوم نے جس کتاب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ "فغان دہلی" کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی مگر

اس میں مشاعرے کا ذکر نہیں۔ شعر زیر بحث کی زمین میں تیس سے زیادہ شعر کے اشعار البتہ ہیں جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ مشاعرہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، طرح ضرور تھی۔ بغاوت دہلی میں آزردہ کا ایک مسدس ہے جس کا آخری بند یہ ہے:

روز وحشت مجھے صحرا کی طرف لاتی ہے
سر ہے اور جوش جنوں سنگ ہے اور چھاتی ہے

ٹکڑے ہوتا ہے جگر جی ہی پہ بن آتی ہے
مصطفیٰ خاں کی ملاقات جو یاد آتی ہے

کیوں کر آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو
قتل اس طرح سے بے جرم جو صہبائی ہو صدا

ظہور علی ظہور دہلوی (متوفی ۱۲۸۶ھ) شاگرد ذوق وغیرہ کے دیوان مطبوعہ (اس وقت تحریری یادداشت پیش نظر) میں آزردہ کی ایک غزل کی تضمین ہے۔ بموجب صراحت دیوان شورش، ۵۰ سے متاثر ہو کر کہی گئی تھی۔ دیوان ظہور کمیاب ہے۔ اور یہ غزل کم لوگوں کی نظر سے گزری ہے اس لیے اس موقع پر نذر ناظرین کی جاتی ہے ؎

اگر ہم نہ تھے غم اٹھانے کے قابل
تو کیوں ہوتے دنیا میں آنے کے قابل

کروں چاک سینہ تو سو بار لیکن
نہیں داغ دل یہ دکھانے کے قابل

ملیں تم سے کیوں کر رہے ہی نہیں ہم
بلانے کے قابل نہ آنے کے قابل

رہی روز قصر تمنا کی تعمیر
نہ تھا یہ کبھی گھر بنانے کے قابل

چھٹے ہیں قفس سے تو کس کام کے ہیں
نہیں اب چمن تک بھی جانے کے قابل

بجز اس کے تھے خاک پہلے ہی اے چرخ
نہ تھے خاک میں پھر ملانے کے قابل

کیا ترک دنیا میں جب تو یہ سمجھے
کہ دنیا نہیں دل لگانے کے قابل

وہ آئے دم نزع کیا کہہ سکیں ہم
نہیں ہونٹ تک بھی ہلانے کے قابل

خدایا یہ رنج اور یہ ناصبوری
نہ تھے ہم تو اس آزمانے کے قابل

رہے ہم نہ کچھ مصطفیٰ خاں کے غم میں
نہ فکر سخن نہ پڑھانے کے قابل

نہ چھوڑیں گے محبوب الٰہی کے در کو
نہیں گو ہم اس آستانے کے قابل

ہمیں قید کرنے سے کیا نفع صیاد
نہ تھے دام میں ہم تو لانے کے قابل

نہ بال منقش نہ پر ہائے رنگیں
نہ آواز خوش کے سنانے کے قابل

وہ آزردہ جو خوش بیاں تھے نہیں اب
اشارے سے بھی کچھ بتانے کے قابل

تعجب ہے کہ مرزا صاحب شعر زیر بحث کا مصنف آزردہ کو سمجھے، یہ شاداں کا کہا ہوا ہے جیسا کہ صاحب خمخانہ کا بیان ہے۔ لیکن صرف یہی شعر انھوں نے موزوں کیا تھا۔ فغان دہلی میں صراحتاً مرقوم ہے "بسبب کم فرصتی برہمیں یک مطلع اکتفا نمودا مدہ" ص۵۵ مصرع اخمخانہ میں اور دوسرا مضامین فرحت میں صحیح لکھا گیا ہے۔

(۷۹) آپ ترجمہ سوز: یہ قطعہ جس ایک خاص موقع پر ہوا تھا اور عجب انداز سے پڑھا گیا۔

گئے گھر سے جو ہم اپنے سویرے   سلام اللہ خاں صاحب کے ڈیرے

وہاں دیکھے کئی طفل پری رو   ارے رے رے ارے رے رے ارے رے، ص۱۹۹

مگر دیوان طبوعہ میں یہی ہے اور چوں کہ دیوان سوز (نسخۂ کوا تھ اور نسخۂ مملوکہ جناب علی حیدر) میں نہیں ہے اور آب کے سوا کہیں اور سوز کے نام سے نظر نہیں آتا، گمان قوی ہے کہ طبوعہ کے نتائج افکار سے ہے۔ اس صورت میں اس کی اصلی شکل یہ ہے جو دیوان میں ہے:

گیا میں اتفاقاً کل سویرے   سلام اللہ خاں صاحب کے ڈیرے

وہاں بیٹھی ہوئی تھی ان کی سینگ   ارے رے رے ارے رے رے ارے رے

(۸۰) زندگی زندہ دلی کا نام ہے   مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

ناسخ کا شعر ہے (کلیات مطبع سولائی ص۱۹۸) مگر آصفیہ ۲ ص۱۴۳ میں بنام ذوق

(۸۱) وہ کل وہ دلوں کی صحبت   محسودہ کی وہ آدمیت

گلزار نسیم مصنفہ پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی (اشاعت چکبست ص۱۹) کا شعر ہے لیکن آصفیہ ا ص۵۲ میں بنام نسیم دہلوی (اصغر علی خاں)

(۸۲) کرتی تھی جو بھوک پیاس بس میں   پانی پیتی تھی کھا کے قسمیں

گلزار نسیم کا شعر ہے ص۲۹ مگر آصفیہ ا ص۱۵۹ میں بنام حسن۔

(۸۳) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلا دوں   کبھی فتراک میں تیری کوئی نخچیر بھی تھا

غالب کا شعر ہے (دیوان ص۱۵) لیکن آصفیہ ۲ ص۲۲۵ میں بنام مصحفی

(۸۴) روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے   اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

درد کا مطلع ہے (دیوان مطبع محمدی لکھنو ص۳۱ حسن ص۱، قائم ص۴۰) مگر آصفیہ ۲ ص۲۰۳ میں بنام ارشد۔

(۸۵) شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا   تیری کب آستین مرے لوہو سے بھر گئی

فغاں کا شعر ہے جو دیوان مطبوعہ کے علاوہ ان مخطوطات دیوان میں بھی ہے جو میرے پاس ہیں۔ تذکرے بھی اس کے موید ہیں کہ فغاں کا زائیدہ طبع ہے (نکات ص۱۰۵، قائم ص۱۲۳، حسن ص۱۴۲، گردیزی ص۱۳۰ وغیرہ) لیکن نور اللغات ۴ ص۳۲ میں اسے سودا کا نتیجۂ فکر قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کلیات سودا ا ص۱۹ میں یہ شعر موجود ہے لیکن صاحب نور اللغات کی نظر اس پر نہیں پڑی کہ سودا نے اسے تضمین کیا ہے۔ وہ قطعہ جس کے آخر میں یہ شعر آتا ہے سودا کی ایک غزل کا جزو ہے اور قطعے کا پہلا شعر یہ ہے ؎

سودا فغاں کو خط یہ لکھا اس کے یار نے — جس وقت اس کے حال کی اس کو خبر گئی ص۱۸۹

اس تضمین کا ذکر نکات و حسن میں بھی ہے۔

(۸۶) صحبت گل ہے فقط بلبل سے کیا بگڑی ہوئی — ان دونوں سارے چمن کی ہے ہوا بگڑی ہوئی

ظفر کا مطلع ہے (کلیات ط ۸۰۰، ۲۴۳) مگر نور اللغات ۴ ص۲۱۵ میں بنام جلال۔

(۸۷) مرحبا شاباش اے رحمت خدا کی آفریں — میرے حق میں تم نے باور غیر کا کہنا کیا

انشا کا شعر ہے (کلام انشا ص۶، گلشن ہند ص۲۶) لیکن آصفیہ ا ص۹۰ میں بنام نظیر، لطفیہ کہ ۴ ص۶۴۲ میں انشا کے نام سے بھی ہے۔

(۸۸) تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں — خورشید کیا ہے اس کے فلک کو خبر نہیں

تجرد کا مطلع ہے (نکات ص۱۰۵، گردیزی ص۳۰، شفیق ص۵۲۵، حسن ص۴۸، شیفتہ ص۴۱) لیکن آب ص۲۳ میں بنام سودا ہے صاحب آصفیہ جو آزاد کو خضر راہ تحقیق سمجھتے ہیں اس اعتراف کے باوجود کہ شمس البیان (ص۷۳۴) اور شیکسپیر کے لغت میں تجرد کے نام سے ہے، آزاد کے تتبع میں اسے سودا کا طبع زاد بتلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "شاید کلیات میں نکلے" (۲ ص۲۵۲) کلیات میں اس زمین کا ایک شعر موجود نہیں۔

(۸۹) از زلف سیاہ تو بہ دل دھوم پڑی ہے — آئینے کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

اس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے — آئینے کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے

"از زلف ..... الخ" آب ص۹۵ میں حرف فطرت کے نام سے ہے اور "اس زلف ... الخ" ص۱۲۲ میں آرزو کے دوسرے اشعار کے ساتھ مندرج ہے لیکن حاشیے میں مرقوم ہے کہ انشا کی دریائے لطافت میں "از زلف ... الخ" تو لباش خاں امید سے منسوب ہے "اس زلف ..... الخ" کی نسبت حاشیے میں لکھا ہے کہ تذکرہ سودا میں اسی طرح آرزو کے نام سے ہے۔

• آزاد نے تذکرہ سودا کا اس طرح حوالہ دیا ہے کہ گویا ان کی نظر سے گزرا ہے لیکن آب ص۱۵۲ میں اسے "نایاب" بتاتے ہیں جو اس موقع پر بظاہر "ناپید" کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آزاد کا ماخذ اصلی تذکرۂ قاسم ہے جس

میں شعر کی دونوں شکلیں درج ہیں اور شکل ۲ کے متعلق لکھا ہے: "واللہ اعلم بحقیقۃ الحال کہ ... ہمیں طور بود یا مرزا اصلاح تصرف نمود" (ص ۲۵) قائم سے پہلے کسی نے اس تذکرے کا ذکر نہیں کیا اور اس صورت میں کہ قائم و حسن تلامذۂ سودا کے تذکروں میں اس کی طرف اشارہ نہیں صرف قائم ؒ کی شہادت پر اس کے وجود خارجی کا قائل ہونا ممکن نہیں (ب) شعر کی صحیح شکل وہی ہے جس میں فارسیت زیادہ ہے (ج) دریائے لطافت (انجمن ص ۹۵ و دیگر نسخ) میں امید نہیں فطرت کے نام سے ہے (د) آزاد کی عبارت میں لفظ "بعض" گمراہ کن ہے۔ سچ یہ ہے کہ تذکرۂ قائم سے قطع نظر کوئی تذکرہ ایسا نہیں جس میں یہ شعر سودا و فطرت کے نام سے نہ ہو (نکات ص ۲، قائم ص ۱۲، حسن ص ۱۹۵) (ہ) آرزو کا اس شعر سے کچھ تعلق نہیں ہوتا تو میر اسے فطرت کی طرف منسوب نہ کرتے۔

(۹۰) میں عجب یہ رسم دیکھی مجھے روز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

شعرا، آب ص ۱۲۳ میں بنام مصحفی اور بہ تبدیل بعض الفاظ مصحفی کے دیوان ۳ (نسخۂ م و دیگر نسخ) میں موجود ہے۔ شعر ۲ آب ص ۳۰۲ میں انشا کے نام سے ہے اور کلیات انشا (طبع دہلی) میں بھی ہے مگر محشی کلام انشا کا بیان ہے کہ خطی نسخے اس سے خالی ہیں ص ۱۲۔ کلیات کے ۲ قلمی نسخوں (ایک نسخہ مملوکہ جناب ڈاکٹر عندلیب شادانی، ۲ م میں ہیں) اور دیوان (نسخۂ م) میں جو اس وقت پیش نظر ہیں، یہ شعر موجود نہیں، قرینہ ہے کہ نسخہ مطبوعہ میں غلطی سے داخل ہو گیا ہے۔

(۹۱) بگولے کا کبھی صدمہ کبھی صرصر کی زحمت ہے
ہماری خاک یوں اڑتی پھرے اے ابر رحمت ہے

ثابت شاگرد قدوی کا مطلع ہے (گلزار و عشق) لیکن انشائے نورتن، مصنفہ مجبور شاگرد جرات (مطبع مجیدی کانپور ص ۱۱ میں) میر ضیا کے نام سے ہے۔ آزاد نے آب ص ۷۰ میں اسے سودا کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن آب ص ۴۹۲ اور دیوان ذوق ص ۴۹ میں ذوق کی زبانی اسے میر کا معجزہ کہا گیا ہے

(۹۲) کھل کے کچھ گل تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

ذوق کا مطلع ہے اور اس کی اصلی شکل یہی ہے۔ (اشاعت ویراں وغیرہ ص ۱۳۹، اشاعت آزاد ص ۱۵۹) لیکن جناب کلیم الدین احمد نے بہ تبدیل بعض الفاظ غالب کے نام سے لکھا ہے۔ (معاصر ۲ ص ۵۵)

(۹۳) یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

آصفیہ ۴ ص ۵۲ میں بنام آزردہ مندرج ہے اور مقدمۂ کلیات حسرتی و شیفتہ نوشتۂ نظامی بدایونی مرحوم میں

خ شاد عظیم آبادی نے تذکرہ سودا کا عظیم آباد میں ہونا لکھا ہے۔ لیکن وہاں کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔ وہ صاحب جو حیات ہیں شاد و نقش پا ندر وغیرہ کو دیکھ چکے ہیں اس کا تذکرہ کبھی نہ کرتے۔ یہ نسخہ آگرہ کے مالک کے مطبع میں چھپا تھا۔

کسی سند کے بغیر مرقوم ہے کہ یہ آزردہ کی اس غزل کا شعر ہے جو انھوں نے ۱۸۴۰ء کے ایک مشاعرے میں پڑھی تھی جسے شیفتہ نے منعقد کیا تھا ص۵۲۔ جناب عطا مدعی ہیں کہ بعض تذکروں میں آزردہ کے نام سے ہے لیکن کسی تذکرے کا نام نہیں لیتے اور جناب عرش ملسیانی کے ایک "ریڈیائی فیچر" کے حوالے پر اکتفا کرتے ہیں (نگار اکتوبر ص۳۲) کوئی ایسا تذکرہ جو جناب عطا کا مؤید ہو میرے علم میں نہیں اور قریب بہ یقین ہے کہ جناب عرش کا ماخذ مقدمۂ دیوان ہے۔ جناب عطا نے اس پر اظہار حیرت کیا ہے کہ یہ شعر طبقات میں مہتاب رائے تاب کشمیری کی طرف منسوب ہے۔ لیکن یہ صرف طبقات ص۲۰۲ ہی میں اس کے نام سے نہیں، کریم الدین سے برسوں پہلے شیفتہ اسے تاب کی تصنیف قرار دے چکے ہیں ص۲۹۔ مشاعرہ ۱۸۴۰ء میں اس شعر کا پڑھا جانا باور کرنے کی بات نہیں، شیفتہ کا تذکرہ جس پر آزردہ کی تقریظ ہے کم از کم دو بار اس سے پیشتر معرض طبع میں آچکا تھا۔

(۹۴) خمخانۂ م ترجمۂ ستھبا، داماد صبا لکھنوی: "اگست ۱۹۰۵ء کے گلچیں میں جو غزل ان کے نام سے اس کے بعض اشعار یوسف علی خاں ناظم کے ہیں مثلاً:

خون ہوتے ہوئے دیکھا کبھی جلتے دیکھا　　دل کو ہر بار نیا رنگ بدلتے دیکھا

اسی طرح دوسرا شعر بھی بہ تبدیلِ الفاظ انھیں کا ہے۔

زاہد و شیخ و برہمن مرے ہم مشرب ہیں　　در میخانہ سے کس کس کو نکلتے دیکھا

ناظم کا مصرعہ یوں ہے: "زاہد و شیخ سبھی خوب ہیں کیا بتلاؤں"۔ اسی طرح ناظم کا یہ مشہور شعر ؏

ہے یہ ساقی کی کرامت کہ نہیں چلنے کے پاؤں　　اور پھر بزم میں سب نے اسے چلتے دیکھا

بے تکلف اپنی غزل میں داخل کیا ہے۔ شاعری کی کائنات یہ . . . اور . . . استادی کا دعویٰ!" ص۲۹۳ دیوان ناظم ص۱۱۳ سے صاحب خمخانہ کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ستھبا صاحبِ دیوان تھے مگر اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی۔ خبر نہیں اس کا خطی نسخہ موجود ہے یا نہیں اور ہے تو یہ اشعار اس میں ہیں یا نہیں۔

(۹۵) از کشاکش ضعفم نگسلد رواں از تن　　ایں کہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہا است

غالب کا شعر ہے (کلیات فارسی ص۲۸۹) لیکن خمخانہ ص۲۶۶ میں ہے کہ عبد الغنی ارشد دہلوی نے یہ شعر اپنی وفات کے چند منٹ پیشتر کہا تھا۔

(۹۶) سرمۂ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو　　نیلگوں گنڈا پنھایا مردم بیمار کو

کلیات آتش مطبوعہ مطبع محمدی، مصر مصحف ص۱۳۵ میں موجود ہے۔ لیکن شیفتہ نے ایک گمنام شاعر محمد امین متین کی طرف منسوب کیا ہے ص۱۸۳ اور نکہت ص۲۲۵، آصفیہ ۳ ص۲۳ میں بہ تبدیل بعض الفاظ سلیمان شکوہ کے نام سے ہے۔ مؤخر الذکر کا دیوان ہے لیکن

مجھے اب تک اس کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

(۹۷) تھوڑی بھی نیک و بد کی گر وہ تمیز رکھے   کافر ہو پھر جو دل کو اس سے عزیز رکھے

محمد رضا شکوہ کا مطلع ہے (ہندی ص ۱۳۷، قاسم ص ۲۴۶) لیکن خمخانہ میں میر ضیا کے نام سے ہے۔

(۹۸) اب اور لگا ہم نے لیا باد گلستاں میں   راتوں کو لگا رہنے صیاد گلستاں میں

شیفتہ ص ۸۵ و نساخ ص ۱۶۲ خمخانہ ص ۲۱۹ میں بنام راسخ عظیم آبادی لیکن ان کے دیوان کے کسی نسخے میں نہیں اور انتخاب دیوان تنہا شاگرد مصحفی (مؤلفہ حسرت موہانی) میں بہ تبدیل بعض الفاظ موجود ہے۔ بلکہ اس میں اس زمین کے اور اشعار بھی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ تنہا کا نتیجۂ فکر ہے۔

(۹۹) دشمن در پردہ کی لے ادا یہ تم نے کیا کیا   آپ تو پردے میں بیٹھے اور ہمیں رسوا کیا

شیفتہ ص ۸۵ و نساخ ص ۱۶۲ و خمخانہ ص ۲۲۱ میں بنام راسخ لیکن دیوان راسخ کے کل نسخوں سے جو میری نظر سے گزرے ہیں غیر حاضر ہے اور بہ تبدیل بعض الفاظ عشق نے مراد بخش مراد، شاگرد راسخ کے نام سے لکھا ہے۔ یہی صحیح ہے۔

(۱۰۰) ہوئے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں   حرم کے رہنے والوں سے عشق اللہ کرتے ہیں

قاسم ص ۱۶۵ میں بنام جرأت لیکن ضمکدۂ چین مصنف مقبقت شاگرد جرأت (ط ۲۶۳ ص ۳۲) میں حسرت استاد جرأت کے نام سے ہے۔ جرأت نے پوری غزل بشمول مطلع کے تضمین کی ہے (کلیات ص ۲۸۶) مقطع حسرت کی تضمین یہ ہے۔

نہ پہنچے بوالہوس تو عاشقوں کی گرد کو ہرگز   نہیں سمجھے وہ جرأت ان کی آہ سرد کو ہرگز
جلاؤں گا نہ میں استاد کی اس فرد کو ہرگز   سخن آورد کا حسرت نہ پہنچے درد کو ہرگز
کہ اس پر آہ نکلے ہے اور اس پر واہ کرتے ہیں

مجھے یاد تھا کہ یہ غزل دیوان حسرت نسخۂ کتب خانۂ رضائیہ رامپور میں موجود ہے۔ جناب عابد رضا بیدار نے اس کی تصدیق کر دی۔

(۱۰۱) حقارت اپنے عاشق کی نہیں معشوق کو بھاتی   بیاں کر اپنی رسوائی میں تا مقدور مت کیجو
کہا تھا سارباں کے کان میں لیلےٰ نے آہستہ   کہ مجنوں کی خرابی کا کہیں مذکور مت کیجو

جواہر سخن ۲، مؤلفہ جناب کیفی چریا کوٹی میں شعر بیاں کے نام سے ہے، لیکن حسن ص ۹۳ میں بدر النسا بیگم، دختر قمر الدین خاں وزیر محمد شاہ کی طرف منسوب ہے۔ میں نے جناب ڈاکٹر معید الستار صدیقی سے اس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دیوان بیاں کا جو نسخہ ان کے پاس ہے اس میں دونوں شعر آخر غزل میں یکے بعد دیگرے موجود ہیں! اس کا امکان ہے کہ بیاں نے تضمین کی ہو اور شعر فی الواقع بدر النسا بیگم کا ہو۔ واضح رہے کہ موخر الذکر کے شاعر ہونے کا مدار صرف حسن کے بیان پر ہے اور

"کہا تھا... ان کے علاوہ کوئی اور شعر ان کے نام سے نظر نہیں آیا۔

(۱۰۲) آنکھیں نہ جینے دیں گی تری بے وفا مجھے — ان کھڑکیوں سے جھانک رہی ہے قضا مجھے

ریاض خیرآبادی نے لکھا ہے کہ "صحیح ہو یا غلط" میں نے یہ شعر شمس (شاگرد اختر) کے نام سے سنا ہے (ریاض نمبر، ص۲۳) لیکن دیوان بحر، شاگرد ناسخ مسمیٰ بہ ریاض البحر مطبوعہ ۱۲۸۵ھ میں موجود ہے ص۵۵ اور ریاض کے استاد امیر مینائی نے بھی یہ شعر بحر ہی کی طرف منسوب کیا ہے (انتخاب یادگار ص۵۶)

(۱۰۳) توڑ بت زاہد نے کیوں مسجد یہ بتخانہ کیا — تب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا

حسن ص۵۶ و گلزار و مسرت ص۲۴ بنام میر اعلیٰ علی خلف میر ولایت اللہ، لیکن کلیات سید محمد خاں رند کے اس نسخے میں جو مصنف کی زندگی میں (۱۲۶۸ھ) میں طبع ہوا تھا، شکل ذیل میں موجود ہے:

توڑ بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا — جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا

رند نے اپنی نثر میں جو دیوان اول کے بعد ہے، اعتراف کیا ہے کہ میں نے اوائل میں میر خلیق، خلف میر حسن سے اصلاح لی تھی اور تذکرۂ حسن عجب نہیں کہ ان کی نظر سے گزرا ہو۔ چکبست کے مقدمۂ گلزار نسیم میں یہ حکایت درج ہے کہ ناسخ نے ایک مشاعرے میں نسیم لکھنوی کو مخاطب کر کے یہ مصرع "شیخ نے مسجد بنا مسمار بتخانہ کیا" پڑھا اور بولے کہ دوسرا مصرع نہیں سوجھتا کہ شعر مکمل ہو جائے۔ ناسخ کی زبان سے یہ مصرع نکلا ہی تھا کہ نسیم نے یہ مصرع لگایا "تب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا" سامعین پھڑک اٹھے۔ ناسخ نے مذہبی چوٹ کی تھی، نسیم نے ٹھنڈا کر دیا۔ ص۲۵ گلزار نسیم مرتبہ چکبست کی اشاعت کے کچھ ہی بعد ریاض خیرآبادی نے لکھا تھا کہ (ا) یہ حکایت مصنوعی ہے، کہیں اور نہیں ملتی (ب) ناسخ و نسیم کے مرتبے میں بڑا فرق تھا۔ ناسخ انھیں قابل خطاب نہ سمجھتے ہوں گے (ج) ناسخ ایسے غیر مہذب نہ تھے کہ ایک ہندو اور پھر محبوب ہندو (؟) کو مخاطب کر کے ایسا دل شکن مصرع پڑھتے (د) نسیم لاکھ حاضر جواب سہی مگر ناسخ کے سامنے ان کی زبان نہ کھلتی (ریاض نمبر ص۳۲)۔ چکبست نے نہ پہلے یہ بتایا تھا کہ یہ حکایت انھیں کہاں سے ملی اور نہ جہاں تک مجھے علم ہے انھوں نے ریاض کے اعتراض کے بعد اپنے ماخذ سے متعلق کسی قسم کی اطلاع دینے کی ضرورت محسوس کی۔ ریاض کا خیال ہے کہ وہ خود مخترع ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے کسی سے سنی ہوگی، نسیم سے جو غلو تھا اس نے اس پر غور کرنے کا موقع نہ دیا کہ کتنی دور از قیاس ہے۔ اعلیٰ علی نے جس زمانے میں یہ شعر کہا تھا نسیم کیا اس کے استاد آتش بھی اس وقت پیدا نہ ہوئے ہوں گے۔

(۱۰۴) حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے — دھوم سے فصل بہار اب کے برس آتی ہے

مہدی علی ذکی کا مطلع ہے اور مکمل غزل بشمول مطلع مخطوطہ دیوان مملوکہ جناب سید نادر آغا تاجر کتب لکھنو میں

موجود ہے (مکتوب جناب سید نادر آغا بنام راقم) یہ ۱۲۵۰ھ کے بعد تذکرۂ شیفتہ میں شامل ہو کر (ص۹۲) منظر عام پر بھی آچکا تھا لیکن سید محمد خاں، رند کے دیوان ۲ ص۲۰۹ (صرف یہی اس زمین کا کوئی اور شعر نہیں) میں مرقوم ہے۔ رند نے اپنی نثر (رجوع ۲/۲) میں لکھا ہے کہ دیوان میں رجب ۱۲۵۰ھ تک کا کلام ہے۔ دیوان ۲ سے متعلق اس قسم کی صراحت نہیں لیکن ظاہر ہے کہ اس میں اس کے بعد کے اشعار ہوں گے۔

(۱۰۵) اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ — رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

کلیات صرتی و شیفتہ ص۱۰۵ میں موجود ہے اور شیفتہ نے اپنے تذکرے میں بھی اسے اپنے نام سے لکھا ہے ص۱۲۳۔ لیکن دیوان رند ص۱۲۲ میں بھی ہے۔ رند کو اعلیٰ علی ذکی اور شیفتہ سے توارد ہوا ہے یا یہ سرقے کے مرتکب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ دشوار ہے۔

(۱۰۶) کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں — جل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

مرآۃ الغیب دیوان امیر مینائی پہلی بار ۱۲۹۰ھ میں چھپا تھا۔ مطلع ہذا اس میں شامل ہے (ط ۱۳۰۹ھ ص۲۱۶) اور شاد لکھنوی کے دیوان ۲ سخن بے مثال میں جو مصنف کے بعد طبع ہوا ہے، یہ مطلع ملتا ہے۔

کباب سیخ ہیں کب کروٹیں لے کر سنبھلتے ہیں — جل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں ص۶۱

(۱۰۷) تجھ بن اب تو غم سے فرصت ایک ذرا ہیہات نہیں — دامن سے منہ ڈھانکے رہنا رونا پہر دن رات نہیں

افسوس کا مطلع ہے (دیوان م و ۵، عشق) لیکن قاسم ص۲۲ میں ان کے استاد حیرت کے نام سے ہے۔

(۱۰۸) کنارا اور ذھب کا اس بھری محفل میں کم کیجیے — ابھی سب تار جاویں گے نہ آتا تو ستم کیجیے

انشا کا مطلع ہے (کلام انشا ص۲۰۶)

(۱۰۹) خدا نے تک تو ڈر شیریں خبر لے اس بیچارے کی — کیا فرہاد نے تیشے سے سر لوہو لہان اپنا

تحفۃ الشعرا میں بنام مظہر (حاشیہ چمنستان شعرا ص۲۵۳) لیکن دراصل انند رام مخلص کا ہے اور انتخاب دیوان کے اس نسخے میں جو خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے موجود ہے۔ اس پر راقم کا ایک مقالہ نوائے ادب میں طبع ہو چکا ہے۔

(۱۱۰) بروز حشر الٰہی چوں نامۂ عملم — کنند باز کر آں روز بار خواہ من است
مکن مقابلہ آں را بسر نوشت ازل — اگر زیادہ و کم باشد آں گناہ من است

کلیات غالب اور سبد چیں ط ا میں یہ قطعہ نہیں ہے اور جہاں تک میرا علم ہے غالب کے دوران حیات میں کبھی یہ ان کے نام سے شائع نہیں ہوا۔ لیکن سید غوث علی شاہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) کے ایک مرید نے غالب اور اپنے پیر دونوں کی وفات کے بعد تذکرۂ غوثیہ میں شاہ صاحب کی زبانی یہ لکھا ہے کہ ان دو قطعوں میں سے ایک ہے جو غالب نے اپنے نام سے سنائے تھے۔ جناب

مالک رام نے سبد چیں ط۲ میں اسے کتاب مذکور کے حوالے سے شامل کرلیا ہے ص۶۳، لیکن جناب ڈاکٹر محمد اسحٰق نے اپنی انگریزی کتاب "چار سر برآوردہ شاعرات ایران" میں بحوالہ تذکرۃ الخواتین اسے چندا (ماہ لقا) حیدر آبادی سے منسوب کیا ہے۔ ص۱۵۱ فیصلہ کن بات ممکن ہے کہ تذکرۃ الخواتین کے ماخذ معلوم ہونے کے بعد کہی جاسکے۔

(۱۱۱) جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے — اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلائے اسے تو اپنی یہ تیغ نگاہ — جس کا مارا کبھی نہ پانی مانگے

ہندی ص۳۱ و قاسم ۲ ص۱۴۹ میں بنام مرزا علی لطف، لیکن گلزار و عشق میں بہ تبدیل بعض الفاظ اولیا موہانی کے نام سے ہے۔

(۱۱۲) خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے — نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

سنتو کھ رائے بیتاب کا مطلع ہے۔ (قائم ص۸۶، حسن ص۶۵) لیکن قاسم ا ص۱۲۵ میں اسی تخلص کے ایک دوسرے شاعر محمد اسمٰعیل سے منسوب ہے۔

(۱۱۳) آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سودا کا مطلع ہے (کلیات ص۲۲)۔ اور قائم نے اپنے تذکرے میں اپنے استاد کے جو اشعار دیے ہیں ان کا آغاز اسی سے ہوتا ہے ص۸۶ ۲) لیکن شفیق نے خود قائم کو اس کا مصنف لکھا ہے ص۱۰۵)

(۱۱۴) میں کہاں تو کہاں پہ کہتے ہیں — کہ یہ آپس میں دونوں رہتے ہیں

اثر کا مطلع ہے (دیوان ص۲۵، حسن ص۴۸، قاسم ا ص۴۵) لیکن مصنف مسرت نے اسے ان کے بھتیجے صاحب میر الم کے نام سے لکھا ہے ص۱۶۔ اس کا یہ بیان کہ یہ ان اشعار میں سے ہے جو مجھے خود الم سے ملے تھے، رہے ہے تو یہ سرقہ ہے۔

(۱۱۵) مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہووے گا — مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا

میر کا مطلع ہے (کلیات ص۵۰، نکات ص۱۵۶، قائم ص۱۰۴، حسن ص۱۴۵، گلزار) لیکن آب ص۱۲۲ میں آرزو کے نام سے ہے۔

(۱۱۶) کوئی نہیں کہ یار کی لا دے خبر مجھے — اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

میر حسن کا مطلع ہے جو کلیات کے متعدد نسخوں (از آنجملہ نسخۂ ۴م و ۸۲) میں ملتا ہے لیکن گلزار و عشق میں حسن بغیر حسن مذکور کے نام سے ہے اور قاسم ا ص۲۵ میں شوکت برادر بیعت سے منسوب ہے۔ بدیہہ گوئی مصنفۂ ہوش بلگرامی میں عماد الملک بلگرامی کی زبانی مرقوم ہے کہ پہلا مصرع آصف الدولہ کا ہے۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ مصرع لگانے والے کو ہزار روپے ملیں گے۔ ایک شہدے نے دوسرا مصرع کہہ کے انعام حاصل کیا۔ ص۶۱

(۱۱۷) نکہت گل نے جگایا کسے زنداں کے بیچ — پھر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ

محتشم علی خاں حشمت کا مطلع ہے (نکات ص۸۲، قائم ص۴۰، حسن ص۹۹ وغیرہ) مگر قاسم ص۲۱۲ میں بنام محمد علی خاں حشمت۔ آسی مرحوم نے "دونایاب زمانہ بیاضیں اور ان کا انتخاب" ص۶۵ میں لکھا ہے کہ مصحفی کے یہاں یہ موخر الذکر حشمت کے نام سے ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ مصحفی بھی اس معاملے میں میر قائم کے ہمنوا ہیں۔ (ہندی ص۸۲)

(۱۱۸) وے صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں | اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں
آئے تھے کیوں عدم سے کیا کر چلے جہاں میں | یہ مرگ و زیست دونوں آپس میں ہنستیاں ہیں

حسن ص۱۲۶ و گلزار و مسرت ص۱۱۵ میں بنام فتح علی شیدا شاگرد سودا۔ لیکن شعرا گلدستۂ نشاط مؤلفہ منولال (دہ کلکتہ) میں ہینگا شیدا کے نام سے ہے اور آب ص۱۲۳ میں سودا کو اس کا مصنف لکھا ہے۔ پوری غزل بشمول ہر دو شعر کلیات سودا ص۱۹۱ میں بھی ہے مگر معتبر نسخے اس سے خالی ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ غزل شیدائے مقدم الذکر کی ہے۔

(۱۱۹) وہ جب تک کہ زلفیں سنوارا کیا | کھڑا اس پہ میں جان وارا کیا
ابھی دل کو لے کر گیا ہے آہ | وہ چلتا رہا میں پکارا کیا
قمار محبت میں بازی سدا | وہ جیتا کیا اور میں ہارا کیا
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی | حسن اس نے احساں دوبارا کیا

آب ص۲۸۵ میں بنام میر حسن، صاحب سحر البیان۔ مگر آزاد کو یہ دعویٰ نہیں کہ ان کا کلیات میری نظر سے گزرا ہے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ "اب نہیں ملتا۔" ص۲۵۰۔ یہ قریب بہ یقین ہے کہ آزاد نے یہ اشعار حسن ہی کے تذکرے سے لیے ہیں جو پہلی بار شورش ۱۸۵۷ء سے چند سال قبل چھپا تھا اور جسے دتاسی بے پڑھے غلط فہمی اپنی تاریخ ادبیات ہندی و ہندستانی جلد ۲ ص۲۵۹ و ص۳۴۱ میں خود محمد حسین (آزاد) کی تالیف بتاتا ہے۔ اشعار زیر بحث کتاب مذکور میں زیر عنوان "حسن" (نسخہ نولکشوری ص۱۱۳) موجود ہیں اور اس زمین کا کوئی اور شعر ان کے ساتھ نہیں۔ ظاہر ہے کہ جب اس تخلص کے متعدد شاعر گزرے ہیں تو محض عنوان اکیلے کافی نہیں کہ یہ اشعار میر حسن کی طرف منسوب کیے جائیں۔ بلکہ یہ بات کہ مقطع میں لفظ "بخشی" آیا ہے اور یہ شیفتہ ص۹۹ و طبقات ص۲۱۳ دونوں میں خواجہ مودودی کے نام سے ہے، اس کے خلاف پڑتی ہے مگر آزاد کو میر حسن کے اشعار کی ضرورت تھی اور خواجہ حسن سے کچھ مطلب نہ تھا انھیں متقدم الذکر کے نام سے درج کتاب کرنے میں تامل ہوا۔ مجھے یاد تھا کہ مکمل غزل موخر الذکر دیوان (نسخہ سوسائٹی) میں موجود ہے۔ جناب شاہ مقبول احمد کے خط سے اس کی تصدیق ہوگئی۔

(۱۲۰) حسن بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا | کیا کیا میں نے کہ اظہار تمنا کر دیا

مجھے یاد آتا ہے کہ حسرت موہانی نے اردوئے معلیٰ کے کسی شمارے (۱۹۱۰ء تا ۱۹۱۳ء) میں لکھا تھا کہ مجھے اس مطلع میں

بیخود بدایونی سے توارد ہوا ہے۔ انتخاب دیوانِ حسرت ط ۱۹۱۹ء صـ۲ میں یہ موجود ہے لیکن جیسا کہ مجھے جناب ظہیر احمد صدیقی سے معلوم ہوا ہے مطبوعہ دیوانِ بیخود اس سے خالی ہے۔ توارد سے واقف ہو کر اس کی ملکیت سے باز آ گئے ہوں گے۔ براہ کرم وہ اصحاب جن کی رسائی مجلدات اردوئے معلّٰی تک ہے مطلع فرمائیں کہ یہ بیان صحیح ہے یا غلط۔

(۱۲۱) کس سوچ میں ہو نسیم بولو   آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

نسیم لکھنوی کی ایک غزل کا مقطع ہے جو گلزار نسیم میں شامل ہے صـ۳۸ لیکن آصفیہ ۲ صـ۱۲۱ میں اس کی مسخ شدہ شکل میر سے منسوب ہے۔

میر کس سوچ میں ہو بولو   آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے

(۱۲۲) غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی   دوانا مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذرا

غزالو تم تو حاضر ہو کہو مجنوں کے ماتم میں   دوانا مر گیا جس وقت ویرانے پہ کیا گزرا

تذکرہ حسن ۱ صـ۱۱۳ میں ہے کہ رام نرائن موزوں نے جو فارسی گو تھے اور اردو بالکل نہیں کہتے تھے یہ شعر اس وقت فی البدیہہ کہا تھا جب انھیں قتل سراج الدولہ کی خبر ملی تھی" یہیں شعر غزالاں... الخ" از ویادگار زمانہ" (گزرا" ط ۲ کے مطابق "گزری" ہو ط ا میں ہے صحیح نہیں) مسرت میں (غزالو... الخ"، "ویرانے" قیاسی تصحیح غلطی نسخے میں "میخانے") ایک غیر معروف بنارسی شاعر مرزا ابراہیم مشتاق کے نام سے ہے صـ۲۲

(۱۲۳) گلگیر نے کاٹ کر سر شمع   پروانے سے شب جلی کٹی کی

طوفان صـ۳ میں بنام مصحفی، لیکن دواوین مصحفی (نسخ پٹنہ) میں یہ شعر نہیں۔ میں نے کسی جگہ عرش، خلف میر کے نام سے دیکھ کر جناب عابدہ صابدہ سے دریافت کیا کہ دیوان عرش ط لکھنؤ میں ہے یا نہیں۔ ان کا جواب اس مضمون کا آیا کہ دیوان میں ہے۔

(۱۲۴) حیرت میں ہوں کہ تیرے تئیں اے شب وصال   ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا

حواشی طوفان صـ۲۴ میں بحوالہ گلزار بنام درد، لیکن ہدایت کا شعر ہے۔ نکات صـ۱۳۱ حسن صـ۲۱۵)

(۱۲۵) کیست کہ پیغام من بشہر شرواں برد   یک سخن از من بداں مرد سخنداں برد

گوید خاقانیا ایں ہمہ آشوب چیست   ہر کہ بگوید دو بیت نسبت خاقاں برد

یہ اشعار جمال الدین عبد الرزاق اصفہانی کے ہیں جن میں اس نے اپنے معاصر خاقانی سے خطاب کیا ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے اپنے مقالے "نکات سخن" میں انھیں اسی کے نام سے لکھا تھا لیکن اردو ادب کے حسرت نمبر صـ۲۹ میں خاقانی کے نام سے ہے۔ یہ ادارۂ اردو ادب کی اصلاح ہے یا میرا سہو قلم، اس کے متعلق مسودے کی طرف رجوع کیے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا اور مسودہ دفتر اردو ادب میں ہے۔

(۱۲۶) پس از معشوق مرنا عاشق کو بدنام کرنا ہے — خدا مجنوں کو بخشے مر گیا اور ہم کو مرنا ہے

(۱۲۷) مرغان قفس کو پھولوں نے اے شاؔد یہ کہلا بھیجا ہے — آ جاؤ جو تم کو آنا ہو ایسے میں ابھی شاداب ہیں ہم*

"ہماری شاعری" مصنفہ جناب مسعود حسن رضوی ادیب (طبع ۱) میں شاؔد عظیم آبادی کے صرف یہی دو شعر ہیں اور پہلے کو انھوں نے سہواً شاؔد لکھنوی کی طرف منسوب کیا ہے ص۱۱۶۔ یہ کلام شاد اور میخانۂ الہام طبع ۲؎ دونوں میں ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ شاؔد عظیم آبادی کا ہے۔ دوسرا شعر بھی ان دونوں کتابوں میں (میخانہ ص۱۵۵) موجود ہے مگر ہماری شاعری ص۲۰ میں اس کے پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ کس کا ہے۔ میں نے معاصر اص۱۰۲ میں جو اعتراض کیا تھا کہ اس کتاب میں شاؔد لکھنوی کے نام سے بے معنی ہے جاتا تھا۔ اس کا مجھے سخت افسوس ہے اور میں جناب ادیب سے معذرت خواہ ہوں۔ ہوا یہ کہ یہ بات ذہن میں تھی کہ شاؔد عظیم آبادی کے دو شعروں میں سے ایک شاؔد لکھنوی کی طرف منسوب ہو گیا ہے۔ وقت تحریر پہلے کی جگہ دوسرا شعر قلم سے نکل گیا۔ تعجب اس پر ہے کہ نگار ستمبر ص۲۱ میں بھی غلط اعتراض جناب عطا نے بھی کیا ہے۔

(۱۲۸) تذکرۂ گردیزی کے مرتب جناب ڈاکٹر عبد الحق نے اس تذکرے کے شعرا کی جو فہرست دی ہے وہ اس پر مشعر ہے کہ اس میں پاکباز کے بعد قزلباش خاں کا ترجمہ ہے۔ حالاں کہ اس میں تراجم کی ترتیب میں حروف تہجی کا التزام ملحوظ کیا گیا ہے۔ تذکرے کے ص۲۶ میں زیر عنوان "پاکباز" عبارت نثر اور شعر ذیل درج ہے

جلوے تمہارے حسن کے نت ہیں پہ ہم کہاں — تم تو سجن ہمیشہ ہو افسوس ہم نہیں

اس کے معاً بعد ایک نیا عنوان "قزلباش خاں" ہے اور اس کے تحت ذیل کی نثر و نظم مرقوم ہے۔ (ص۲۶ و ص۲۷)

ایں شعر خوش گاہ قزلباش خاں مرحوم است:

قفس کے در کو باندھے بلبل اب صیاد کرتا ہے — خدا جانے کرے گا ذبح یا آزاد کرتا ہے

ایں ہم بنام دیگرے ہم مسموع شدہ:

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب — خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

جواب نہ دیجیو پھر انتظار ہیں میرے — خدا خزاں نہ دکھاوے بہار ہیں میرے

تمام عمر شرابیں پیا کیے ساقی — ہزار حیف کہ اب انتظار ہیں میرے ؏

گردیزی نے پانچوں شعر پاکباز کے نام سے لکھے ہیں۔ لیکن مرتب نے انھیں اس طرح پیش کیا ہے کہ صرف ایک ان میں پاکباز کے حصے باقی قزلباش خاں کو مل گئے ہیں۔ شفیق نے کل اشعار گردیزی کے منشا کے مطابق پاکباز سے منسوب کیے ہیں ص۳۵ لیکن جناب عطا مرتب کے ہمنوا ہیں

---

* میرے نزدیک اس عبارت کا تعلق "قفس..." الخ سے ہے گر اس کا امکان ہے کہ "جلوے..." الخ سے ہو لیے یہ عبارت میرے لیے "مجھے درد و الم..." الخ سے تعلق رکھتی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ "قفس..." الخ سے متعلق ہو۔ ** ملاحظہ ہو قبل کا نمبر ۳۱۔

اور شعر ۹ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ متفقہ طور پر پاکباز کا سمجھا جاتا ہے لیکن گردیزی نے اسے پاکباز کے نام لکھ کر مشکوک بنا دیا ہے (نگار دسمبر ص۳۰) یہ نکات ص۸۰ قائم ص۲۵ اور مسرت ص۲۱ میں پاکباز کے نام سے ہے، لیکن گلزار میں صلاح الدین پاکباز کی جگہ صلاح الدین بیتاب ہے۔ اس نام و تخلص کا کوئی شاعر اس زمانے میں نہیں گزرا۔ بیتاب، کتابت کی غلطی ہو تو عجب نہیں صاحب مسرت نے شعر ۹ کو پاکباز کی طرف منسوب کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "مولف بنام شخصے دیگر این قسم شنیدہ: "فراق کیا ہے بلا وصال یار میں میرے خدا" الخ، شاید شاعر برائے حسن مصرع تبدیل نمودہ یا توارد او دادہ، واللہ اعلم ص۳۲۔ یہ تبدیل شدہ شعر بیاض کواتھ وصغیر ص۱۰۱ میں آصف الدولہ کے نام سے ہے مگر اس کا دیوان ہوسائٹی اس سے خالی ہے۔

(۱۲۹) کس نے روم کی قسمت میں کوئی شام لے آیا ۔۔۔ ہمیں کچھ لے نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا

مصحفی نے ہندی ص۱۰۲ میں مہربان خاں رند کو جاہل کہا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ان کا مخزن زبان ایک درست نہ تھا قائم کا قول ہے کہ پہلے میر سوز وغیرہ انکے یہاں پہنچے۔ اس کے بعد سودا کا فرخ آباد جانا ہوا تو رند نے انھیں اپنے رفقا میں داخل کر لیا ص۵ حسن ص۱۰۱) اور صاحب گلزار نے انھیں سوز و سودا کا شاگرد لکھا ہے۔ لیکن حسن کا بیان ہے کہ "اکثر اشعار سوز و سودا در دیوان مہربان خاں یافتہ می شود۔ ازیں جہت اشعار او را قلمی کردم آنچہ دوسہ نوشتم بر آں اکتفا کردم" ص۱۲۱ شوق کہتے ہیں کہ اکثر غزلیات مضبوط و مربوط او را بہ مرزا رفیع (سودا) و میر سوز وغیرہ نسبت می کنند خدا داند کہ در واقع از کیست، تمام نے ترجمۂ رند میں ایک غزل کے متعلق لکھا ہے: "این غزل در کلیات سودا این عاصی دیدہ و بسیار پسندیدہ۔" ص۲۷۶ ناصر کا قول ہے کہ رند کا دیوان مولف کی نظر سے گزرا ہے مگر اکثر وہی غزلیں سوز کے دیوان میں موجود او رنام رند کا ان میں سے نابود۔ یہ نہ چاہیے جو چیز ہبہ بالعوض ہو اس کا دعویٰ انصاف سے بعید ہے۔"

شعر زیر بحث قائم نے رند کے نام سے لکھا ہے اور دیوان رند (سوسائٹی) میں اس زمین کے اور اشعار کے ساتھ موجود ہے لیکن شوق[۱] اسے رند کے ان اشعار میں شمار کرتے ہیں جنھیں لوگ سودا یا سوز کی ملک سمجھتے ہیں۔ مطبوعہ کلیات سودا ص۲۱۶ میں یہ شعر ملتا ہے مگر تنہا ہے اس زمین کے اور اشعار اس کے ساتھ نہیں۔ حسن ص۱۱ میں سوز سے منسوب ہے اور مکمل غزل دیوان سوز در نسخہ کواتھ و نسخہ جناب علی حیدر میں شامل ہے۔

میرا خیال ہے کہ رند یا تو شاعر تھے ہی نہیں یا محض برائے نام شعر کہتے تھے۔ "کس نے روم ... الخ" اور اس زمین کے اور اشعار دراصل سوز کے ہیں جو زمانۂ ملازمت میں انھوں نے رند کو دیے تھے۔ مگر انقطاع تعلقات کے بعد خود اپنے دیوان میں داخل کر لیے سودا کا اس سے کچھ سروکار نہیں۔ کلیات کے معتبر خطی نسخے اس سے خالی ہیں۔

---

[۱] شوق کہتے ہیں کہ کلیات رند ۵۰ ہزار اشعار پر مشتمل ہے لیکن سوسائٹی کا نسخہ زیادہ ضخیم نہیں۔

(۱۳۰) صحبت وعظ تو تا دیر رہے گی واعظ
یہ ہے میخانہ ابھی پی کے چلے آتے ہیں

نظم طباطبائی کی شرح دیوان غالب (الناظر بک ایجنسی ص۵۹) میں یہ شعر اسی طرح مرقوم ہے لیکن نظم نے اس کے مصنف کا نام نہیں بتایا۔ میں نے جہانِ غالب (معاصر ۲ جنوری ۴۰ء) میں لکھا تھا:

"اس دعوے کے ثبوت میں کہ باقر "وجدانِ صحیح" رکھتے تھے۔ مقدمہ نگار (خلف باقر) نے شاہ ظہور الحق مرحوم کی زبانی یہ واقعہ بیان کیا ہے کسی نے باقر کے سامنے یہ شعر پڑھا ۔

مجلس وعظ تو تا دیر رہے گی غالب
پاس ہی میخانہ ہے پی کے چلے آتے ہیں

انھیں بڑی حیرت ہوئی۔ اسی دن خط لکھ کر حقیقت دریافت کی۔ غالب کا جواب جو بقول مقدمہ نگار شاہ ... مرحوم کو لفظ بلفظ یاد تھا یہ ہے: "اگر یہ شعر میرا ہو تو مجھ پر ایک ہزار لعنت، ورنہ جس نے اس کو بغلط میری جانب منسوب کیا ہے اس پر دس ہزار لعنت مجھ پر کیا شامت آئی تھی کہ پاس ہی میخانہ ہوتے ہوئے مجلس وعظ میں جا بیٹھتا" ص۳۴۔ عبارت حاشیہ: "یہ شعر دراصل یوں ہے: مجلس وعظ ... قائم — یہ ہے ... آتے ہیں" اور کچھ لوگ اسے قائم کی تصنیف سمجھتے ہیں مگر "قائم" لازماً بطور تخلص آیا ہے اور نہ یہ شعر دیوان قائم (انڈیا آفس) میں ہے۔ حکایت کے صحیح ہونے کا میں ضامن نہیں۔" ص۵

جناب عطا نے نگار اپریل ۴۱ء میں اس شعر کا مصرع اول اسی طرح لکھا ہے جس طرح کہ حاشیہ معاصر میں ہے اور جناب اعجاز رسول خاں، مقدمہ نگار دیوان نوشاد کے اس قول کی تردید کرتے ہوئے کہ تیر کا طبعزاد ہے کسی ثبوت کے بغیر قائم کو اس کا مصنف قرار دیا ہے ص۳۲۔ انھوں نے نگار اکتوبر ۴۱ء میں اس سے دوبارہ بحث کی ہے اور میری تحریر کا ذکر کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ "جب تک اس کا کوئی دوسرا دعویدار پیدا نہ ہو قائم کا ہے" ص۴۳

مقدمہ دیوان باقر میں مصرع ۲ کی جو شکل ہے اس میں ایک سے زیادہ سقم ہیں اور حکایت خواہ صحیح ہو یا غلط، غالب کو اس شعر سے کچھ علاقہ نہیں۔ مقدمۂ دیوان نوشاد میری نظر سے نہیں گزرا، ظاہراً اس میں مصرع ۱ اسی طرح ہے جس طرح کہ حاشیہ معاصر میں ہے اور تیر کی طرف شعر کے انتساب کی کوئی سند اس میں نہیں۔ کلیات میر اس سے خالی ہے اور جہاں تک میرا علم ہے مقدمہ نگار دیوان نوشاد تیر سے منسوب کرنے میں منفرد ہیں۔ رہا قائم کا معاملہ تو جیسا کہ حاشیہ معاصر میں لکھا گیا تھا دیوان قائم میں نہیں اور شبلی سے قبل کسی نے اسے ان کے نام سے نہیں لکھا۔ شعر کی اس شکل کی بھی جو حاشیہ معاصر میں ہے وہی ذمہ دار ہیں (شعر العجم ۲ ط ۱۹۱۰ء ص۲۹۵) شعر کی اصل شکل وہی ہے جو شرح دیوان غالب میں ہے اور مجھے اس کا علم نہیں کہ دراصل کس کا ہے۔

(۱۳۱) روشن ہے اس طرح دلِ ویراں میں داغ ایک
اجڑے نگر میں جیسے جلے ہے چراغ ایک

نسخۂ تیر ص۱۳۱ و ص۲۹۵ میں غیر صریح شکل میں تیر کے نام سے ہے اور مسرت ص۹۵ و گلزار میں جرأت اس کے مصنف بتائے گئے
نسخۂ موجودہ کتاب بھی ص۹۵

ہیں۔ کلیاتِ میرؔ و کلیاتِ جرأتؔ م اس سے خالی ہیں۔ میرؔ کا تو قطعاً نہیں، کلیاتِ جرأت کے اور نسخوں میں بھی نہ ملے تو ان کا بھی نہیں، عشقؔ نے اسے ثابتؔ، شاگرد فدوی سے منسوب کیا ہے۔

(۱۳۲) چھپا ہے الگ میں دل جا کے اب میں ڈھونڈوں کدھر　　　کہ آدھی رات اُدھر ہے اور آدھی رات ادھر

یہ شعر کم از کم، شاعروں کی طرف منسوب ہے یا امتیاز شاید ہی اردو کے کسی دوسرے شعر کو حاصل ہو۔ حسنؔ نے اسے بدھ سنگھ قلندر کا طبع زاد بتایا ہے۔ صفحہ ۱۵۴۔ شوقؔ کہتے ہیں کہ دیدار بخش دیدار کا نتیجۂ فکر ہے۔ گلزار میں حمزہ علی رندؔ کے نام سے ہے، قاسم (۱؍ ۲) اور غالباً ذکا بھی اسے اصغر علی اصغر ہروی کی تصنیف سمجھتے ہیں۔ مصحفیؔ کے نزدیک سکندر کی ملک ہے۔ شیفتہ (مخطوطۂ م) اور باطن (نغمۂ عندلیب ۱۵۲) کی رائے میں عماد الملک نظام کے ذہن کی پیداوار ہے اور نکہت ۱۵۷ و آصفیہ ۴/ ۵۳ کے مطابق منظر کے رشحاتِ قلم سے ہے۔

(۷)

آوارہ گرد کی بحث نقوش میں ہو چکی ہے۔ یہ لفظ قدیم ایرانی فرہنگوں میں تو نظر نہیں آتا، لیکن زمانۂ حال کے بعض فرہنگوں میں ہے۔ بیدل نے بھی اسے استعمال کیا ہے۔ طلسمِ حیرت میں ہے ؎

کہ اے آوارہ گرد آخر کجائی　　　بہ طوفاں رفتۂ غفلت چرائی　ص ۳۱

(۱۳۳)   در پہ بیٹھے ہیں ترے بے زنجیر   یہ عجب طرح کی پابندی ہے

ریاض خیرآبادی کی حرم سرا جلد اطبع ا صفحہ ۲۳۶ میں میر کے نام سے ہے۔ لیکن یہ مصحفی کا شعر ہے (دیوان ۵ نسخہ پٹنہ[عہ] ورق ۱۶۸)

(۱۳۴)   دل پاکے اس کی زلف میں آرام رہ گیا   درویش جس جگہ کہ ہوئی شام رہ گیا

(۱۳۵)   قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جاکر کہاں کمند   کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

یہ دونوں شعر مخزن نکات میں قائم نے خود اپنے نام سے لکھے ہیں (ص ۵۸)، اور اس کے دیوان کے نسخۂ لندن میں مکمل غزل جس میں یہ شامل ہیں، موجود ہے۔ لیکن صاحب تذکرۂ مسرت افزا انہیں میر سوز سے منسوب سمجھتا ہے (ص ۶۴) اور فرہنگ آصفیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ میں "قسمت الخ" ذوق سے منسوب ہے، یہ بے اصل باتیں ہیں۔

(۱۳۶)   جو کہ ظالم ہے کبھی وہ پھولتا پھلتا نہیں   سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

آب حیات صفحہ ۱۶۵ میں بہ تبدیل الفاظ ناسخ کے نام سے مندرج ہے لیکن ان کی کلیات سے غائب ہے اور کلیات سودا کے ایک خطی نسخے (ملک راقم ہیں) جو اس زمانے کا لکھا ہوا ہے جب سودا زندہ تھے اور ناسخ طفل مکتب نشیں، موجود ہے مطبوعہ میں اس زمین کی غزل ہے مگر یہ شعر اس میں شامل نہیں۔

(۱۳۰-۱) کلیات سودا مطبوعہ نسخہ جس خطی نسخہ پر مبنی ہے وہ غلام احمد ایک مجہول الاحوال شخص نے بطور خود مرتب کیا تھا۔ اغلاط متن سے قطع نظر اس میں دو بڑے عیب ہیں۔ ایک یہ کہ سودا کا کچھ کلام اس سے غائب ہے دوسرے یہ کہ دوسروں کا بہت سا کلام جو کلیات کے معتبر خطی نسخوں میں نہیں ملتا اس میں شامل ہے۔ بیشتر نقادان امور سے بے خبری کی بنا پر ایسے اشعار جو در اصل سودا کے نہیں، ان کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں، اور تذکروں میں بھی ایسے کچھ اشعار داخل ہو گئے۔ غلام احمد نے سب سے زیادہ جس شاعر پر نادانستہ ظلم کیا ہے وہ سوز ہے جس کی کم و بیش ستو غزلیں بہ تبدیل تخلص و دیگر اختلافات، اس کے مرتب کردہ کلیات سودا میں موجود ہیں۔ ________________ سوز کی غزلہائے مذکورہ میں سے ۵۴ کے مطلعے (آخر بیت میں صفحہ کلیات سودا، مرتبہ آسی کا حوالہ ہے) ذیل میں منقول ہیں۔ ۱۱۹ اور ۲۹ کے جو اور اشعار

[عہ] نسخہ پٹنہ سے نسخۂ کتب خانہ خدا بخش پٹنہ مراد ہے۔

کلیات میں ہیں، ان میں سے ہر غزل کا شعر دیوان سوز مملوکہ جناب علی حیدر سے غائب ہے مگر یہ ممکن ہے کہ اس کے دوسرے نسخوں میں ہو۔ دیوان رند اس وقت پیش نظر نہیں، اس کے متعلق جو یادداشت میرے پاس ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ "نہ دانہ ۔۔۔۔ لیتا جا" الخ اور "امید وصل ۔۔۔ کچھ نہیں" الخ اس میں موجود ہے باقی غزلوں کے بارے میں دیوان کی طرف رجوع کیے بغیر میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(۱۳۸)	دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آب محمد کا	جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحاب محمد کا	۲۰
(۱۳۸) ب	عشق تھا یا کیا تھا جس سے دل اٹکتا ہی رہا	خار سا سینے میں میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا	۲۷
(۱۳۹)	نہ دانہ لے ساتھ صیاد میں نے دام لیتا جا[عـه]	چمن میں ہم صفیروں کو مرا پیغام لیتا جا	۳۲
(۱۴۰)	افسوس تم اوروں سے ملو رات کو تنہا	ہم دن کو ترستے ہیں ملاقات کو تنہا	۳۳
(۱۴۱)	دیکھ کر جو سر گئے ہیں تیرے پودوں پر حنا	باندھیو ہاتھوں میں جا کر ان کی گوروں پر حنا	۳۶
(۱۴۲)	موتی کو بھی کرے ترے احیا پیام لب	عیسیٰ سخن کو سن کے ترے ہو غلام لب	۴۱
(۱۴۳)	کھول گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا عجب	یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہوائے صبا عجب	۴۱
(۱۴۴)	کر حذر میرا نہیں ہے شیشہ خالی محتسب	تیغ ہے اس میں شراب پرتگالی محتسب	۴۱
(۱۴۵)	ہوئے ہیں غنچوں کے دل بیقرار تیرے ہاتھ	گئی گلوں کی چمن سے بہار تیرے ہاتھ	۴۵
(۱۴۶)	دین و کفر آنکھوں نے تیری کر دیا اے یار مست	صاحب تسبیح مست و صاحب زنار مست	۴۶
(۱۴۷)	رہتے تھے ہم تو شاد نہایت عدم کے بیچ	اس زندگی نے لا کے پھنسایا ہے غم کے بیچ	۵۰
(۱۴۸)	ہوا ہے داغ میرا دل انار کے مانند	جھڑے ہیں آنکھ سے آنسو شرار کے مانند	۵۶
(۱۴۹)	لذت بے رنج ملتی ہے زمانے سے بعید	نوش دے بے نیش یہ زنبور خانے سے بعید	۵۶
(۱۵۰)	میں چاہتا نہیں دنیا میں عز و جاہ بلند	یہی کہ دونوں جہاں سے رہے نگاہ بلند	۵۷
(۱۵۱)	تپ جائے کیونکہ عشق کی اے یار تجھ بغیر	عیسیٰ نفس بھی ہو گئے بیمار تجھ بغیر	۶۶
(۱۵۲)	کرتا ہوں ترک عشق میں یوں پیش و پس ہنوز	ناصح ذرا نہیں ہے مرا دل پہ بس ہنوز	۶۸
(۱۵۳)	کب ہم کو ہے بہار میں گلزار کی ہوس	نکلی ہنوز مرغ گرفتار کی ہوس	۷۱
(۱۵۴)	بلبل کو ہے ترے سر دیوار کا پاس	جوں گل ہے اس کو گوشۂ دستار کا پاس	۷۳
(۱۵۵)	یوں دیکھ مرے دیدۂ پرآب کی گردش	دریا میں ہو جس طرح سے گرداب کی گردش	۷۳

عـه اس غزل کا ایک شعر آب حیات ص ۱۲۲ میں بنام سودا۔

(۱۵۶)	رکھتے ہیں تیری زلف کے ہر تار کا خلش	کس برہمن کے دل میں ہے زنار کا خلش	۷۳
(۱۵۷)	آرام پھر کہاں ہے جو ہو دل میں جاے حرص	آسودہ زیر چرخ نہیں آشناے حرص	۷۵
(۱۵۸)	دیکھ لینا ہم کو تیرا یار ہے جب تب غرض	اس سواد روز ہے کچھ مدعا نہ شب غرض	۷۶
(۱۵۹)	سرسبز حسن رکھتی ہے تیرا بہار خط	دل کس طرح سے ہو نہ ہمارا نثار خط	۷۷
(۱۶۰)	تیری آنکھوں کی طرح سے نہ رکھے جام نشاط	مے میں کیدھر ہے جو رکھتے ہیں یہ بادام نشاط	۷۷
(۱۶۱)	سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میاں غلط	تیرا نہیں ہے جرم ہمارا گماں غلط	۷۸
(۱۶۲)	اٹھے نشے میں محبت کے خط یار سے خط	بغیر بادہ ملے نا ہیچ کیا بہار سے خط	۷۹
(۱۶۳)	اشک کے قطرے سے غلطاں کا اثر رکھتی ہے شمع	سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہے شمع	۸۰
(۱۶۴)	آتش ہے مرا یو جو سمندر نہ درے داغ	سوزش میں کہیں اس سے میں رکھتا ہوں پلیہ داغ	۸۲
(۱۶۵)	تالے سے میں اپنے نہیں اے رشک پری داغ	کرتی ہے مرے دل کے تئیں بے اثری داغ	۸۲
(۱۶۶)	عشق کے ہووے تو نہ ہم کو اسیری کا دماغ	دل نہ شاہی پہ ہے اپنا نہ فقیری پر دماغ	۸۳
(۱۶۷)	اب ہو تو نہ ہرگز رہے کنعان میں یوسف	آغرق ہو تجھ چاہ زنخدان میں یوسف	۸۴
(۱۶۸)	میں بتاؤں تم کو یارو گر کرو تدبیر ایک	بس ہے مجھ دیوانے کو اس زلف کی زنجیر ایک	۹۰
(۱۶۹)	سنبل و زلف سیہ کاکل و شب چاروں ایک	غمزہ و ناز و ادا جنبش لب چاروں ایک	۹۰
(۱۷۰)	رونے کو میرے تا بہ کجا دل سے آئے اشک	نکلے ہے خون چشم سے اب تو بجائے اشک	۹۰
(۱۷۱)	مرا لگتا نہیں اے باغباں تیرے چمن میں دل	لگے کیونکر کسی کا یار بن سرو و سمن میں دل	۹۳
(۱۷۲)	جب تو چمن سے گھر کو چلا کر کے دید گل	بلبل نے گل کو دے کے تجھے لی رسید گل	۹۳
(۱۷۳)	جاتا ہے دل تو جائیو ہشیار آج کل	چلتی ہے اس کے کوچے میں تلوار آج کل	۹۴
(۱۷۴)	سنا ہے اب تو خط آیا ہے کس اسلوب دیکھیں ہم	لکھا ہو وصل قسمت میں تو یہ بھی خوب دیکھیں ہم	۹۴
(۱۷۵)	کرے ہے عشق کی گرمی سے دل آسندر آتش میں	سمندر رات دن رہتا ہے جوں خرسند آتش میں	۱۰۱
(۱۷۶)	قیس کی آوارگی ہے دل میں مجھو تو کہوں	ورنہ لیلیٰ ہے ہر اک محمل میں مجھو تو کہوں	۱۰۲
(۱۷۷)	کرو سے ہے مہر بدیں افلاک ایک پل میں	بھر جائے ان کی طینت جوں چاک ایک پل میں	۱۰۲
(۱۷۸)	آپ کو تو گو سمجھتا ہے کرو وہ دانا نہیں	حق بجانب ہے ترے تئیں اس کو پہچانا نہیں	۱۱۱

(۱۷۹)	بیمار اس کی نہیں لگتی ہے اک پاسنگ آنکھوں میں	بتاں کی ہم نے دیکھی ہیں تمام گلرنگ آنکھوں میں	۱۲۲
(۱۸۰)	گر وا کرتی ہے کرائے یار دن دو چار میں	ورنہ مر جاوے گا یہ بیمار دن دو چار میں	۱۲۳
(۱۸۱)	دل کو یہ آرزو ہے صبا کوئے یار میں	ہمراہ تیرے پہنچئے مل کر غبار میں	۱۲۳
(۱۸۲)	چاہ کے غرق تجھے ہے یہ گماں کرتے ہیں	ڈوبے گرداب محبت کے کہاں ترتے ہیں	۱۲۷
(۱۸۳)	اس سرو قد کی دوستی میں کچھ ثمر نہیں	نخل محبت آہ مرا بارور نہیں	۱۲۷
(۱۸۴)	امید[عہ] وصل جز طمع خام کچھ نہیں	ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں	۱۲۷
(۱۸۵)	دماغ اصلاح دینے کا نہیں کہہ دو ہلالی کو	کہ فکر شعر ہے اس وقت میری طبع عالی کو	۱۲۹
(۱۸۶)	حال دل پوچھے ہے کیا مجھ سے مرا اے یار تو	سن لے جا عالم سے در ہر کوچہ و بازار تو	۱۳۰
(۱۸۷)	کر رکھا تیغ نگہ نے دل فگار آئینے کو	تیر مژگاں نے کیا غربال چار آئینے کو	۱۳۰
(۱۸۸)	یار کا جلوہ مرے کیا شہرۂ آفاق ہے	جس کو سنتا ہوں سو وہ دیدار کا مشتاق ہے	۱۳۹
(۱۸۹)	سنگ پر چینی کو پٹکو گر صدا منظور ہے	دل کو عاشق کے نہ پٹکو کاسۂ فغفور ہے	۱۳۹
(۱۹۰)	میں کچھ بھی کہہ نہیں سکتا سخن اے یار نازک ہے	نہ باندھ اس دل کو اپنی زلف سے وہ تار نازک ہے	۱۳۹
(۱۹۱)	اے آنکہ طعنہ کردی در شعر رودکی	ایں طعنہ کردن تو ز جہل و کودکیست	
(۱۹۲)	آنکس کہ شعر داند داند کہ در جہاں	صاحبقران شاعر استاد رودکیست	

لباب الالباب جلد ۲ ص ۷ کی شہادت ہے کہ یہ قطعہ نظامی عروضی کا ہے۔ لیکن آزاد نے نگارستان فارس ص ۸ میں اسے بہ تبدیل بعض الفاظ بے سبب دقیقی سے منسوب کیا ہے۔

(۱۹۳)	موسم ہولی میں ہوتے ہیں شہید	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہیں
(۱۹۴)	بلبل کی سن کے تند فغاں چیں جبیں پڑا	گل نے کہا کہ کان میں میرے تڑک اٹھی
(۱۹۵)	کیا گل کے نام میں بھی ہے اعجاز عیسوی	بلبل موئی پڑی تھی سو سنتے پھڑک اٹھی
(۱۹۶)	باغ میں کہتی تھی بلبل ہائے رے اب تک پڑی	دل جلا میرا تب اس گل کے تئیں ٹھنڈ پڑی

مطبوعہ چمنستان شعرا کے حواشی میں جابجا تحفۃ الشعرا کے اقتباسات ہیں (زماناً چمنستان سے مقدم) ان میں سے ایک اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار احمد یار خاں یار کے ہیں (ص ۲۳ ت) لیکن خود چمنستان میں یہ حکیم یونس سے منسوب ہیں میرا قیاس ہے کہ اس کی ذمہ داری مرتب چمنستان کے سر ہے اس کے مصنف کو اس سے سروکار نہیں۔

عہ گلزار ابراہیم نسخہ کتب خانہ شرقیہ پٹنہ میں بنام سوز۔

(۱۹۷) لی چٹکی سے میں نے جبکہ اس کے چٹکی ۔۔۔ بولے کہ پڑے جان پہ تیری چٹکی
پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا ۔۔۔ بس چل ہے اب آشنائی تجھ سے کٹ کی

انشؔ کی رباعی ہے (کلام انشا صفحہ ۔۔) لیکن شمس البیان مولفہ تپش دہلوی میں سہواً سوزؔ کے نام سے مندرج ہے۔ دیوان سوز کے ایک سے زیادہ نسخے میری نظر سے گذرے ہیں، ان میں یہ رباعی نہیں۔ شمس البیان کا جو نسخہ پیش نظر ہے وہ جناب ڈاکٹر عندلیب شادانی کا مرتب کیا ہوا ہے اور یہ مطبوعہ نسخے کے علاوہ ایک سے زیادہ خطی نسخوں پر مبنی ہے ابھی اس کے انطباع کی نوبت نہیں آئی۔

(۱۹۸) اب تم سے کہوں جو کچھ ہے دل میں مرے ۔۔۔ سب تم سے کہوں جو کچھ ہے دل میں مرے
پہلے کہہ لو کہ میں نہ مانوں گا برا ۔۔۔ تب تم سے کہوں جو کچھ ہے دل میں مرے

یہ رباعی تذکرۂ میر حسن صفحہ ۔۔ میں بیان شاگرد مظہر کے نام سے ہے اور میرا حافظہ دھوکا نہیں دیتا تو جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی سے مجھے کچھ دن قبل یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ دیوان بیان کے اس خطی نسخے میں جو ان کی ملک ہے، شامل ہے۔ لیکن تذکرۂ شوق میں حیف شاگرد بیدار سے منسوب ہے اور "محفل" دو نایاب زمانہ بیاضیں اور ان کا انتخاب سنہ ۔۔ میں اسے اس اختلاف کے ساتھ کہ بیت ثانی یوں ہے "ناصح تو عبث جان کھپاتا ہے مری ؛ کب تجھ سے ۔۔" ایک مجہول المؤلف بیاض کے حوالے سے جوان کے بیان کے مطابق عہد سودا و میر کی ہے۔ جعفر علی خاں جعفر کی ملک بتایا ہے انہی نے غالباً بیاض میں صرف تخلص دیکھا اور نام کا اضافہ اپنی طرف سے کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ وہی جعفر ہیں جو مطلع ذیل کے مصنف ہیں اور یہ عہد شاہ عالم کے مشاہیر امرا میں تھے :

(۱۹۹) چمکتے دانت دیکھے یار کے مستی لگانے میں ۔۔۔ جڑی ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے میں

مگر یہ مطلع دراصل جعفر علی خاں ذکی کا ہے جو عہد محمد شاہی کے امرا میں تھے (نکات الشعرا طبع ۔۔) بعض تذکرہ نگار جعفر علی خاں کو اس مطلع کے مالک ذکی سے مختلف سمجھتے ہیں، مگر یہ بے اصل بات ہے۔ جعفر علی خاں عہد شاہ عالم کے مشاہیر امرا میں نہیں اور اس نام و تخلص کا کوئی معروف شاعر بھی اس زمانے میں نہ تھا۔ بہر حال یہ فیصلہ مشکل ہے کہ حیف و جعفر کو توارد ہوا ہے یا شوق و مولف بیاض نے سہواً یہ رباعی ان کی طرف منسوب کی ہے۔ آخری بات اس رباعی کے متعلق یہ کہنی ہے کہ سری رام کے خم خانۂ جاوید جلد ۳ میں یہ رباعی داغ دہلوی کے نام سے ہے اور ان کے مرتب کردہ ضمیمۂ داغ صفحہ ۔۔ میں بھی موجود ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ سری رام کی غلطی ہے۔

(۲۰۰) گر حد و میری بدی کرتا ہے خاص و عام کیا ۔۔۔ میں اسے رسوا کروں گا باندھ کر دیوان بیچ

نکات الشعرا میں حاتم کے نام سے ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ "شعر خوب است لیکن لطیفہ متبدل (دیگ مبتذل) شدہ در دکن [illegible] گیا۔ [illegible] میں سوز سے منسوب۔

شیداست کہ او در دیوان بادشاہی گفتہ بود بروے امیرے کہ نامش از خاطر رفتہ است' در دیوان صاحب رسوا شدم صاحب ہم عزت خود در دیوان من خواہند دید (ص۴۰)۔ لطف یہ کہ خود میرؔ کا ایک شعر اس لطیفے سے ماخوذ ہے، یہ کلیاتِ میرؔ نسخہ آسی کے ص۵۰ پر ہے۔

جیسی عزت مرے دیواں کی امیروں میں ہوئی   ویسی ہی ان کی بھی ہو گی مرے دیوان کے بیچ

"تذکرۂ مسرت افزا" میں شعرِ زیرِ بحث کے بارے میں مرقوم ہے کہ شعرِ حاتمؔ (اس اختلاف کے ساتھ کہ ردیف "میں" ہے) محمد علی نالاں کے دیوان میں نظر سے گذرا "شاید غلطی کاتب باشد یا توارد شدہ است"۔[۲۲۷]

(۲۰۱)   تمہارے در پہ جو دربان نے آستیں پکڑی   برنگِ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

محمد عابد دل اور محمد روشن جوششؔ دو بھائی عظیم آباد کے رہنے والے تھے، جن کے تراجم حسنؔ، شوقؔ، شورشؔ، مبتلا، علی ابراہیم خاں "لطف" اور عشقیؔ وغیرہ نے الگ الگ لکھے ہیں (مقدمۂ دیوان جوششؔ)۔ لیکن مصحفیؔ نے باوجود اسکے کہ تذکرۂ میر حسن، ان کے ماخذ میں ہے، اپنے تذکرۂ ہندی میں ان دونوں کو قلم انداز کرتے ہوئے ایک نئے شاعر محمد عابد جوششؔ کا ذکر کیا ہے جو عنقا کی طرح وجودِ خارجی سے محروم ہے اور لطف یہ ہے جو دو شعر اس سے منسوب کیے ہیں ان میں سے ایک، "تمہارے در پہ الخ" تذکرۂ میر حسن میں محمد عابد، ذکی کے نام سے ہے اور دوسرا اسی تذکرے میں محمد روشن جوششؔ کا طبعزاد بتلایا گیا ہے۔ مصحفیؔ نے ان دونوں بھائیوں کا ذکر ریاض الفصحا میں الگ الگ بھی کیا ہے لیکن اس تذکرے کی تصنیف کے وقت بھی ظاہراً ان میں اس کا احساس نہ تھا کہ تذکرۂ ہندی میں کیسی فاحش غلطی ان سے سرزد ہوئی تھی۔

جناب عطا کاکوی کا بیان ہے کہ شعرِ زیرِ بحث قائمؔ نے بہ تقلید مصحفیؔ محمد عابد جوششؔ کے نام سے درج تذکرہ کیا ہے، اور کریم الدین نے بھی طبقات الشعراء میں اس کی کورانہ پیروی کی ہے (نگار جولائی ۱۹۵۷ء، ۴۲)۔ کیا قائمؔ اور کیا تقلید مصحفیؔ۔ قائمؔ کا تذکرہ مصحفیؔ کے تذکرے سے بہت پہلے وجود میں آچکا تھا۔ اس سے قطع نظر، تذکرۂ قائمؔ میں نہ یہ شعر ہے نہ اس میں کسی جگہ جوششؔ و دل کا ذکر۔ طبقات کے متعلق ان کا قول البتہ ایک حد تک صحیح ہے، اس میں یہ شعر محمد عابد جوششؔ کے نام سے ہے، لیکن یہ بہ تقلید مصحفیؔ نہیں، اس نے قاسم صاحب مجموعۂ نغز کی پیروی کی ہے۔ جناب عطا نے کسی سند کے بغیر اسے محمد روشن جوششؔ کی ملک قرار دیا ہے اور یہ بیاض کو اتہ (نقوش بابت جون ۵۰ء، ص۱۶۹) میں ایک جگہ جوششؔ اور دوسری جگہ حسین بیگی (کذا) کے نام سے مندرج ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جوششؔ کو اس سے کچھ سروکار نہیں، دیوان جوششؔ اس سے خالی ہے ——————————— اور تذکرۂ میر حسن کے علاوہ شمس البیان اور تذکرۂ شوق اور گلزار ابراہیم وغیرہ میں محمد عابد دل سے منسوب ہوا ہے۔

(۲۰۱ب) اٹھانے کو چاہے پھر نہ میری آستیں پکڑی — برنگ نقش پا اس در پر جب میں نے زمیں پکڑی

نواؔ بدایونی ولیؔ سے زمانا موخر ہیں اور قریب بہ یقین ہے کہ انھوں نے یہ مطلع ولیؔ کے مطلع (۲۰۰) کو دیکھ کر لکھا ہوگا۔ یہ بات ضمنی طور پر حوالۂ قلم ہوئی ہے۔ مدعائے اصلی یہ ہے کہ یہ مطلع گلشن بیخار کے خطی نسخوں (از آں جملہ نسخۂ جناب فی لق پٹنہ و نسخۂ کتب خانۂ شرقیہ پٹنہ) میں تو نواؔ کے نام سے ہے لیکن اس تذکرے کے مطبوعہ نسخوں میں غلام علی خاں وحشتؔ کے نام سے درج ہو گیا ہے اس کے ذمہ دار کارکنانِ مطابع ہیں شیفتہ نہیں۔ تفاصیل کے لیے میرا مقالہ "گلشن بیخار" ملاحظہ ہو جو نوائے ادب بمبئی میں شائع ہوا تھا۔

(۲۰۲) تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گذار تھا — رخنۂ زخم جو خدنگ دیدۂ انتظار تھا

(۲۰۳) اس اوج تک جل سرشک اپنا جا پھرا — جس میں کہ ابر جوں کفِ دریا بہا پھرا

(۲۰۴) سانس بھی سینے میں اب کھٹکے ہے جیسے پھانس سی — کیا ہی زوروں پر چڑھی ہے ناتوانی ان دنوں

(۲۰۵) اس پائے حنائی پہ رکھتا ہوں جو میں سر کو — کس ناز سے وہ ہنس کے کہتا ہے کہ بس سر کو

(۲۰۶) تھکتا ہے منزلوں کا یا پیام یاس لاتا ہے — الٰہی خیر کیجو نامہ بر کچھ سست آتا ہے

(۲۰۷) حاجت تیر و کماں ہے سخت جانوں کے لیے — قتل کو میرے ذرا ابرو پہ بل درکار ہے

(۲۰۸) ہے گرفتاری سے میری سارے عالم کو نجات — شور و نالے سے مرے ہر شخص شب بیدار ہے

———— یہ بھی نواؔ بدایونی کے ہیں اور ۲۰۰ کی طرح مطبوعہ گلشن بے خار میں غلطی سے وحشتؔ کے نام درج ہو گئے ہیں۔

(۲۰۹) نوروز و نو بہار و مے و دلبران خوش — بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مغل اور اردو میں ص۸۲ میں بہ تبدیل بعض الفاظ بابر (پدر ہمایوں) کے نام سے ہے لیکن خلاصۃ الاشعار مصنفۂ تقی کاشی (نسخۂ کتب خانۂ شرقیہ پٹنہ ورق ۳۲۲) کی شہادت ہے کہ سلطان بابر بن بایسنقر مرزا مشہور بہ بابر قلندر کا شعر ہے اس زمین کے دو اشعار بھی اس تذکرے میں ہیں۔ بابر پدر ہمایوں کا دیوان اس شعر سے خالی ہے۔

(۲۱۰) گرما بگذشت و ایں دل زار جہاں — سرما بگذشت و ایں دل زار جہاں

القصہ تمام گرم و سرد عالم — بر ما بگذشت و ایں دل زار جہاں

غبار خاطر مصنفۂ جناب ابوالکلام آزاد میں ہے کہ یہ مشہور رباعی سرمدؔ کی ہے لیکن سرمدؔ کو اس سے کچھ سروکار نہیں، اس کے مصنف مرزا بیچو، ذرہ، شاگرد شمس الدین فقیر ہیں (سفینۂ ہندی نسخہ پٹنہ ورق ۳۰۵ و خیابان عرفاں ص۲۹ و دیگر کتب) سنا ہے کی رباعی ذیل جو خیابان عرفاں ص۲۳ میں مرقوم ہے غالباً اس رباعی کو دیکھ کر لکھی گئی ہے۔

سرِ ما بگذشت وما ہا نیم ہماں | گر ما بگذشت وما ہا نیم وہماں

ایں روز و شب و سال و مہ و شام و پگاہ | بر ما بگذشت وما ہا نیم وہماں

(۲۱۱) شوقِ نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اسے | گرچہ تھی پاؤں میں مجنوں کے سلاسل بھاری

دیکھ لیتی جو اٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ | لیلی ایسا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری

شاہ نصیر دہلوی کا قطعہ ہے جو دیوان مطبوعہ میرٹھ اور انتخاب دیوان مولفہ حسرت موہانی میں موجود ہے اور جسے شیفتہ نے نصیر سے منسوب کیا ہے، لیکن نظم طباطبائی کی شرح دیوان غالب میں مرقوم ہے "کسی نے مصرع "اک نظر دیکھنے سے ٹوٹ نہ جاتے ترے ہاتھ" سودا کے سامنے پڑھا۔ انہوں نے یہ مصرعہ "لیلی اتنا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری" لگا دیا ص۱۸۔ اس کی کوئی قدیم سند موجود نہیں اور ناقابل قبول ہے۔

(۹)

> میں نے مہر نیمروز بابت اگست ۱۹۵۶ء میں ۴۵ مطلعے ایسی غزلوں کے درج کیے تھے (ص ۳۰ تا ۴۳) جو دیوان سوز میں بھی ہیں اور مطبوعہ کلیات سودا میں بھی۔ اس موقع پر مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ سب غزلیں مہربان خاں رند کے دیوان، نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں بھی ہیں۔ یہ سب دراصل سوز کی ہیں۔ (رجوع بہ نقوش بابت جون ۱۹۵۷ء، ص ۱۸۱)

جتنا کوئی تجھ سے یار ہوگا — اتنا ہی خراب و خوار ہوگا

ہم سے جو بولو گے تو کیا ہوئیگا — اس میں تمہارا ہی بھلا ہوئیگا

نہیں ہے عاشقی میں ناصحو کچھ اختیار اپنا — وگرنہ دیکھ سکتا ہے کوئی یوں حال زار اپنا

تب ملنے کا مجھ ساتھ تو پیغام کریگا — جب لاکھ طرح سے ہمیں بدنام کریگا

افسوس تم اوروں سے ملو رات کو تنہا — ہم دن کو ترستے ہیں ملاقات کو تنہا

بلبل نے جس کا جلوہ جا کر چمن میں دیکھا — وہ آنکھ موند اپنی ہم من ہی من میں دیکھا

گو کر قمری کا دل اب سرو گلستاں سے لگا — دل دیوانہ مرا قامت خوباں سے لگا

یہ حسن سے دل کا مرے کاشانہ جلا — آہ کیا آگ تھی جس سے کہ صنم خانہ جلا

کس طرح ترے دل سے حجاب نکلے گا — مرے سوال کا منہ سے جواب نکلے گا

برقع اٹھانے سے تجھے انکار ہی رہا — بندہ مدام طالب دیدار ہی رہا

جلنے سے میرے کیا اسے پرواہ جل گیا — شعلے کو کب ہے غم جو پتنگا جل گیا

جو تیرا غم مرا مہمان نہ ہوتا — تو مصروف ضیافت جاں نہ ہوتا

بے جیتے جی تو مجھے کوئے یار میں رونا — مرے کے بعد ہے گا مزار میں رونا

بتوں کے عشق سے واللہ کچھ حاصل نہیں ہوتا — انھوں سے بات کرنے کو بھی اب تو دل نہیں ہوتا

جن نے آدم کے تئیں دم بخشا — اس نے مجھ کو دل پر غم بخشا

جس نے ہر درد کو درماں بخشا — مجھ سے کافر کو ہے ایماں بخشا

رات آنکھیں تھیں منتظر بخت کی بیدار تھا — تا سحر دل محو دیدار جمال یار تھا

مبارک باد دو ہم کو کہ پیغام بہار آیا
جنوں نے پھر منایا پاؤں پھر پڑنے کو خار آیا

دل اس لب شیریں سے جو ناکام رہیگا
تو خاک تہہ خاک بھی آرام رہیگا

ہوسا گر پڑا کچھ جس گھڑی عاشق کا دم نکلا
نہ تھا لخت جگر تھا خون دل آنکھوں سے جم نکلا

آہ جس دن سے ہوا یار دل آزار جدا
دل جدا زار ہے اور دیدۂ خونبار جدا

مجھے گر حق تعالےٰ عشق میں کچھ دسترس دیتا
تو دل ان بیوفاؤں کو کوئی میں اپنے بس دیتا

نے معتقد حرم کا نہ تابع کنشت کا
بندہ ہے شیخ کرکے اپنی سرشت کا

مجلس سے جب ہو مست وہ رشک بتاں اٹھا
محشر کا اہل بزم میں شور و فغاں اٹھا

اے شمع تجھے جس نے کہ پر نور بنایا
اس نے دل پروانہ کو پر شور بنایا

جو قصد غیروں میں پینے کا تمیں شراب کیا
تو ہم نے غم کے انگاروں پہ دل کباب کیا

یہ تو نہ کہوں خدا نہ دیکھا
پر آپ سے میں جدا نہ دیکھا

کعبہ و دیر ہم نے جا دیکھا
اسی کا سب کو آشنا دیکھا

رات نالہ میں کیا یار سنایا نہ سنا
بہہ گئے آب ہو کہسار سنایا نہ سنا

بغیراز عاشقی کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا
تڑپنے کے سوا آرام مجھ سے ہو نہیں سکتا

کہیں تو ہم بات تجھ سے لیکن کسی کا کب تو کہا کریگا
جو سوز پر تو ستم کرے گا تو دیکھ پیارے برا کریگا

غم تو کہتا ہے کہ میں تجھ کو ستا جاؤنگا
پر مری جان ترے غم کو میں کھا جاؤنگا

کہوں حال گر عشق محنت فزا کا
جگر آب ہو جائے اہل وفا کا

نے رستم اس زمیں پہ نے سام رہ گیا
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

دھڑکتا ہے کریگا پھر صنم کی چاہ دل میرا
قیامت اب کے لاویگا کروں کیا آہ دل میرا

مل کے اس بدخو سے اے دل جب تو رسوا ہوئیگا
عہد و پیماں تجھ کو تب معلوم اس کا ہوئیگا

زندگانی میں کسے آرام حاصل ہوئیگا
ہائے آسودہ جہاں میں کون سا دل ہوئیگا

کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
جو تم سے بتو ہوگا سو اللہ کرے گا

جبتک کہ میرے تن میں اے جان دم رہیگا
تیرا اسی طرح سے مجھ پر ستم رہیگا

اگر میں جانتا ہے عشق میں دھڑکا جدائی کا
تو محشر تک نہ لیتا نام ہرگز آشنائی کا

قاضی ہزار طرح کے جھگڑے چکا سکا — لیکن نہ حسن و عشق کا قضیہ مٹا سکا

تجھ پہ قربان مری جان دل و دیں میرا — ایک بار ہی تو سن افسانۂ رنگیں میرا

زلفوں سے اگر مجھ کو سروکار نہ ہوتا — یاں تک تو پریشان میں اے یار نہ ہوتا

تو ہم سے جو ہم شراب ہوگا — عالم کا جگر کباب ہوگا

۲ سے ۵۴ تک جن غزلوں کے مطلعے درج ہیں وہ دیوان سوز و دیوان رند میں مشترک ہیں اور ان میں سے بعض دیوان سودا میں بھی ہیں (اس کے متعلق آئندہ لکھا جائے گا)۔ انھیں غزلوں پر موقوف نہیں، دیوان رند میں بہت کم کلام ایسا پایا جاتا ہے جو دیوان سوز کے کسی نہ کسی نسخے میں نہیں ہے۔

••

۱۰

(۱۹۳) ایک دن سر رشتۂ الفت کے ساتھ — دل مرا پہنچا جکڑی ہو اس کے ہاتھ

تب تو میں پوچھا کہ بس یہ کیا ہوا — اس قدر، پھرنے لگا رسوا ہوا

رو دیا تب تو جکڑی نے زار زار — بولی کچھ میرا نہیں ہے اختیار

رشتہ در گردنم افگندہ دوست — میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

"دیوان جہاں" میں بنام میر جعفر، جعفر دہلوی (مجہول الاحوال)، لیکن "تذکرہ قدرت شوق" میں بنام ہدایت علی خاں ضمیر اور یہ مرجح ہے۔ بیت فارسی کی تضمین ہوئی ہے۔

(۱۹۴) کل کہا میں نے میرے گھر چلیے — اس میں کچھ کم نہ ہو گی محبوبی

سن کے تیور بدل کے کہنے لگا — راہ و رسم ادب تو سب ڈوبی

مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیے — دیکھیے اختلاط کی خوبی

"تذکرۂ میر حسن" اور دوسرے تذکروں میں بنام حیدر علی حیراںؔ، "دیوان جہاں" میں رندؔ "برادر جہاں" مؤلف دیوان جہاں کے نام۔ قول اول مرجح ہے۔

(۱۹۵) کیا دکھاتے ہو رکھائی مجھے ہر بار بہت — میں بھی اس وضع سے گھبراتا ہوں اے یار بہت

صلح کل یہ ہے کہ بس دو نہ تم آزار بہت — ہو گر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت

تم سلامت رہو بندے کے خریدار بہت

قیس و فرہاد کی حالت تھی وہی جو کہ سنی — اور بھی ان کے سوا جان گئی کتنوں کی

کل کی ہے بات جو ٹھانی کہ دیا اپنا جی — قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تری

مر گئے ہیں اسی آزار میں بیمار بہت

اس مخمس کے یہ دو اور پانچ بند اور "دیوان جہاں" میں بنام قائم درج ہیں، غزل قائم کی ہے، لیکن اس کی تضمین میر حسن نے کی ہے، مخمس کلیات میر حسن کے متعدد نسخوں میں ہے۔

(۱۹۶) جسے عشق کا تیر کاری لگے — اسے زندگی جگ میں بھاری لگے
اگر تو ولی سے کہے یہ سخن — رقیبوں کے دل میں کٹاری لگے

یہ اور اس زمین کے تین اور شعر "دیوان جہاں" میں بنام مرزا محمد ولی، ولی دہلوی برادر زادۂ شاد اسرار اللہ! یہ غزل ولی دکنی کی ہے، چونکہ خاصی مشہور ہے۔ مقدم الذکر کی طرف انتساب حیرت انگیز ہے۔

(۱۹۷) سنا میں نے کہ اک عاشق گدا تھا — بعشق دختر شہ مبتلا تھا
اسے دیکھا گدا نے بر لب بام — پیا اس کی نگاہ مست کا جام

"تذکرۂ شورش" میں بنام آیت اللہ آیت عظیم آبادی صاحب قصۂ شاہ وگدا اس تذکرے میں آیت اللہ جوہری پھلواروی کا ترجمہ الگ ہے، جس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شورش کی نظر میں آیت اور جوہری دو مختلف شاعر ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ "شاہ وگدا" کا قصہ شاہ آیت اللہ جوہری کی مثنوی (نسخۂ دانش گاہ پٹنہ) میں شامل ہے، اور یہ دونوں شعر اس میں موجود ہیں۔

آوارہ گرد اشعار

اشاریہ

اشاریہ

اولاد علی خلاصۂ ابرار اند — چوں والد خویش محرم اسرار اند

تحلیل موادِ فاسد کفر کنند — در نعت مزاج دیں جدوار اند ۵۷،

سبطین کز اینہا فزوں مقدار اند — چوں والد خویش محرم اسرار اند

باشد ذیشاں مزاج اسلام قوی — در تقویت دین نبی جدوار اند

اے آنکہ طعنہ کردی در شعر رودکی — ایں طعنہ کردن تو ز جہل و کودکیست

کانکس کہ شعر داند داند کہ در جہاں — صاحبقران شاعر استاد رودکیست ۱۹۱، ۱۹۲

اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ — رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے ۱۰۵،

اے چرخ بیکسی پہ ہماری نظر نہ کر — جو کچھ کہ تجھ سے ہو سکے تو در گذر نہ کر ۹،

ایک دن سررشتہ الفت کے ساتھ — دل مرا پہنچا جکڑی ہوا اس کے ہاتھ

تب تو میں پوچھا کہ بس یہ کیا ہوا — اس قدر پھرنے لگا رسوا ہوا

رو دیا تب تو جکڑی نے زار زار — بولی کچھ میرا نہیں ہے اختیار ۱۹۳،

رشتہ در گردنم افگندہ دوست — میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

با عقیق لب او لعل بدخشاں کم گیر — با گل عارض او لالۂ نعمان کم گیر

بدر ایں منزل ویراں نہ بدلخواہ توہست — از اقالیم جہاں شہر صفاہاں کم گیر ۹۳،

برو ایں دام بر جائے دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ ۲۵۰

بروز حشر الٰہی چو نامۂ عملم — کنند باز کہ آں روز باز خواہ من است

مکن مقابلہ آں زر سرنوشت ازل — اگر زیادہ و کم باشد آں گناہ من است ۱۱۰،

بگولے سے جیسے آسیب اور صرصر سے زحمت ہے — ہماری خاک یوں برباد ہے اے ابر رحمت ہے ۸۰

بگولے کا کبھی صدمہ کبھی صرصر کی زحمت ہے — ہماری خاک یوں اڑتی پھرے اے ابر رحمت ہے ۹۱،

بگولے کا کہیں صدمہ کہیں صرصر کی زحمت ہے — ہماری خاک یوں اڑتی پھرے اے ابر رحمت ہے ۱۵۰،

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا — بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا

در سخن پنہاں شدم مانند بو در برگ گل — ہر کہ دارد میل دیدن در سخن بیند مرا ۲،

بہ ہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا — یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا — یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز ۵۰،

نہ چاٹے خون کو جس روز تیرے اسکو فاقہ ہے — اگر گردن کو میری تیغ سے اسکو علاقہ ہے

پس از معشوق مرنا عشق کو بدنام کرنا ہے — خدا مجنوں کو بخشے مر گیا اور ہم کو مرنا ہے ۱۲۶،

پسرے با پدرے زاری گفت — کہ مرا یار شو دہم رہ جفت ۴۱،

پوچھی جو گھڑی مجھ سے بہ راہ عادت — تو وصل کو ساعت کی نہیں کچھ حاجت

ہو جاتی ہے ملنے سے مبارک ساعت — ساعت کا بہانہ نہیں خوش ہر ساعت ۲۱،

تجھ بن لب تو غم سے فرصت ایک ذرا بہسات نہیں — دامن سے منہ ڈھانکے رہنا رونا پہر و دن بات نہیں ۱۰۷،

تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں — خورشید کیا ہے اس کے فلک کو خبر نہیں ۸۸،

ترانہ تکمۂ لعلست بر لباس حریر — شدست قطرۂ اشک منت گریباں گیر ۱،

ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو — کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو ۲۷،

تمہارے در پہ جو درباں نے آستیں پکڑی — بہ رنگ نقش قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی ۲۰۱،

تو فخر خراسانی وفا ساقط ازو — گوہر بہ دہاں داری ورا ساقط ازو

روزاں و شباں ز حق تعالی خواہم — مرگ بہ دمت خدا دیا ساقط ازو ۱۴۲،

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلا دوں — کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا ۸۳،

توڑ بت زاہد نے کیوں مسجد بہ بتخانہ کیا — تب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا ۱۰۳+۲۲،

تھوڑی بھی نیک و بد کی گر وہ تمیز رکھے — کافر ہو پھر جو دل کو اس سے عزیز رکھے ۹۷،

تھکا ہے منزلوں کا یا پیام یاس لاتا ہے — الٰہی خیر کیجیو نامہ بر کچھ سست آتا ہے ۲۰۶،

تیر پہ تیر ناز کا دل پہ مرے گزار رہا — رخنہ زخم ہو خدنگ دیدہ انتظار رہا ۲۰۲،

جیسے عشق کا تیر کاری لگے — اسے زندگی جگ میں بھاری لگے

جلوے تمہارے حسن کے نت ہیں پہ ہم کہاں — تم تو سجن ہمیشہ ہو افسوس ہم نہیں

قفس کے در کو باندھے بلبل اب صیاد کرتا ہے — خدا جانے کرے گا ذبح یا آزاد کرتا ہے

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں تجھ بن — خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں تجھ بن ۱۲۸،

جواب نہ میرے تو پھر انتظار میں میرے — خدا خزاں نہ دکھاوے بہار میں میرے
تمام عمر شرابیں پیا کیے ساقی — ہزار حیف کہ اب انتظار میں تیرے

جو کوئی کہ آفت نہانی مانگے — اور ملک عدم کی کچھ نشانی مانگے
دکھلا دے اسے تو اپنی یہ تیغ نگاہ — جس کا مارا کبھی نہ پانی مانگے ، !!

جو کہ ظالم ہے کبھی وہ پھولتا پھلتا نہیں — سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا ۱۳۶،

چاہ کی چتون مری آنکھ اسکی شرمائی ہوئی — تاڑلی محفل میں سب نے سخت رسوائی ہوئی ۴۷،

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے میں — جڑی ہیں قطبیاں الماس کی نیلم کے خانے میں ۱۹۹،

چمن میں جام ہے مینا ہے مے ہے — پر اک تو ہی نہیں افسوس ہے ہے ۱۷،

چوں کرد درو بر پالکی گردیدہ خاور پالکی — بنشست تا در پالکی نہ چرخ کہسار آمدہ ۶۸،

چھپا ہے مانگ میں دل جا کے اب میں ڈھونڈوں کدھر — کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات ادھر ۱۳۲،

حاجت تیر و کماں ہے سخت جانوں کے لئے — قتل کو میرے ذرا ابرو پہ بل درکار ہے
ہے گرفتاری سے میری سارے عالم کو نجات — شور و نالہ سے میرے ہر شخص شب بیدار ہے ۲۰۶-۲۰۷،

حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے — دھوم سے فصل بہار اب کے برس آتی ہے ۱۰۴،

حسرت پر اس مسافر بیکس کی روئیے — جو رہ گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے ۲۳،

حسن بے پروا کو خود بین و خود آرا کر دیا — کیا کیا میں نے کہ اظہار تمنا کر دیا ۱۲۰،

حقارت اپنے عاشق کی نہیں معشوق کو بھاتی — بیاں سے اپنی رسوائی میں تا مقدور مت کیجیو ۱۰۱،

حیرت میں ہوں کہ تیرے تئیں اے شب فراق — ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا ۱۲۴،

خدا سے ٹک تو ڈر شیریں خبر لے اس بچارے کی — کیا فرہاد نے شیشے سے سر لوہو لہان اپنا ۱۰۹،

خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے — نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے ۱۱۲+۵۸،

خون ہوتے ہوئے دیکھا کبھی جلتے دیکھا — دل کو ہر بار نیا رنگ بدلتے دیکھا
زاہد و شیخ و برہمن مرے ہم مشرب ہیں — در میخانہ سے کس کس کو نکلتے دیکھا ۹۴،

در پہ بیٹھے ہیں ترے بے زنجیر — یہ عجب طرح کی پابندی ہے ۱۳۲،

دشمنی در پردہ کی اے دل لئے تو نے کیا کیا — آپ تو پردے میں بیٹھے اور ہمیں رسوا کیا ۹۹،

دل ولی کا لے لیا دلی نے چھین — جا کہو کوئی محمد شاہ سین

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آب محمد کا — جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحاب محمد کا ، ۱۲۷-۱۹۲

دل بہ صورت نہ دہم تا شدہ سیرت معلوم — بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
واعظا ہول قیامت بدل ما مفگن — ہول ہجراں گذرا ندیم و قیامت معلوم ، ۶۴

دل پا کے اس کی زلف میں آرام رہ گیا — درویش جس جگہ کہ ہوئی شام رہ گیا

قسمت تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہاں کمند — کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا ، ۱۳۵

دلی کے کج کلاہ لڑکوں نے — کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا — ٹوپی والوں نے قتل عام کیا ، ۱۸

دیکھ آئینہ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں — اس کا میں چاہنے والا ہوں بقا واہ رے میں ، ۴۰

دیگرے را در گرفتاری شریک ما مکن — مدعا گر شہرت حسن است یک رسوا بس است ، ۷۱

دیں جگہ زخم جفا کو دل صد چاک میں ہم — دیکھیں گر کچھ بھی وفا اس بت بے باک میں ہم
نقش پا کی نمط اے راحت جان عاشق — تیرے قدموں سے جدا ہو کے ملے خاک میں ہم ، ۲

رشتہ طول امل تار وجہاں طنبور است — چہ قدر بر سر ایں کاسۂ خالی شور است ، ۷۲

رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے — چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے ، ۳۴

رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیباں کے — چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیداں کے ، ۶۹

روشن ہے اس طرح دل ویراں میں داغ ایک — اجڑے نگر میں جیسے جلے ہے چراغ ایک ، ۱۳۱

روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے — اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے ، ۸۴

زلف کو کہنا پریشاں عقل کی دوری ہے یہ — ہر گرہ میں اک دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ ، ۳۰

زندگی زندہ دلی کا نام ہے — مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں ، ۸۰

سامعاں کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے — سرگذشت اپنی جو لکھئے تو قلم رکتا ہے ، ۸۵
سانس بھی سینے میں اب کھٹکے ہے میرے ہمنفسی — کیا ہی زوروں پر چڑھی ہے ناتوانی ان دنوں

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو — نیلگوں گنڈا پنھایا مردم بیمار کو ، ۹۲

سنا میں نے کہ اک عاشق گدا تھا — بعشق دختر شہ مبتلا تھا
اسے دیکھ گراتے بر لب بام — پیا اس کی نگاہ مست کا جام

شام کو میں فکر میں بیٹھا تھا کل — یعنی تھی میرے تئیں فکر غزل
سن کے بولا یہ دعا کر پالمر — نت رہے اس شمع سے پر نور گھر ، ۱

شب کو گیا میں ہولی کی محفل میں اے منیر ۔۔۔ دلچسپ کیا ہی خوب تھا ہر ایک مکان زرد
اس شب سے میری آنکھوں میں یرقان ہو گیا ۔۔۔ یاں تک کہ میرے ہو گئے سب استخوان زرد ۱۵۰،

شب وصال میں جب روز غم کی بات چلی ۔۔۔ خروش مرغ سحر نے کہا کہ رات چلی ۲۴۰،

شب وصل است وطی شد نامۂ ہجر ۔۔۔ سلامٌ ھی حتیٰ مطلع الفجر ۲۳۰،

شہرۂ حسن سے ازبسکہ وہ محجوب ہوا ۔۔۔ اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا ۲۲۰،

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشک سرخ کا ۔۔۔ تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی ۸۵۰،

شمشیر کھینچ قاتل سر پر جو میرے آیا ۔۔۔ مرنے کی آرزو میں گردن میں اپنی خم کی ۳۸۰،

شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اسے ۔۔۔ گرچہ تھی پاؤں میں مجنوں کے سلاسل بھاری
دیکھ لیتی جو اٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ ۔۔۔ لیلیٰ ایسا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری ۲۱۱،

صحبت گل ہے فقط بلبل سے کیا بگڑی ہوئی ۔۔۔ ان دنوں سارے چمن کی ہے ہوا بگڑی ہوئی

صحبت وعظ تو تا دیر رہے گی واعظ ۔۔۔ یہ ہے میخانہ ابھی پی کے چلے آتے ہیں ۱۳۰،

عرض غصے میں کسی اہل وفا کی نہ سنے ۔۔۔ ہٹ پر آ جائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے ۴۹،

عمرے بہ رہ وفا نشستیم عبث ۔۔۔ دل جز تو بہ دیگرے نہ بستیم عبث
در پیش تو قدر ہر سگے بیش از ماست ۔۔۔ ما ایں ہمہ استخواں شکستیم عبث ۵۹۰

عینکے و پارۂ سیماب بلا ماندہ است ۔۔۔ چشم بے خواب دل بے تاب با ماندہ است ۹۰،

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی ۔۔۔ دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذرا ۱۲۲۰،

فراق کیا ہے ملا وصل یار میں میرے ۔۔۔ خدا خزاں نہ دکھلائے بہار میں میرے

فطرت بہ تو روزگار نیرنگی کرد ۔۔۔ نواخت بہ مہر و خارج آہنگی کرد ۶۰،
آں سینہ کہ عالمے درو می گنجید ۔۔۔ اکنوں ز تردد نفس تنگی کرد

قسمت نگر کہ در خور ہر جوے عطا است ۔۔۔ آئینہ با سکندر و با اکبر آفتاب
او کرد گرمعاینہ خود در آئینہ ۔۔۔ ایں می کند مشاہدۂ حق در آفتاب ۵۶۰،

قید میں یوسف کو بھیجا واہ یوں ہی چاہئے — خوب کی تونے زلیخا چاہ یوں ہی چاہئے

کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں — جل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں ۱۰۲،

کب رہا ہے اب ہمیں حور و بشر کا امتیاز — دیکھ کر جا آر با تجھ کو بشر کا امتیاز
آگے اپنے یار کے غالب ہمیں معیوب ہیں — ورنہ ہے کس کے لئے عیب و ہنر کا امتیاز ۲۹۰

کرتی تھی جو بھوک پیاس بس میں — پانی پیتی تھی کھا کے قسمیں ۸۲،

کس سوچ میں ہو نسیم بولو — آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے ۱۲۱،

کسی نے روم لی قسمت میں کوئی شام لے آیا — ہمیں کچھ لے نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا ۱۲۹،

کل جو بیٹھا پاس میں اک جا ترے ہم نام کے — رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے ۵۳،

کل کہا میں نے میرے گھر چلئے — اس میں کچھ کم نہ ہو گی محبوبی
سن کے تیور بدل کے کہنے لگا — راہ رسم و ادب تو سب ڈوبی ۱۹۳،
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلئے — دیکھئے اختلاط کی خوبی

کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے — خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے ۲۲۰،

کوئی نہیں کہ یار کی لا دے خبر مجھے — اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے ۱۱۶،

کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے — حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے ۹۲،

کنایہ اور ڈھب کا اس بھری محفل میں کم کیجئے — ابھی سب تاڑ جاویں گے نہ تو اتنا ستم کیجئے ۱۰۸،

کیا دکھلاتے ہو رکھائی مجھے ہر بار بہت — میں بھی اس وضع سے گھبرا گیا ہوں لے یار بہت
صبح کل یہ ہے کہ بس دو نہ تم آزار بہت — ہو گر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت ۱۹۵،
تم سلامت رہو بندے کے خریدار بہت

کیا دھواں دھار اس مسی سے اگی ہے تحریر لب — دل جلوں کا ہے یہ دود آہ دامن گیر لب
لب ہلا نا رو برو قاسم کے ہے ترکِ ادب — عذر کر آزاد تا ہو عفو یہ تقصیر لب ۳۹۲،

کیست کہ پیغام من شہر بشہر واں برد — یک سخن از من بداں مرد سخنداں برد
گوید خاقانیا ایں ہمہ آشوب چیست — ہر کہ او گوید دو بیت نسبت خاقاں برد ۱۲۵۰

گر عدو میری بدی کرتا ہے خاص و عام میں — میں اسے رسوا کروں گا باندھ کر دیوان بیچ ۲۰۰۰

گر ما بگذشت وایں دل زار ھماں　　سر ما بگذشت وایں دل زار ھماں

القصہ تمام گرم و سرد عالم　　بر ما بگذشت وایں دل زار ھماں　۱۰۰، ۲۱۰

گرم مجھ سوختہ کے پاس سے جانا کیا تھا　　آگ لینے مگر آئے تھے یہ آنا کیا تھا　۷۵۰

گلزار محبت میں پھولے نہ پھلے ہم　　مانند چنار آگ میں اپنی ہی جلے ہم

اس باغِ جہاں میں کبھی پھولے نہ پھلے ہم　　چوں نخل چنار اپنی ہی آتش میں جلے ہم　۵۰۰

گلگیر نے کاٹ کر سرِ شمع　　پروانے سے شب جلی کٹی کی　۱۲۳۰

گئے گھر سے جو ہم اپنے سویرے　　سلام اللہ خاں صاحب کے ڈیرے　۷۹۰

وہاں دیکھے کئی طفلِ پری رو　　ارے رے رے ارے رے رے آرے

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دل کو میرے قرار ہے　　کروں غم ستم کا میں کیا بیاں مرا غم سے سینہ فگار ہے　۷۷۰

لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں　　ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں　۳۲۰

لی چٹکی سے میں نے جب کہ ان کے چٹکی　　بولے کہ پڑے جان پہ تیری پٹکی

پھر دانت تلے کھٹک کے ناخن یہ کہا　　بس چل ہے اب آشنائی تجھ سے کٹ کی　۱۹۷۰

محبت اب تلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنوں کی　　کہ بن لیلیٰ نہیں کھنچتی کہیں تصویر مجنوں کی　۳۷۰

مرحبا شاباش اے رحمت خدا کی آفریں　　میرے حق میں تم نے با درِ غیر کا کہنا کیا　۸۵۰

مرزا مکین ما نشود چوں بہ کیں ما　　کیں است جزو اعظم مرزا مکین ما　۶۷۰

مرغانِ قفس کو پھولوں نے اے شاد یہ کہلا بھیجا ہے　　آ جاؤ جو تم کو آنا ہو ایسے میں ابھی شاداب ہیں ہم　۲۱۰، ۱۲۷۰

مغاں مجھ مست بن یہ خندہ قلقل نہ ہووے گا　　مے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا　۶۵۰، ۱۵

موسم ہولی میں ہوتے ہیں شہید　　آج وہ قاتل بسنتی پوش سیں

بلبل کی سن کے تند فغاں چیں جبیں پہ لا　　گل نے کہا کہ کان میں میرے ترک اٹھی

کیا گل کے نام میں بھی ہے اعجاز عیسوی　　بلبل موئی پڑی تھی سو سنتے پھڑک اٹھی　۱۹۴۰، ۹۶

باغ میں کبھی تھی بلبل ہائے رے ابتک پڑی　　دل جلا میرا تب اس گل کے تئیں ٹھنڈک پڑی

مہر دو برادرم کہ دمساز آمد　　او شد بہ سفر و ایں ز سفر باز آمد　۴۲۰

او رفت بہ دنبالہ او عمر برفت　　ویں آمد و عمر رفتہ ام باز آمد

مے خانے میں کیا پھرے ہے مٹکی مٹکی — زاہد واعظ سے دور چھٹکی چھٹکی

قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے ہرگز — یہ دختر رز ہے جس سے اٹکی اٹکی ۹۳،

مے کشاں روح ہماری تو کبھی شاد کرو — شیشۂ مے کہیں بھولے تو ہمیں یاد کرو ۳۴،

تھا اور بزم مے سے تشنہ کام آؤں — گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا ۷۴،

میں عجب یہ رسم دیکھی مجھے روز عید قرباں — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا ۹۰،

میں کہاں تو کہاں یہ کہتے ہیں — کہ یہ آپس میں دونوں رہتے ہیں ۱۱۴،

میں کہا دل میں درد ہے میرے — ہنس کے کہنے لگا خدا نہ کرے

پھر جو کچھ جی میں آگیا تو کہا — ہمیں پیٹے اگر دوا نہ کرے ۹۷،

نشو و نمائے باغ جہاں سے رمیدہ ہوں — شادابی ریاض سے دور آفریدہ ہوں ۲۷،

نکہت گل نے جگایا کسے زنداں کے بیچ — پھر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ ۱۱۷+۱۷،

نوروز و نوبہار و مے و دلبران خوش — بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

نہ بھول اے آرسی گر یار کو تجھ سے محبت ہے — نہیں ہے اعتبار اس کا یہ منہ دیکھے کی الفت ہے ۴۶،

نہ سن واعظ کی بات اے دل تو اپنے دھن میں پکا رہ — خدا حافظ ترا دوزخ شرعی ڈر کا ہے ۵۲،

؎ تہ کرد ہجر مدارا یہ من سر تو سلامت

وہ اگر آئے پشتِ بام کہیں — میں بھی کر لوں اسے سلام کہیں

کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے ساقی — ایک باری تو بھر کے جام کہیں ۹۸،

وہ جب تک کہ زلفیں سنوارا کیا — کھڑا اس پہ میں جان وارا کیا

ابھی دل کو لے کر گیا میرے آہ — وہ چلتا رہا میں پکارا کیا

قمارِ محبت میں بازی سدا — وہ جیتا کیا اور میں ہارا کیا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اس نے احساں دوبارہ کیا ۱۱۹،

وہ سی وہ دیون کی صحبت — محمودہ کی وہ آدمیت ۸۱،

وے صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں — اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں
آئے تھے کیوں عدم سے کیا کر چلے جہاں میں — یہ مرگ و زیست دونوں آپس میں ہنستیاں ہیں ۱۱۸ ،

دیں شیخ و برہمن نے کیتا یار فراموش — ہن سبحہ فراموش ہن زنار فراموش
دیں شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش — یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش ۱۲ ،

ہمارے عیش کی مجلس برہ کی آگ جالا ہے — نہ گلشن ہے نہ موہن ہے نہ مطرب ہے نہ پیالہ ہے
یقیں کی بے قراری اور فغاں سے آج آسودہ — نہ دریا ہے نہ باراں ہے نہ ندی ہے نہ نالا ہے ۵۱ ،

ہوا اچھا جو مٹا نام و نشان دھلی — کس کی پاپوش بنے مرثیہ خوان دہلی
مٹ گیا خوب ہوا نام و نشان دہلی — میری پاپوش بنے مرثیہ خوان دہلی ۷۸ ،

بھلے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں — حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں، ۱۹۰ ، ۵۳ ، ۵۰ ،
یا تنگ نہ کر ناصح نادان مجھے اتنا — یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی ۹۳ ،
یہ جو چشم پُر آب ہیں دونوں — ایک خانہ خراب ہیں دونوں ۷۶ ،

۞

ضمیمہ-۱

شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی صاحب کی تحقیقات

• "آوارہ گرد اشعار" کا موضوع قاضی صاحب کی طرح محترم عطا کاکوی صاحب کی دلچسپی کا محور رہا ہے۔ انھوں نے اسی زمانے سے اس موضوع پر لکھنا شروع کیا تھا۔ (نگار ۱۹۵۱ء۔ ۱۹۵۲ء)۔ اب یہ مضامین "آوارہ گرد اشعار" کے نام سے یکجا شائع ہو چکے ہیں ہم نے اسی سے فائدہ اٹھایا ہے اور اجازت کے لیے شکر گزار ہیں۔ (مرتب)

• عطا صاحب کے بحث کردہ اشعار کی جگہ سہولت مہیا کرنے کے لئے ہم نے الفبائی ترتیب کر دی ہے اور ان اشعار پر جو بحث ہے اسے اس طرح مختصر کیا ہے: "ذوق مطابق دیوان مرتبہ آزاد۔ جہاندار شاہ مطابق کریم الدین۔ شیفتہ (مگر بادنیٰ تغیر) آخر گل اپنی صرفِ درمیکدہ ہوئی۔ پہنچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر تھا۔" یہ بحث طویل میں اصلاً اس طرح تھا،

"دیوانِ ذوق مرتبہ آزاد میں یہ شعر فردیات میں ملتا ہے مگر دوسرے نسخوں میں یہ شعر نہیں۔ کریم الدین میں بادنیٰ تغیر جہاندار شاہ کے نام ہے اور شعر یوں ہے ؎

آخر گل اپنی صرفِ درمیکدہ ہوئی ——— پہنچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر تھا

"شیفتہ نے بھی جہاندار شاہ کے نام منسوب کیا ہے۔ آزاد نے حق شاگردی ادا کرتے ہوئے پرایا مال استاد کی نذر کر دیا۔ ایک مثال اور، سلیمان ندوی نے شذرات معارف اگست ۲۶ء میں درد سے منسوب کیا لیکن ریاض (الفصحا مصحفی)، اور مسرت افزا میں آسا رام ذوق' ہیں نے بھی پہلے درد سے منسوب کیا تھا مگر اب نہیں۔" اصلاً عطا صاحب کے یہاں یہ بیان بحث طویل میں اس طرح تھا:

... عام طور پر یہ قطعہ خواجہ میر درد ہی کا سمجھا جاتا ہے۔ میری زبان پر بھی میر درد ہی کا تخلص تھا۔ میری اس غلطی کی تائید جناب سلیمان ندوی کے شذرات (معارف اگست ۲۶ء) سے ہوتی ہے۔ انھوں نے درد ہی سے منسوب کر کے دوسرے مصرعے میں "ڈبو دیا" لکھا ہے جو غلط ہے۔ قافیہ کی رعایت سے "ڈوبا دیا" ہی صحیح ہے جو غیر فصیح ہے۔ ریاض الفصحا (مصحفی) کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ قطعہ منشی آسا رام ذوق کا ہے جو پٹنہ میں رہتے تھے مرزا فدوی کے شاگرد اور راسخ کے ہم مشق اور استاد بھائی تھے تذکرہ مسرت افزا میں بھی اس کو منشی ذوق ہی سے منسوب کیا ہے لہٰذا یہ قطعہ درد کا نہیں۔ نہ جانے کس طرح ان کے نام سے مشہور ہو گیا۔"

۱۔ آخر گِل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

— ذوق مطابق دیوان مرتبہ آزاد، جہاندار شاہ مطابق کریم الدین، شیفتہ، دگر بادنی تغیر
آخر گِل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی۔ پہنچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر تھا

۲۔ آگے تھے: تدائے عشق میں ہم
ہو گئے خاک انتہا ہے یہ

— میرزا اکبر داناپوری دیوان دوم صفحہ ۳۷۳

۳۔ آکر ہماری لاش پہ کیا یار کر چلے
خواب عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے

— زیب النساء مطابق مغل اور اردو، عظیم دہلوی مطابق قاضی عبدالودود

۴۔ آنکھیں کہیں کہ دل ہی نے ہم کو کیا خراب
اور دل کہے کہ آنکھوں نے ہم کو ڈبا دیا
بگڑا کسی کا کچھ نہیں اے درد عشق میں
دونوں کی ضد نے خاک میں ہم کو ملا دیا

— درد مطابق بیخود موہانی (شرح کلام غالب صفحہ ۴۴۳) سلیمان ندوی نے بھی شذرات معارف اگست ۲۶ء میں درد سے منسوب کیا لیکن ریاض (آصفی) اور مسرت افزا میں آسا رام ذوق میں (حالانکہ بھی پہلے درد سے منسوب کیا تھا مگر اب نہیں۔ (آسا رام ذوق ملیح آبادی / راسخ کے استاد بھائی وندوی کے شاگرد، ملاحظہ ہو نگار اپریل ۵۲ء)

۵۔ آئینہ ان کا ٹوٹ گیا میرے ہاتھ سے
اب کوئی منہ دکھلانے کی صورت نہیں رہی

— مومن مطابق فرہنگ جلد اول صفحہ ۱۵۰ جس کسی کا بھی ہو مومن کا نہیں ہے۔ ان کے دیوان میں بھی نہیں ہے۔

۶۔ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

— مومن مطابق تذکرہ آب بقا دعشرت لکھنوی، دیگر بعضوں نے اقبال سے بھی منسوب کیا مگر یہ مومن کے ایک لائق شاگرد اور محمد حسین تسکین کا ہے جو استاد کے رنگ میں کہتے تھے۔

۷۔ ابھی ہے نام خدا وہ کمسن نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

— شاد عظیم آبادی بقول ڈاکٹر عظیم الدین قسیمی پورا شعر یوں ہے،
مشام بلبل میں عطر گل کی ہنوز بو بھی نہیں گئی ہے۔ ابھی ہے نام خدا وہ کمسن نسیم چھو بھی نہیں گئی ہے

۸۔ اٹھ چیت آئی کس لئے خاطر نچنت کی
آئی بہار تجھ کو خبر ہے بسنت کی

— آبرو، آرزو مطابق ضمیمہ لندن

۹۔ اٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستان سے عمل
تیغ اردی نے کیا فصل خزاں مستاصل

— سودا کے مشہور قصیدے کا مطلع بقول محمد باقر شمس (غزل اور اس کا مفہوم، نگار ۴۳)

۱۰۔ از زلف سیاہ تو بدلی دھوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

— مرزا فطرت مطابق نکات آب حیات دعظا مرزا فطرت خاں آرزو مطابق آب حیات قزلباش خاں امید مطابق دریائے لطافت آب حیات میں ہی اس شعر کو قدرے ترمیم کے ساتھ خان آرزو کا بتایا گیا ہے اس زلف سیہ فام کی کیا دھوم پڑی ہے آئینے کے گلشن میں گھٹا جھوم پڑی ہے۔ اور نوٹ لکھا کہ تذکرہ سودا میں یہ شعر اس طرح ہے تذکرہ سودا یہی ہے۔

۱۱۔ اس کے رخسار دیکھ جیتا ہوں
عارضی میری زندگانی ہے

— ناجی مطابق شعر الہند جلد اول ص۲۹ عبدالرسول شاد بقول کریم الدین مگر با تغیر اس کے مدرس کو دیکھ جیتا ہوں۔ کریم الدین غیر محتاط تذکرہ نویس ہے صاحب شعر الہند نے تحقیق کر کے لکھا ہو گا رنگ ناجی ہی کا ہے۔

۱۲۔ اک ٹیس جگر میں اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے — میر مطابق معرکۂ سخن و اشعار میرزا بیدل عظیم آبادی حالانکہ جواں مرگ ضیا
ہم راتوں کو رویا کرتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے — عظیم آبادی "ضیا کی موت" البلیغ جولائی ۱۹۰۱ء شاگرد شوق نیموی۔)

۱۳۔ امشب کسی کاکل کی حکایات ہے واللہ
کیا رات ہے کیا رات ہے کیا رات ہے واللہ

— جرأت بیانی صاحب ذکی بقول جارج فانتوم قدرت اللہ شوق محمد علی خاں اثر (رامپوری معاصر ص۲)

۱۴۔ انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اٹھا کے ہاتھ
دیکھا جو مجھ کو چھوڑ دیئے مسکرا کے ہاتھ

— دوقارام پوری بقول فراق "اردو کی عشقیہ شاعری" ص۳۳ نظام رام پوری

— نظام حیدرآباد محبوب علی خاں مطابق فرہنگ آصفیہ جلد اول ص۱۹۹ حالانکہ نظام شاہ رام پوری تخلص سے دھوکا ہوا۔ مطلع یوں ہے۔ دیا وہ اس کا سامنے یاد ہے نظامؔ منہ پھیر کر اُدھر کو اِدھر کو بڑھا کے ہاتھ۔

۱۵۔ اے اجل ایک دن آنا ہے ضروری تجھ کو
گر شبِ ہجر میں آجائے تو احسان ہے تیرا

— سید حیدر علی بسمل دہلوی مطابق خمخانۂ جاوید جلد ششم۔ دیوانِ ناسخ میں بھی موجود ہے مگر اس طرح: اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے آج آتی شبِ فرقت میں تو احساں ہوتا۔ شعر بلا اختلاف ناسخ کا ہے۔

۱۶۔ اے موجِ بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارہ کرتے ہیں

— شاد عظیم آبادی مطابق "اقبال کے چلے" گزر مان فتح پوری ص۱۹۹ حالانکہ جذبی کا ہے۔

۱۷۔ بجز رفاقتِ تنہائی آسرا نہ رہا
سوا کسی کے کسی اب اور آشنا نہ رہا

— عبدالولی عزلت مطابق نکات و مخزن نکات شعید الواسع مطابق کریم الدین

۱۸۔ بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
قاتل ہمارے نعش کو تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا کہ وہ نہ کسی سے وفا کرے

— سودا مطابق نکات یقین بقول فرحت اللہ بیگ۔ میر کی گواہی معتبر ہے۔ تعجب ہے کہ فرحت اللہ بیگ نے دیوانِ یقین میں ان کو کس طرح شامل کر لیا اور ان پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے متعدد دیوانِ یقین کے دیکھے تھے۔

۱۹۔ برقع بہ رخ افگندہ برد ناز بہ باغش
تا نکہتِ گل بیختہ آید بہ دماغش

— میر صدی جرانی کا ہے مگر ناصر علی سرہندی سے منسوب ہو گیا ہے۔

۲۰۔ برق کو ابر کے دامن میں چھپا دیکھا ہے
ہم نے اس شوخ کو مجبورِ حیا دیکھا ہے

— حسرت موہانی: مصحفی مطابق "اُردو غزل" مگر منتخب اشعار میں یہ شعر نہیں دیا۔

۲۱۔ برگِ حنا اوپر لکھو احوالِ دل میرا
شاید کہ جا لگے کسی دلبر کے ہاتھ

— مظہر مطابق تحفۃ الشعرا یک رنگ مطابق نکات وغیرہ۔

۲۲۔ بروزِ حشر الٰہی چوں نامۂ اعمال
کنند باز کہ آں روز باز خواہ من لست

— رباعی سرمد فرہنگ جلد اول ص۲۲۲ حالانکہ یہ رباعی نہیں بلکہ قطعہ ہے اور سرمد کا نہیں ہے۔

۲۲۔ بعد مرنے کے مری قبر پہ آیا وہ میر
یاد آئی مرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد

— تخلص سے میر کا معلوم ہوتا ہے بجائے میر کے شوخ پڑھا جائے اور شوخ کا ہی سمجھا جائے۔ مطلع یوں ہے۔ مُلک کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد۔ نہ رہی دشت میں خالی مری جا میرے بعد۔ میر بقول علامہ شبلی (شعر العجم حصہ اول) میر کا نہیں مصحفی کے دو شاگرد ہوس اور فاخر کے اشعار گڈمڈ ہو گئے تفصیل کے لئے دیکھیں ماہ نو ہلال کراچی جنوری ۲۵۳ (تحقیقی مطالعہ میرا مضمون ص ۱۲۶-۱۱۹)۔

۲۴۔ بگیر این ہمہ سرمایہ بہار از من
کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند

— آخری مصرع بیدل بقول یوسف ناظم انتساب کتاب نما اپریل ۸۲ء ص ۵ حالاں کہ طالب آملی — پورا شعر یہ ہے۔ ز غلات چمنت بر بہار منت ہاست ، کہ گل بدست تو از شاخ تازہ تر ماند۔ یوسف ناظم نے مزید لکھا ہے کہ اقبال نے بھی مصرع نہیں لکھا بلکہ بیدل کے تین شعر لکھے ہیں جن میں یہ شعر بھی ہے۔ بگیر۔۔۔ الخ یہ مطابق ضرب کلیم میں جو مصرع بگیر ہے وہ بیدل کا نہیں اقبال کا ہے۔

۲۵۔ بہت جھوٹے وعدے کئے تو نے ہم سے
بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتے ہیں
تو لائے نہ آئے یہاں ہم تو ہر شب
پڑے راستہ صبح دم دیکھتے ہیں

— دیوان جہاں مولفہ بینی نرائن مصحفی بقول قاضی عبدالودود۔

۲۶۔ بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا — نیا دور فراق نمبر میں تجسس اعجازی نے داغ کا بتایا حالانکہ آتش کا۔

۲۷۔ بیاں میں کیا کروں دیوانگی کا اپنی افسانہ۔ الخ — سودا مطابق خمخانہ جاوید تاباں مطابق دیوان

۲۸۔ بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

— اکبر الٰہ آبادی (بلا اختلاف) لیکن اکبر دانا پوری کے جذبات اکبر میں موجود ہے۔ مرتب کی غلطی ہے جس کی طرف غالباً دیوان میں اشارہ بھی کر دیا گیا ہے۔

۲۹۔ بیتاب بھی کیا جو دل تھا دلے
ہو خانہ خراب اس اجل کا

— شاہ عالم بیتاب مطابق ایزد الدین بہنوکھ ملائے بیتاب

۳۰۔ پڑ نہ جائے کسی صیاد کے پالے بلبل
دیکھ گل کے تجھے پڑ جائیں گے لالے بلبل

— رند رام پوری مطابق جارج فاتوم و عطا رند لکھنوی کے دیوان میں بیشتر اشعار میں موجود ہیں۔

۳۱۔ پہنچے قریب فوج تو گھبرا کے رہ گئے
چاہا کریں سوال پہ شرما کے رہ گئے

— جگر بریلوی نے صحت زبان صفحہ ۱۸ پر "پہ" بمعنی لیکن کے جواز میں یہ شعر بطور سند غالب سے منسوب کیا حالانکہ یہ شعر مرزا دبیر کے مرثیہ کے ایک بند کا ہے۔

۳۲۔ پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

— مضمون کلیم الدین احمد ترقی پسند شاعری (معاصر ۹) غالب حالاں کہ ذوق کا۔ قدیم نسخوں میں یوں ہے۔ کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے

۳۳۔ پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبان غیر سے کیا شرح گفتگو کرتے

— ذوق مطابق نشورات (جوش ملسیانی) حالاں کہ آتش دگر با دنی تغیر
کہ "زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے"

۳۴۔ تراز تکمۂ لعل است در لباس حریر
شدہ است قطرۂ خوں منت گریباں گر

— نورجہاں بیگم — بعض تذکرے
بنائی — شمع انجمن

۳۵۔ ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

— ناسخ مطابق آب حیات وزیر مطابق دیوان، دفتر فصاحت ممکن ہے وزیر کو ان کے استاد ناسخ کا عطیہ ہو۔

۳۶۔ تری زلفوں میں دل الجھا ہوا ہے
بلا کے بیچ میں آیا ہوا ہے
پریشاں رہتے ہو دن رات اکبر
کسی کی زلف کا سودا ہوا ہے

— اکبر الہ آبادی اور اکبر داناپوری دونوں کے دیوان میں یہ اشعار موجود ہیں۔ ایک ہی تاویل ہو سکتی ہے کہ دونوں وحید الہ آبادی کے شاگرد تھے.... جب وحید الہ آبادی پٹنہ تشریف لاتے تو شاگردان وحید.... مشاعرے کے موقع پر جمع ہوتے تھے اصلاحیں دی جاتی تھیں بعض شاگرد.... عطیات کے مستحق ہوتے شاہ اکبر داناپوری طویل غزلیں کہتے تھے دو غزلہ اور سہ غزلہ اصلاح کے لئے پیش کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ اشعار عنایت ہوں۔ استاد نے مسکرا کر کہا کہ دئے جائیں گے ...یعنی آپ سے لے کر دوسرے استاد بھائیوں کو دئے جائیں گے۔ ایک بار اکبر الہ آبادی بھی پٹنہ آئے تھے۔ اس کا امکان ہے کہ اسی لین دین میں اشعار ادھر کے ادھر ہو گئے اور دونوں دیوانوں میں شائع ہو گئے۔

۳۷۔ تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے

— ذوق مطابق نیاز فتحپوری (نگار پاکستان دسمبر ۶۲ء) حالاں کہ آتش

۳۸۔ تم تو بیٹھے ہوئے اک آفت ہو
اٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

— میاں محمد بیتاب، خمخانۂ ہند نوٹ میں حاتم کا بتایا ہے۔
شاگرد یک رنگ

۳۹۔ تم نہ آئے تو مرنے کی سو تدبیریں
موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں

— غالب مطابق کلیم الدین احمد یہ شعر غالباً عندلیب شادانی کا ہے۔ طرزِ بیان کی بنا پر غالباً غالب سے منسوب ہوا ہے۔

۴۰۔ تم نہ فریاد کسی کی نہ فغاں سنتے ہو
اپنے مطلب کی ہی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

— میرزادہ شاہ ممنون مطابق کریم الدین بمطابق تذکرہ میر حسن۔

۴۱۔ تمہارے در پہ جو درباں نے آستیں پکڑی
برنگِ نقشِ قدم ہم نے بھی زمیں پکڑی

— عابد جوشش مطابق تذکرہ ہندی کریم الدین روشن جوشش تھا، عابد کا تخلص حسن تھا۔

۴۲۔ تمہارے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے؟

— آبرو مطابق نکات الشعراء گلشنِ ہند میں اس طرح ہے۔ جہاں کے لوگ کہتے ہیں کمر ہے
کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے؟ اور نوٹ یہ دیا ہے کہ یہ شعر بادنیٰ تغیر جرأت سے منسوب ہے۔ آبِ حیات میں ریاؤ بھانڈ کی نقل کے سلسلے میں درج ہے کہ شاعر بھی اندھا شعر بھی اندھا مضمون بھی اندھا شعر یوں ہے۔ سنو کہتے ہیں تیرے بھی کمر ہے
کہاں ہے کس طرف کو ہے کدھر ہے؟ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ شعر آبرو کا ہے۔ نقل کا سارا دارومدار اس پر ہے کہ یہ شعر جرأت کا ہے۔ آزاد نے خود ہی ایک خیالی قلعہ بنایا اور خود ہی مسمار کر دیا...... یہ شعر کسی کا بھی ہو کلیم الدین احمد نے ..... اردو تنقید پر ایک نظر میں ..... بال کی کھال کھینچی ہے۔

۴۳۔ تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو
رونا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

— مصحفی مطابق مضمون "مصحفی" مطبوعہ معارف۔ بدھ سنگھ قلندر مطابق تذکرہ کریم الدین آرزو کا ہم عصر۔
بحوالہ فرہنگِ آصفیہ جلد اول ص ۲۵۰ و دیگر صاحب تک بدھ سنگھ قلندر ذرا سی ترمیم کے ساتھ۔ ع تھمتے ہی تھمیں گے اشک تام۔

۴۴۔ تھی نہایت شوخ وہ دیدہ کھلاڑ
کھیلتی تھی شکار ٹٹی کی آڑ

— آتش (فرہنگِ آصفیہ جلد دوم) یہ شعر کسی کی مثنوی کا ہے مصنفِ فرہنگ کو سہو ہوا ہے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آتش نے کوئی مثنوی نہیں لکھی۔

۴۵۔ ٹک تو فرصت دے کہ رخصت ہو لیں اے صیاد ہم
مدتوں اس باغ کے سائے میں تھے آباد ہم
— مظہر مطابق گردیزی، انجام مطابق گلزار ابراہیم و تذکرہ میر

۴۶۔ جبیں پر سادگی نیچی نگاہیں بات میں نرمی
مخاطب کون کر سکتا ہے تم کو لفظ قاتل سے
— جگر بقول فاطمہ زیدی حالانکہ جوش ملیح آبادی کا ہے اور ان کے دیوان میں موجود ہے۔

۴۷۔ جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا
صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا
— اثر لکھنوی ذ صالحہ عابد حسین نے میر کا سمجھا آغا جو شرف مطابق سید ذکی رضا مگر بلا تغیر جھٹپٹا وقت کی جگہ شام کا وقت۔ یہ شعر جوش ملیح آبادی کا ہے مجموعہ میں موجود ہے۔

۴۸۔ جو بخشے تو زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
— آتش مطابق فرہنگ شفق (منشی لالتا پرشاد شفق)، اس زمین میں آتش کی ایک غزل ہے اس سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی حالانکہ یہ انکا بالکل نہیں بلکہ کسی شاگرد کا ہے۔

۴۹۔ جھانکتے تھے دن کو ہم جس روزن دیوار سے
ولائے قسمت ہو اسی روزن میں گھر زنبور کا
— رعد مطابق سر سید نمبر اردو کالج کراچی (نقش ثانی ۷۰۔۷۹) یہ شعر ذوق کا ہے رعد نے محض پڑھ کر سنایا ہوگا۔

۵۰۔ چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر گو سو برس سیتی رہے
— امیر خان انجام مطابق گل رعنا و خمخانۂ جعفر علی خاں ذکی مطابق مسرت افزا و کریم الدین مگر بادنیٰ تغیر یعنی تا قیامت سوزن تدبیر گر سیتی رہے۔

۵۱۔ چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں
کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
— صبا لکھنوی مطابق اردو غزل ص۲۴۹ دیگر تذکروں میں منولال صبا شاگرد مصحفی کا لکھا گیا ہے مصحفی نے لالہ کانجی مل صبا کو اپنا شاگرد بنایا ہے۔

۵۲۔ چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی
— سراج الدین بہادر شاہ ظفر بقول قاضی عبد الغفار اردو زبان کی قومی شاعری مطبوعہ جامعہ جولائی ۲۲ء بلا اختلاف سراج اورنگ آبادی حالانکہ سراج کے نام سے مشتبہ ہے۔

۵۳۔ چوں آئینہ بستم رسیدہ
رہتا ہے مدام آب دیدہ
— عابد جوشش مطابق تذکرہ ہندی و کریم الدین محمد عابد دل، عابد جوشش نام کا کوئی شاعر نہیں۔ دونوں بھائی ہیں جوشش کا نام محمد روشن دل کا نام محمد عابد۔

۵۴۔ چھیڑنے کا تو مزہ جب ہے کہو اور سنو
بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
— انشا مطابق تذکرہ کریم الدین ص۲۵ شاہ عالم آفتاب سے بھی کریم الدین نے ص۱۷۱ پر منسوب کیا ہے جس کا کچھ اعتبار نہیں۔

۵۵۔ حاسداں تم کو جدا بیٹھ کے بہکاتے ہیں
ہم سے دل توڑ تمہارے کو وہ بہلاتے ہیں
— حشمت علی خاں حشمت، محمد علی حشمت بقول میر حسن بحوالہ شعرا الہند جلد دوم۔ یہ دونوں ہم عصر تھے مگر افسوس کہ دونوں میں سے کسی کا کلام مدون نہیں ملتا یہ شعر کس کا ہے۔

۵۶۔ خبر تحیر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بےخبری رہی

— سراج اورنگ آبادی مطابق گل رعنا مراۃ الشعر۔ سراج رام پوری مطابق جلوۂ خاتم سراج الدولہ (خمخانۂ جاوید)۔۔۔ کریم الدین نے سراج الدین خاں سراج کے عشق کی داستان غم لکھی اور یہ شعر انکا لکھا۔ چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی۔ معارف مارچ مئی ۳۶ء میر بشیر الدین رامپوری نے سراج ایک مضمون لکھا ہے اور کلام کا انتخاب دیا ہے مگر تعجب ہے کہ اس مشہور غزل کا ایک شعر بھی ان کے انتخاب میں نہ آسکا۔

۵۷۔ خدا سے ملک تو ڈر شیریں بخبرے اس بچارے کی
کیا فرہاد نے تیشے سے سر لوہو لہان اپنا

— مظہر جان جاناں بقول عبدالحق رسالہ اردو جنوری ۲۲ء (بحوالہ تذکرہ تحفۃ الشعرا) مخلص بقول قریشی صاحب (آنند رام مخلص کے اردو اشعار" معاصر) مخلص کا ہے

۵۸۔ خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو
یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے

— قائم مطابق نقد دینے (مظہر حنفی ص۱۵۹) مظہر جان جاناں (بالاتفاق)

۵۹۔ خط سے زیادہ اور ہوا حسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ اکھاڑا بہار کا

— خشتاق کھتری مطابق نکات عبدالحی تاباں مطابق گلشن ہند دیگر یادی تغیر در مصرع اولیٰ ع سر سبز خط سے دونا ہوا حسن یار کا۔

۶۰۔ خوبرو جب سے نظر آتا نہیں
لوٹتا ہے تب سے انگاروں پہ دل

— سراج مطابق نکات (لیکن شعلہ جو بجائے خوبرو) جو زیادہ مناسب ہے ولی مطابق ضمیمہ لندن و صفا (مع تخلص)، ع تب سے انگاروں پہ لوٹے ہے ولی

۶۱۔ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

— خوش ساجد اورنگ آبادی (آواز ۱۵ جولائی) یہ حالی سے منسوب حالانکہ خواجہ میر درد کا

۶۲۔ دریں بزم رہ ثبت بیگانہ را
کہ پروانگی داد پروانہ را

— پہلا مصرع شیخ حزیں کا اور دوسرا جوابًا کمال کا (شاد عظیم آبادی حیات فریاد) راجہ جسونت سنگھ مطابق آجکل یکم دسمبر ۵۶ء شاد کرور دہلوی ہیں اسلئے قطعی فیصلہ نہیں۔

۶۳۔ دل ولی کا لے لیا دلی میں چھین
جا کہو کوئی محمد شاہ سوں

— شرف الدین مضمون مطابق گلشن گفتار و چمنستان شعرا آزاد مطابق آزاد

۶۴۔ دل کے کج کلاہ لڑکوں نے
کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا
ٹوپی والوں نے قتلِ عام کیا — پیام (ملاقات میر) میر مطابق ضمیمہ لندن۔ میر نے بھی پیام ہی سے منسوب کیا ہے۔ اگرچہ میر کے متبادل دیوان میں بھی موجود ہے اصل میں میر نے ان اشعار کے پہلے ایک شعر کا اضافہ کر کے تضمین کی ہے۔

۶۵۔ دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند — کہا جاتا ہے کہ ایک واقعہ پر دیوان حافظ سے فال نکالنے پر یہ شعر نکلا حالانکہ یہ شعر سے حافظ کا ہے ہی نہیں فال نکلنے کا کیا سوال ہے، یہ تو حکیم شفائی کا ہے۔

۶۶۔ دعویٰ کیا تھا گل نے اس رخ سے رنگ و بو کا — مصحفی بقول جاں نثار اختر علیگ (سالنامہ جمیل ۳۶ء) میر سوز
ماری حیا نے دھولیں شبنم نے منہ پہ سو کا

۶۷۔ دل شوخ حسینوں سے لگانا نہیں اچھا — جلیل مانکپوری مطابق سماجی تنقید و تنقیدی عمل ص ۱۴۹ حالانکہ شوق نیموی کا ہے اور لفظ شوخ کی جگہ تخلص شوق آیا ہے۔
ہو جاؤ گے بدنام زمانہ نہیں اچھا

۶۸۔ نہ دم میں دم ہے نہ اب غم رہا ہے آنکھوں میں — میر شکوہ علی شکوہ بقول کریم الدین ص ۳۲۸ قائم مطابق گلشن ہند ص ۱۲۵ دگر با دلا آخر: نہ دل میں آب ہے نہ نم رہا ہے آنکھوں میں۔ یہ شعر قائم ہی کا ہے۔
کبھی جو رو دیئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

۶۹۔ دن میں سو سو بار تیرے کوچے میں جانا مجھے — مجنوں شاگرد میر ضیا استاد میر حسن مطابق میر حسن، گلزار ابراہیم مں کریم الدین جوشش مطابق قدرت اللہ شوق۔ مگر دیوان جوشش مرتبہ کلیم الدین احمد میں اسطرح، آگئی خوش وضع خاموشی و تنہائی مجھے۔ کوئی دیوانہ کہے ہے کوئی سودائی مجھے
اس میں سودائی کہے یا کوئی دیوانہ مجھے
دیوان جوشش مرتبہ قاضی عبدالودود میں یہ شعر موجود نہیں۔

۷۰۔ دور سے آئے تھے ساقی سن کے میخانے کو ہم — امیر خاں انجام مطابق گل رعنا و خمخانہ جاوید نظیر اکبر آبادی مطابق ڈاکٹر اعزاز
پر ترستے ہی چلے اب ایک پیمانے کو ہم — مجا کلیات نظیر میں بھی مندرج ہے۔

۷۱۔ دیکھ کے وہ مست نگاہوں سے بار بار — ریاض خیر آبادی مطابق اسلام حسین صاحب (آجکل مارچ ۵۳ء)
جب تک شراب آئے کئی دور ہو گئے

۷۲۔ رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے۔ ذوق مطابق میرے دو دیوان مرتبہ آزاد منیر ابن نصیر مطابق ریاض الفصحا۔
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

۷۳۔ رسوا اگر نہ کرنا تھا عالم میں یوں مجھے — مظہر مطابق گلزار ابراہیم گلشن ہند، رسوا مطابق میر حسن (قدیم ترسنہ)
ایسی نگاہ ناز سے دیکھا تھا کیوں مجھے

۷۴۔ رفوگر کو کہاں فرصت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے میرا سینہ رفو چکر میں آجائے

سراج مطابق شعر الہند جلد اول صفحہ ۲۳ و خلاصہ سجاد اکبر آبادی مطابق ضمیمہ قندن۔ دونوں دیوانوں پر دسترس نہیں اسلئے فیصلہ نہیں قیاس ہے کہ سجاد کا ہی ہے۔

۷۵۔ رکھے اس لالچی ٹکے کو کوئی کب تلک بہلا ـــ
چلی جاتی ہے فرمائش کبھی یہ لا کبھی وہ لا

ناجی مطابق آب حیات و مراۃ الشعر، آبرو مطابق گلشن ہند کبھی کی جگہ کبھو، پہلا مصرع یوں ہے، رکھے کوئی اس طرح کے لالچی کو کب تلک بہلا۔

۷۶۔ رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبوں کے ـــ
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

بلا اختلاف آرزو میر علی افسوس بقول عندلیب شادانی تحقیقات صفحہ ۵۱ خان آرزو کا یہ شعر زیر بحث جس کا قافیہ غلط ہے گر مار رائج ہیگا ... انکا زمانہ مستند ہے اور قابل تقلید۔

۷۷۔ روشن ہے اس طرح دل سوزاں میں داغ ایک ـــ
اجڑے نگر میں جیسے جلے ہے چراغ ایک

میر مطابق سماجی تنقید اور تنقیدی عمل از سید محمد عقیل، حالانکہ یہ شعر جرأت کا ہے

میر مطابق مرزا امیر مرتبہ نواب جعفر علی خاں اثر لیکن دیوان میں نہیں جرأت مطابق مستند ازراد گلشن ہند نگ جرأت کا نہیں پھر بھی جرأت مطابق ہے لیکن سینے کی جگہ "دل ویراں"

۷۸۔ زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
کیا ڈیڑھ چلو پانی سے ایمان بہہ گیا

غالب مطابق فرہنگ آصفیہ جلد دوم صفحہ ۲۶۳ حالانکہ ذوق کا ہے دیوان میں بھی ہے اور آزاد نے ڈراما اکبر میں اکبر کی زبان سے ذوق ہی کا شعر کہہ کر سنوایا ہے۔

۷۹۔ زلف کو کہنا پریشاں عقل کی دوری ہے یہ
تار تار اس کے میں دل ہے عقل کی پوری ہے یہ

آبرو مطابق خمخانہ جلد اول، پنچھا مطابق صید ودم (لیکن دوسرا مصرع مختلف ہے) ہر گرہ میں اک دل ہے گانٹھ کی پوری ہے یہ۔ آبرو کا دیوان نہیں ورنہ فیصلہ کیا جاتا۔

نادر مطابق تذکرہ قائم، تحسین، شاہ پنچھا بقول قاسم

۸۰۔ زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند
حق را بسجودے و نبی را بدرودے

سعدی شیرازی سے منسوب حالانکہ غالب کا ہے فارسی دیوان میں موجود ہے۔

۸۱۔ سب اعضا درہم برہم ہیں اک دل کے شہادت پانے سے
لشکر میں تلاطم برپا ہے سردار کے مارے جانے سے

جگر بقول چودھری عرفان حسین پسندیدہ اشعار "فروغ اردو" ستمبر ۱۹۵۵ء صفحہ ۵ حالانکہ شاد عظیم آبادی کا ہے اور دیوان میں موجود ہے۔

۸۲۔ سب سرے کو دیکھ جدھر سے نکلا
تھے تعجب میں کہ یہ چاند کدھر سے نکلا

شاداں مہاراجہ چندو لال وزیر اعظم نظام مطابق خمخانہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۵ نالاں بہاری مطابق تذکرہ شعرائے گیا اور تعرف، ایک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا
لوگ حیراں ہوئے یہ چاند کدھر سے نکلا

۸۳۔ ستم ہے آدمی کے واسطے مجبور ہو جانا
زمیں کا سخت ہو جانا فلک کا دور ہو جانا

شاد عظیم آبادی ریاض بقول فراق در ریاض مطبوعہ نگار جنوری ۲۴۴، گیا والے ترمیم
قیامت ہے بشر کے واسطے...

۸۳۔ سخت کاوش میں ہوتی برنگ گلیں
اسی نام آوری کا منہ کالا
— ابن خلیم آبادی، قاضی امین دہلوی مطابق خمخانہ۔

۸۴۔ سردی اب کے پڑی ہے اتنی شدید
صبح نکلے ہے کانپتا خورشید
— قائم مطابق ڈاکٹر عبد الرحمن مگر سودا کے دیوان میں تخلص کے ساتھ موجود ہے۔ سودا آخر ہے سردی کا مذکور۔ شعر بھی گرخنک ہیں اگلے مقدار

۸۵۔ سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے
— بسمل شاہجہاں پوری بقول قرۃ العین حیدر افسانہ نقوش ۵۰۱۵، بسمل عظیم آبادی

۸۶۔ سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار میں
نیل کا گنڈا پھنا یا مردم بیمار میں
— آتش مطابق آبِ حیات، محمد امین مفتی بقول کریم الدین مگر آخری مصرعہ میں "میں" کی جگہ "کو" لکھا ہے جو صحیح ہے۔

سودا کے متداول دیوان میں چند منظوم حکایتیں ملتی ہیں جو قائم سے بھی منسوب ہیں سنا ہے کہ اک مرد اہل طریق (۱۱ شعر) سلف کے زمانے کا تاریخ ودن (۱۳ شعر) سنا جاتا ہے اک ہوس کا حال (۱۰ شعر) سنا ہے کہ اک مرد آزاد طور (۱۹ شعر)

۸۷۔ سودھا پھٹکری مردہ سنگ
ہلدی زیرہ یک یک تنگ
افیون چنا بھر مرچیں چار
ارد برابر موتھا ڈار
— خسرو مطابق آبِ حیات، حضرت مخدوم الملک مطابق نقوش سلیمانی۔

۸۸۔ سینہ کوبی سے زمیں ساری ہلا کے اٹھے
کیا علم دھوم سے شاہِ شہدا کے اٹھے
— آتش مطابق صحت زبان، حالانکہ مومن کے دیوان میں موجود۔

۸۹۔ سیہ چوری بدست آں نگار نازنیں دیدم
بشاخ صندلی پیچیدہ مار آستیں دیدم
— نور العین والف بٹالوی مطابق نگار مئی ۱۹۴۳ء سودا مطابق تذکرہ خوش معرکہ زیبا۔ حزیں نے آخری نکتے نازنیں دیدم و آستیں دیدم کو حذف کیا تھا اہر دو نقاد۔

۹۰۔ شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
— مصحفی مطابق گل رعنا، میر تقی میر۔

۹۱۔ شب وصال میں جب رنج وغم کی بات چلی
خروش مرغ سحر نے کہا کہ رات چلی
— شاہ کمال علی کمال مانپوری مطابق تاریخ شعرائے بہار، کمال مانک پوری مطابق (محاسن سخن ۱۲۳۳ھ)

۹۲۔ شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے امیر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا
— امیر مینائی بقول رضوی صاحب یہ شعر میر سے بھی منسوب کیا گیا ہے لیکن نہ میر کا ہے اور نہ ہی امیر کا بلکہ نواب یار محمد خاں امیر (شاگرد) کا ہے مصرعِ اولیٰ یوں ہے:
ع شکست و فتح نصیبوں سے ہے امیر ولے۔

۹۳۔ شہرۂ حسن سے ازبسکہ جو محجوب ہوا
اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا
— میر سوز (بلا اختلاف) بیدل عظیم آبادی بقول صفیر بلگرامی۔
سوز مطابق تاریخ ادب اردو جلد دوم حصہ اول ص ۱۳۱ (جمیل جالبی) بیدل بقول صفیر (غیر نقد) جلوۂ خضر، میر درد بقول جمیل جالبی بحوالہ مخطوطہ برٹش میوزیم۔

۹۴۔ شیشۂ دل کو مرے سنگِ ستم سے پھوڑا
دل نے میرے بھی منہ اب تیری طرف سے موڑا
— سودا مطابق شعرائے ہند جلد دوم ص [illegible] (سودا کے مطبوعہ دیوان کے ۱۰ویں بند کا پہلا شعر ہے) حشمت مطابق بیاض [illegible] حشمت کی واسوخت کے ۱۰ویں بند کا پہلا شعر۔

۹۵۔ صبا کہیو اگر جاوے گی تو اس یار دلبر سوں
کہ کر کر قول پرسوں کا کٹے برسوں گئے برسوں
— احسن مطابق آب حیات، آرزو مطابق چمنستان

۹۶۔ صد سالہ دورِ چرخ تھا ساغر کا ایک جام
نکلے جو میکدے سے تو دنیا بدل گئی
— گستاخ رام پوری مطابق دیوان مرتبہ حسرت موہانی، ریاض خیرآبادی بیاض رضوان۔ ممکن ہے ریاض نے پسندیدگی کے باعث بیاض میں ٹانکا ہو اور بعد میں مرتب نے غلطی کی۔ ریاض خیرآبادی مطابق جلیل [illegible] نقوش سالنامہ [illegible] حالانکہ گستاخ کا ہے۔ مزید ملاحظہ ہو نگار اپریل ۵۶ء

۹۷۔ غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گزری
— رام نرائن موزوں بقول قرۃ العین حیدر نقوش ص [illegible] حالانکہ موزوں اسکے خالق نہیں انہوں نے صرف یہ شعر پڑھا تھا اور مزید بحث ملاحظہ ہو [illegible] حصہ اول [illegible]

۹۸۔ غیر کی مدح کروں شہ کا ثنا خواں ہو کر
مجھ کو اپنی ہوا لکھوؤں سلیماں ہو کر
— مونس مطابق تذکرہ آب بقا (عشرت لکھنوی) [illegible] کی روایت کی رو سے [illegible] انیس مونس اور انکے والد خلیق کا شعر گڈمڈ ہو گیا [illegible]

۹۹۔ فصلِ گل آئی یا اجل آئی کیوں درِ زنداں کھلتا ہے
یا کوئی وحشی آ پہنچا یا کوئی قیدی چھوٹ گیا
— کلیات فانی مطبوعہ نامی پریس کے مقدمہ میں قاضی عبدالغفار نے درج بالا شعر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے۔ [illegible]

۱۰۰۔ فغاں کہ دانہ انگور آب می سازند
ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
— حافظ شیرازی مطابق سید اختر الاسلام ضیاء دور اپریل ۸۹ء فرغ شوستری مطابق تذکرہ شاہزیبا۔ اختر الاسلام: ''ہمارے بھائی نے ایک محفل نعت میں حافظ شیرازی کا یہ شعر پڑھا فغاں کہ ... تو" کہا گیا آپ نے فغاں کہاں پڑھا آپ تو سارا شعری کا مل ہو گیا ہے بھائی نے جواب دیا میں نے ایک خاص نسخے میں پڑھا ہے اور اس پر تو میں شرح بھی لکھ چکا ہوں ... غرض بحث چلی ... بحث تو شرف بن گیا۔ یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ شعر حافظ کا نہیں بلکہ فرغ شوستری کا ہے۔ (تذکرہ شاہزیبا)

۱۰۱۔ فکر معاش عشق بتاں یاد رفتگاں
تھوڑی سی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے
— غالب بقول خواجہ عباد اللہ اختر، سودا

۱۰۲۔ قریب یار ہے روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا
— امیر مینائی مطابق دیوان طبع سوم مطبوعہ نول کشور رشک لکھنوی مطابق سخن بے مثل (دیوان تصحیح و نظر ثانی شدہ) بعد میں الحاق کی صورت نہیں ہے۔ دگر بادنیٰ تغیر کشتوں کا حق۔

۱۰۳۔ قسمت تو دیکھئے کہاں ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا
— قائم، مصحفی، دبیر اور راسخ کا تقابلی مطالعہ مطبوعہ نکات)

۱۰۴۔ قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا
— کوئی فیصلہ نہیں: ناسخ مطابق تہذیب النقوش دگر بادنیٰ تغیر جس چیز کے بجائے کوئی قابل نظر آیا۔

۱۰۵۔ فرقت کی ہم کو پھولوں نے شاد یہ کہلا بھیجا ہے
آجاؤ جو تم کو آنا ہو ایسے میں ابھی شاد آبیہم
— شاد لکھنوی مطابق پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب شاد عظیم آبادی

۱۰۶۔ کرتا ہے مجھ سے ابلق ایام شوخیاں
پہچانتا نہیں ابھی آسن سوار کا
— ناسخ مطابق مضمون نگاری صفحہ ۴۹ (اخلاق دہلوی) آتش

۱۰۷۔ کرتی تھی بھوک پیاس جو بس میں
آنسو پیتی تھی کھاتی تھی قسمیں
— میر حسن مطابق فرہنگ جلد اول صفحہ ۲۵ حالانکہ نسیم لکھنوی (مثنوی گلزار نسیم) میر حسن کی بحر ہے اور نہ ہی ان کا رنگ۔

۱۰۸۔ کس کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے
لو دل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے
— حسرت مطابق گل رعنا گلشن ہند، جرأت مطابق گلشن ہند (صرف دوسرا مصرع) جعفر علی حسرت استاد جرأت

شعر	حوالہ
۱۰۹۔ کشافِ حقائق و نکاتِ توحید آں راکبِ دوشِ احمدی شاہِ شہید	حیرت نے اپنے تذکرہ میں اسے اپنے والد میر غلام حسین تحسین کے نام لکھا لیکن تذکرہ کلشنِ بے خار خان شروانی نے اسے لطف اللہ شیرازی کا بتایا۔ بعض تذکروں میں بھی شیرازی کا نام ہے۔
۱۱۰۔ کعبہ اگر چہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ یہ قصرِ دل نہیں کہ بنایا نہ جائے گا	سودا قائم مطابق اردو غزل سودا کے دیوان میں نہیں قائم کے کلام میں ملتا ہے۔
۱۱۱۔ کون پرساں ہے حالِ بسمل کا خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا	نظام شاہ رام پوری مطابق اردو غزل حالانکہ بیمار کا ہے خمخانۂ جاوید اور نیاز (نکاتِ الست ۲۴) نے بھی بیمار کا بتایا۔
۱۱۲۔ کون سنتا ہے فغانِ درویش	مومن کی مثنوی قولِ غمیں میں ہے۔ خلیفہ گلزار خلف نظیر اکبر آبادی لکھا۔ قیاس یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی کا نہ ہو۔
۱۱۳۔ کہاں ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے ڈر مرے بغل میں جھلکتا ہے آبلہ دل کا	حیرت مراد آبادی مطابق کریم الدین ص۲۰ سلیمان شکوہ مطابق خمخانۂ جاوید نواب محمد علی خان رند تذکرہ رام پور۔
۱۱۴۔ کہا یہ خواب سے میں نے کہ اے رفیقِ ندیم بتا تو کیوں نہیں آتی ہے مجھ غریب کے پاس دیا جواب یہ اس نے مجھے کہ اے کمبخت میں ترے پاس رہوں یا ترے نصیب کے پاس	وحید الہ آبادی پٹنہ میں اکثر لوگوں کی زبان پر یہ قطعہ ان ہی کے نام سے سنا گیا۔ سیماب اردو مطابق خمخانۂ جاوید۔
۱۱۵۔ کئے اضداد ظاہر قدر نا معلوم ہو شے کی جہنم کے مقابل خلدِ جاوید اں کیا ہے!	حیرت مطابق عبدالسلام شعر الہند جلد دوم ص۲۰۵ غلام علی راسخ عظیم آبادی کے مطبوعہ دیوان کی پہلی غزل کا شعر ہے۔
۱۱۶۔ کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم میں یار میں خط بھی لکھا جو ہم کو تو خطِ غبار میں	سعادت علی خان تسکین بقول شیفتہ صبا تسکین خواجہ رؤف احمد ولی مطابق خمخانۂ جاوید۔
۱۱۷۔ کیوں رے دل جا ہی پھنسا میں نہ تجھے کہتا تھا — عشق ہے دام بلا میں نہ تجھے کہتا تھا؟	حشمت مطابق بیاض آسی بیاض صلاح عظیم آبادی و قاضی صاحب سودا دگر بادی اختلافی تعجب ہے کہ قاضی صاحب کی توجہ اس طرف نہ ہوئی کہ سودا کے دیوان میں جو واسوخت ہے اس کا بھی دوسرا بند یہی ہے۔
۱۱۸۔ کیوں ہر کسی کے ساتھ دل اپنا لگائیے ہر بے وفا سے کاہے کو عاشق کہائیے	صابر دہلوی بقول تمنّا۔

۱۱۸- (جاری) ہم مان مان آتے ہیں پر ان کی منتیں
ساجن گر آملے تو نیازاں چڑھایئے

۱۱۹- کیوں ہوے ہو تم کہو دشمن ہمارے اس قدر — گل رعنا، پوری غزل آبرو سے منسوب دوسرے تذکروں میں آبرو کے نام سے کہیں نہیں ملتی۔
دوست کا دشمن کوئی ہوتا ہے پیارے اس قدر — دیوان آبرو مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن میں اس طرح، جان گر دشمن ہوئے ہو تم ہمارے اس قدر۔ تو ہمارے دل میں کیوں لگتے ہو پیارے اس قدر۔

۱۲۰- گرے تو ہیں لڑکھڑا کے لیکن اسی طرف رخ کیے پڑے ہیں — شاد عظیم آبادی کے دیوان میں ہے لیکن ناطق لکھنوی سے منسوب ہے۔
ہے دل میں مستوں کے میکدے کا ابھی تلک احترام باقی

۱۲۱- گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے — یہ شعر محض ایک نجی صحبت کی گرم گفتاری کا نتیجہ ہے اسے آتش سے منسوب کرنا غلط ہے زیادہ
موت آئی ہے سر چڑھتا ہے دیوانہ ہوا ہے — سے زیادہ ایک مصرع کے مالک ہیں دوسرا مصرع نعیم نے آتش کی فرمائش پر کہا تھا۔

۱۲۲- گور کے سوتے دوانوں کو جگاتی ہے بہار — محمد علی حشمت بقول آسی (ریاض نایاب) حشمت علی خاں حشمت بقول کریم الدین۔
شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار

۱۲۳- لاگ گر دل کو نہیں لطف نہیں جینے کا — میر درد مطابق عربی میں نعتیہ کلام ص۲۵ (عبداللہ عباس) حالاں کہ میر تقی میر
الجھے سلجھے کسو کاکل کے گرفتار رہو

۱۲۴- رکھی جائیں گی کتاب دل کی تفسیریں بہت — اقبال عابد مطابق بہار ص۱ از الیاس احمد
ہوں گی اے خواب جوانی تیری تعبیریں بہت

۱۲۵- لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں — انشاء مطابق چھان بین از اثر لکھنوی، جرأت۔
ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں

۱۲۶- مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی — غالب بقول یوسف سلیم چشتی (شرح دیوان غالب)، حالانکہ مومن کا مشہور شعر اور غالب سے زیادہ
آخر تو دشمنی ہے دعا کو اثر کے ساتھ — ٹیکا مصرع ثانی غلط نقل ہوا۔ قافیہ کی رعایت سے "اثر کو دعا کے ساتھ" ہونا چاہئے۔

۱۲۷- مجلس وعظ تو تا دیر رہے گی غالب — یہ شعر کی تحریف شدہ صورت ہے اور غلط طور پر غالب سے منسوب ہے صحیح شعر یوں ہے۔
پاس میخانہ ہے پی کر کے چلے آتے ہیں — مجلس وعظ تو تا دیر رہے گی قائم ۔ یہ ہے میخانہ ابھی پی کے چلے آتے ہیں۔ یہ شعر قائم کا کہا گیا
قائم، میر بقول اعجاز رسول خاں تعلقدار جہانگیر آباد (مقدمہ دیوان نوشاد)۔

۱۲۸۔ مجلس وعظ تو تا دیر رہے گی قائم
یہ ہے میخانہ ابھی پی کے چلے آتے ہیں
— ناسخ مطابق اردو غزل قائم، نکات سخن و مرآۃ الشعر۔ یہ شعر غالب سے بھی منسوب کیا جاتا ہے
قائم کے پوتے بہ چاند پوری کے مطابق ایک بیاض میں بنام قائم۔

۱۲۹۔ مجھ کو کہتے ہو کہ چل باہر ہو
آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں
— خادم حسن خاں خادم فرخ آبادی مطابق کریم الدین آسی تذکرے میں یہ شعر خادم عظیم آبادی کا۔

۱۳۰۔ مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب
— صلاح الدین پاکباز، حسن خاں مطابق گردیزی

۱۳۱۔ محبت سے علی کی دیکھ ناجی
ہوا ہے دل مرا اب حیدرآباد
— ناجی مطابق مرآۃ الشعر، گلشن ہند، نساخ مطابق بیاض آسی (مگر اس طرح کہ):
محبت سے علی کی رفتہ رفتہ ۔ انتساب غلط ہے شعر بھی بے لطف ہو گیا ہے۔

۱۳۲۔ مری آنکھوں سے کیا نسبت کہ قطرہ آب نیساں کا
در نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہیں سکتا
— آتش مطابق جائزہ کلام غالب کا ہے یہ آئینہ مصنفہ طالب کشمیری ص ۱۳۲ حالانکہ [illegible]۔

۱۳۳۔ مرے تغیر حال پر مت جا
اتفاقات ہیں زمانے کے
— رند مطابق فرہنگ آصفیہ جلد اول ص ۱۲۳ حالانکہ یہ میر کا ہے۔

۱۳۴۔ مشورے ہو رہے ہیں آپس میں
بھیجتے ہیں مجھے بنارس میں
— کتاب علی برادران اور ان کا زمانہ میں سید محمد ہادی نے ایک واقعہ لکھا ہے مولانا شوکت علی نے اپنے بنارس تبادلہ پر یہ شعر پڑھا تھا۔ شوکت علی نے مقدمہ میں لکھا تھا یہ شعر مرزا شوق (در زیر مشق) کا ہے۔

۱۳۵۔ میخانہ میں یہ پھرے ہے مٹکی مٹکی
زاہد عابد سے دور بھٹکی بھٹکی (رباعی)
— بیبت قلی خاں حسرت مطابق معین دردلائق، نثار (با اختلاف خفی) مطابق معیار
تاباں مطابق دیوان

۱۳۶۔ میر کس سوچ میں ہو بولو
آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے
— فرہنگ آصفیہ جلد سوم ص ۱۳۱ میر کا تخلص ڈال کر میر کا بنا دیا حالانکہ اس طرح مصرع ناموزوں ہو گیا۔
شعر یوں ہے اور نسیم کا ہے (دہلوی یا لکھنوی یہ طے نہیں)، کس سوچ میں ہو نسیم بولو۔
آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے۔ مؤلف فرہنگ نے بڑی بے احتیاطی کی ہے مزید اغلاط کی نشاندہی قاضی عبدالودود نے فرہنگ پر تبصرہ میں کی ہے جو خدا بخش جرنل میں ملاحظہ ہو۔

۱۳۷۔ میں اور بزم مے سے یوں تشنہ کام آؤں
گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
— میر تقی میر بقول فرہنگ جلد اول ص ۲۳۳ حالانکہ غالب کا مشہور شعر ہے۔

۱۳۸- میں حیرت وحسرت کا مارا خاموش کھڑا ہوں ساحل پر — شاد عظیم آبادی/ جلیس مانجھوری مطابق ڈاکٹر یوسف حسن ۱۹۷۵ء ۔ کو ...
دریائے محبت کہتا ہے آ کچھ بھی نہیں پایاب ہیں ہم

۱۳۹- نشیمن پھونکنے والے ہماری زندگی یہ ہے — ثاقب لکھنوی بقول آغا جمیل مہاکوفنون لاہور جنوری فروری ۱۹۷۰ء میں ۔ حالاں کہ
کبھی رو دئے کبھی سجدے کئے خاک نشیمن پر — بے خود موہانی۔

۱۴۰- نکہت گل نے ستایا کسے زندان کے بیچ — حشمت علی خاں حشمت نکات' محمد علی حشمت مطابق انتخاب بیاض آسی ص ۲۵۹۔
پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ — آسی نے دونوں حشمت کو ایک سمجھا اور غلط بحث چھیڑ دی۔

۱۴۱- نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے — یک رنگ/ مظہر و یک رنگ مطابق مرآۃ الشعر۔ مظہر کا مطلع دراصل یوں ہے:
نہ مجھ کو وہ دماغ و دل رہا ہے — یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے ۔ کہاں اس کو دماغ و دل رہا ہے۔

۱۴۲- نہ کچھ پیری چلی بادِ صبا کی — مومن بقول سید احمد دہلوی مولا بخش کے شاگرد تسکین جو استاد کے رنگ میں کہتے تھے
بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

۱۴۳- نہ ہوتا گر کسی سے آشنا دل — ۳ بار مرزا بیجو بتس مطابق کریم الدین کوئی فیصلہ نہیں۔
تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
اسے ہر وقت خواہاں کیوں چاہیں
رکھے ہے آرسی کی سی صفا دل

۱۴۴- وعدے تھے سب خلاف جو تجھ لب سے سنے تھے — آرزو مطابق نکات' آبرو مطابق گلشن ہند۔
یہ لعل قیمتی دیکھو جھوٹا نکل گیا

۱۴۵- وہ کافر ہماری شب تار ہے — مرزا محمد علی فدوی مطابق گلشن ہند و دیگر ذیل مطابق تذکرہ حیرت جو صحیح نہیں گلشن
جسے دیکھنا مہر کا عار ہے — ہند گلزار ابراہیم کا چربہ ہے اور اس کے مصنف کا بیان انکے عظیم آبادی ہونے کی وجہ سے زیادہ قابل قبول ہے۔

۱۴۶- وہ صورتیں الہٰی کس دیس بستیاں ہیں — سودا ص ۲۲۴، سوز ص ۱۰۹ و یادِ تغیر مطابق اردو غزل' شیدا مطابق حیرت
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

۱۴۷- ہر اک شعر اس کا ہے گنج معانی — پیر علی قمر الدین دہلوی شاگرد غالب ، سالک مطابق خمخانۂ جاوید' شاداں (حسین علی خاں)
مقرر یہ غالب ہے شاداں نہیں ہے — شعر کا مفہوم کہہ رہا ہے کہ خود شاداں کا ہے اور تعلّی کی لے ہے۔

۱۴۸۔ ہر صبح آدتا ہے تیری برابری کو
کیا دن لگے ہیں دیکھو خورشید خاوری کو

آنند رام مخلص و آرزو مطابق مرآۃ الشعر 'آرزو'۔ خود مرأۃ الشعر نے اسے آرزو سے بھی منسوب کیا ہے۔

۱۴۹۔ ہر قوم راست راہے دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

— بعضوں نے مصرع اولیٰ کو حضرت نظام الدین کا اور دوسرے کو خسرو کا سمجھا حالانکہ حسین سنجری مرید حضرت نظام الدین کا ہے اور دیوان میں موجود ہے۔ خسرو نے پڑھا بھی ہو تو انکی ملکیت نہیں۔

۱۵۰۔ ہم ہے یاں تک تری خدمت میں سرگرم نیاز
تجھ کو آخر آشنائے ناز بے جا کر دیا

— حسرت موہانی 'غالب' مطابق بہار صفحہ ۹۱ (الیاس احمد)

۱۵۱۔ ہم کو کیا گر بہار آتی ہے
دل وہ غنچہ نہیں کہ وا ہوگا

— امین عظیم آبادی مطابق گلشن ہند۔ قاضی امین الدین دہلوی مطابق خمخانہ جاوید صفحہ ۴۴۳

۱۵۲۔ ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا
اس کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہونگے

— مومن، غالب مطابق اردو غزل۔

۱۵۳۔ ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا
اسکی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہونگے

— غالب بقول ڈاکٹر عبداللہ نقد غالب صفحہ ۲۴۶ مومن۔

۱۵۴۔ ہم نے اس کے سامنے اول تو خنجر رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھ دیا دل رکھ دیا سر رکھ دیا

— امیر مینائی بقول جعفر علی خاں اثر، داغ

یہ شعر بلا اختلاف مولانا وحید الہ آبادی کا ہے، ریاض مطابق ڈاکٹر یوسف حسن خاں اردو غزل صفحہ ۲۹۱ لیکن 'ہم نے' کی جگہ 'پہلے'۔

۱۵۵۔ ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق میں محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

شرف الدین مطابق نکات مشت مطابق بیاض آسی (مطبوعہ ہندوستانی اکاڈمی) سودا بحوالہ دیوان مطبوعہ۔

۱۵۶۔ ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ تحفہ چیز

سودا کے دیوان میں ایک مثنوی چھڑی بھی ہے اسکی ابتدا یہ ہے :۔
ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ تحفہ چیز۔ سب سے ہے سودا کو یہ لاٹھی عزیز۔ آخر میں سودا کا تخلص بھی ہے مگر حسن نے اسے ممتاز سے منسوب کیا ہے۔

۱۵۷۔ ہے چشم نیم باز عجب خواب ناز ہے
فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے

— ایک مصرع ناسخ اور دوسرا وزیر کا ہے۔ استاد ناسخ نے پورا شعر ہی شاگرد کو بخش دیا ہوگا۔

۱۵۸۔ یا الٰہی کہوں میں کس سے اب اپنا احوال
زلف جاناں کی مرے دل کو ہوئی ہے مقبول

— قائم صاحب کے مطابق ۔ سودا (اردو کا پہلا واسوخت مطبوعہ معاصر اگست ۱۹۴۱ء) بیاض اکی کے مطابق حشمت۔

۱۵۹۔ یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ۔ ۔ ۔

— آزردہ بقول عرش ملسیانی ۔ مہتاب رائے تاب مطابق کریم الدین

۱۶۰۔ یار و خدا ایک ہے دوسرا برحق نبی
صورت لوح و قلم جس کیلئے خلق کی

— سودا مطابق دیوان رشید امطابق میرحسن کریم الدین

۱۶۱۔ یار ہم سے جو سدا چیں بجبیں رہتا ہے
نہیں معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

— محمد حسین فدوی لاہوری (شاگرد صابر علی شاہ) مطابق کریم الدین آخر میں شاہ مبارک آبرو کا شاگرد بتایا پھر اسی تذکرہ میں محمد محسن ولد غلام حسین خاں فدوی کا بتایا غالباً حسین اور محسن میں تسامح ہوا دونوں ایک ہیں۔

۱۶۲۔ یاں تک قبول خاطر کیجئے تیری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

— بندرابن راقم (شاگرد میر و سودا) و عبدالحئی تاباں مطابق نکات الشعراء ۔ تاباں کا ہی ہو سکتا ہے۔

۱۶۳۔ یکساں کبھی کسی پہ نہ گذری زمانے میں
یادش بخیر بیٹھے تھے کل آشیانے میں

— اصغر گونڈوی مطابق اصغر گونڈوی حیات اور شاعری مصنفہ ڈاکٹر صفیہ پروین مشا حالانکہ یاس یگانہ چنگیزی عظیم آبادی شاگرد شاد عظیم آبادی کا ہے۔

۱۶۴۔ یوں تو سنی ہو علی سے دوستی جانی مجھے
خواہ ایرانی کہو اور خواہ تورانی مجھے

— الٰہی بخش معروف مطابق معیار پنچ مرزا مظہر بقول آزاد دگر باد کی تعیل ہوں تو سنی پر علی کا صدق دل سے ہوں غلام ۔ خواہ ایرانی کہو تم خواہ تورانی مجھے

۱۶۵۔ یہ جو چشم پُر آب ہیں دونوں
ایک خانہ خراب ہیں دونوں
ایک ہیں آگ ایک ہیں پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

— دونوں اشعار میر تقی میر کے سمجھے جاتے ہیں حالانکہ صرف دوسرا شعر میر کا ہے۔ مطلع قلندر کا ہے۔ میر کا نہیں (کریم الدین)

۱۶۶۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

— مولانا ظفر علی جوہر مطابق فیض ترقی پسندوں کا ایک استاد شاعر (نگار اگست ۵۵ء) رشکی شاگرد غالب بالاتفاق۔

۱۶۷۔ یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

— انشا مطابق شعر الہند ص۹۹ مصحفی و انشا مطابق آب حیات و گل رعنا؛ مصحفی بقول دل کا کوی (مضمون مصحفی مطبوعہ معارف)

ضمیمہ ۲-

شاعر سے زیادہ مشہور شعر

ایک روز جمیل مظہری صاحب کہنے لگے، میرا یہ شعر مجھ سے زیادہ مشہور ہو گیا ہے ؎

بقدرِ پیمانۂ تخیل سرور ہر دل میں ہے خودی کا — اگر نہ ہو یہ فریبِ پیہم تو دم نکل جائے آدمی کا

خیال آیا اسی طرح دوسرے شعر جمع کیے جائیں جو اپنے خالق سے زیادہ مشہور ہو گئے ہیں۔ کچھ شعر یاد آتے ہیں:

آرزو لکھنوی

دفعتاً ترکِ تعلق میں بھی رسوائی ہے — الجھے دامن کو چھڑاتے نہیں جھٹکا دے کر

اس جہانِ عنصری میں ہے قفس اندر قفس — چھوڑ دینا تھا نشیمن پہلی ہی پرواز میں

ہاتھ سے کس نے ساغر پٹکا موسم کی بے کیفی پر — اتنا برسا ٹوٹ کے بادل ڈوب چلا میخانہ بھی

تارا ٹوٹتے سب نے دیکھا یہ نہیں دیکھا ایک نے بھی — کس کی آنکھ سے آنسو ٹپکا کس کا سہارا ٹوٹا ہے

آسی الدنی

نہ پڑا عشق میں تکمیل کا ساماں کرنا — ہاتھ خود سیکھ گئے چاک گریباں کرنا

خار و خس جمع کرے نام نشیمن رکھ کے — جس کو منظور ہو گلشن کو بیاباں کرنا

اثر لکھنوی

زندگی اور زندگی کی یادگار — پردہ اور پردہ پہ کچھ پرچھائیاں

احسان دانش

یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو — تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ

نظروں پہ جلووں کی حکمرانی دلوں پہ مایوسیوں کا پانی — اگر چھڑا لے امید دامن کہاں ٹھکانہ ہے آدمی کا

اختر شیرانی

ان کے عہدِ شباب میں جینا — جینے والو تمہیں ہوا کیا ہے

پارسائی کی جواں مرگی نہ پوچھ
توبہ کرنی تھی کہ بدلی چھا گئی

زندگی کی حقیقت آہ نہ پوچھ
موت کی وادیوں میں اک آواز

تاجور نجیب آبادی

نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی نہ وہ بدلے
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کرلوں

ثاقب لکھنوی

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
ہمیں سو گئے داستاں کہتے کہتے

ہے روشنی قفس میں مگر سوجھتا نہیں
ابر سیاہ جانب گلزار دیکھ کر

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

کہنے کو مشت پر کی اسیری تو تھی مگر
خاموش ہوگیا ہے چمن بولتا ہوا

دعائیں دیں مرے بعد آنے والے میری وحشت کو
بہت کانٹے نکل آئے مرے ہمراہ منزل سے

جلیل مانکپوری

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

مجھے جس دم خیال نرگس مستانہ آتا ہے
بڑی مشکل سے قابو میں دل دیوانہ آتا ہے

مار ڈالا مسکرا کر ناز سے
ہاں مری جاں پھر اسی انداز سے

ع تری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

سب باندھ چکے کب کے سر شاخ نشیمن
ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں

جب کسی سرزمیں کا قصد کریں
آسماں ساتھ ساتھ چلتا ہے

جگر مراد آبادی

وہ ہزار دشمن جاں سہی مجھے پھر بھی غیر عزیز ہے
جسے خاک پا تری چھو گئی وہ برا بھی ہو تو برا نہیں

گلے مل کر وہ رخصت ہو رہے ہیں
محبت کا زمانہ آ رہا ہے

جب تک شباب عشق مکمل شباب ہے
پانی بھی ہے شراب ہوا بھی شراب ہے

صبا یہ ان سے ہمارا پیام کہہ دینا
گئے ہو جب سے یہاں صبح و شام ہی نہ ہوئی

آ کہ تجھ بن اس طرح اے دوست گھبراتا ہوں میں
جیسے ہر شے میں کسی شے کی کمی پاتا ہوں میں

ان کے بہلائے بھی نہ بہلا دل — رائگاں سعیٔ التفات گئی
دن کا کیا ذکر تیرہ بختوں میں — ایک رات آئی ایک رات گئی

کس طرف جاؤں کدھر دیکھوں کسے آواز دوں — اے ہجوم نا امیدی جی بہت گھبرائے ہے

یہ عشق نہیں آساں اتنا ہی سمجھ لیجے — اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

محبت میں ہم تو جئے ہیں جئیں گے — وہ ہوں گے کوئی اور مر جانے والے

جیتا بغیر اذن یہ کب تھی مری مجال — در پردہ چشم یار کی شہ پا کے پی گیا

کدھر سے برق چمکتی ہے دیکھیں اے واعظ — میں اپنا ساغر اٹھاتا ہوں تو کتاب اٹھا

حدود کوچۂ محبوب ہیں وہیں سے شروع — جہاں سے پڑنے لگیں پاؤں ڈگمگائے ہوئے

لے کے خط ان کا کیا ضبط بہت کچھ لیکن — تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں نے بھرم کھول دیا

کوئی حد ہی نہیں شاید محبت کے فسانے کی — سناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے

دل کو کیا کیا سکون ہوتا ہے — جب کوئی آسرا نہیں ہوتا

بجھتی ہی نہیں اب کسی ساغر سے مری پیاس — شاید مرا مقصد ہی مری تشنہ لبی ہے

وہ بھی نکلی اک شعاع برق حسن — میں جسے اپنی نظر سمجھا کیا

اللہ رے اس گلشن ایجاد کا عالم — جو صید کا عالم وہی صیاد کا عالم

(حارب)